بسم اللہ الرحمن الرحیم

افضل الجہاد کلمۃ الحق عند سلطان جائر

جابر سلطان کے سامنے کلمۂ حق کہنا افضل جہاد ہے۔ الحدیث

سپاہ صحابہؓ کے پارلیمانی لیڈر فاتح رافضیت

غازیٔ اسلام، جرنیل سپاہ صحابہؓ

مولانا محمد اعظم طارق رحمۃ اللہ علیہ کی

وقت سماعی کی تقریریں

ترتیب

حافظ محمد ندیم قاسمی

حافظ بابر اقبال پسروری

پسند فرمودہ

جانشین فاروقی شہید سلطان العلماء

علامہ علی شیر حیدری

ناشر

کتب خانہ رشیدیہ

شاہی جامع مسجد پسرور

ضلع سیالکوٹ، پاکستان

افضل الجهاد کلمۃ الحق عند سلطان جائر (الحدیث)

جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق کہنا افضل جہاد ہے

آبروِ علماء دیوبند محافظ ناموس صحابہؓ

حضرت مولانا محمد اعظم طارق مدظلہ العالی

کی

قومی اسمبلی کی تقریریں

ترتیب :

حافظ محمد ندیم قاسمی

حافظ بابر اقبال پسروری

ناشر :

ادارہ اشاعت المعارف

ریلوے روڈ فیصل آباد

041-640024

Scanned with CamScanner

انتساب

- شہداء سپاہ صحابہ
- امیر عزیمت شہید ناموس صحابہ حضرت علامہ حق نواز جھنگوی شہید
- فداء صحابہ حضرت مولانا ایثار القاسمی شہید (ایم. این. اے)
- مورخ اسلام حضرت علامہ مولانا ضیاء الرحمان فاروقی شہید
- استاذ العلماء حضرت مولانا مفتی رشید احمد قادری مدظلہ العالی
- استاذ الحفاظ حافظ مولانا محمد سرور مدظلہ العالیٰ (ایم. اے. عربی، اسلامیات

کے نام

جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ ہیں

نام کتاب قومی اسمبلی کی تقریریں
مرتب۔ حافظ محمد ندیم قاسمی، حافظ بابر اقبال پسروری
قیمت 40 روپے
ناشر۔
ادارہ اشاعت المعارف
ریلوے روڈ فیصل آباد

Scanned with CamScanner

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
1	آرا و تاثرات	4
2	حلف نامہ	8
3	اسلام دین فطرت	10
4	شہادت سیدنا حسین ابن علی	11
5	بجٹ	14
6	حکومت کی اسلام سے غداری	21
7	علماء کی شہادتیں	31
8	سوئی گیس کا مطالبہ	33
9	شہادت بابری مسجد	34
10	کسان کی مشکلات	39
11	اسلام سے غداری	43
12	پولیس کی بربریت	50
13	مشترکہ پارلیمنٹ کا اجلاس	52
14	مسئلہ الذوالفقار	59
15	سیلاب کی تباہ کاریاں	64
16	اہمیت ممبر اسمبلی	72
17	صدر محترم کی تجاویز پر بحث	83
18	مسئلہ کشمیر	85
19	ناموس رسالت	95
20	گستاخ صحابہ کون؟	97
21	قاتلانہ حملہ پر احتجاج	108
22	اسمبلی کی اہمیت	110
23	کراچی کے حالات	119
24	کراچی کے حالات	123
25	امام مہدی کی اصلیت	133
26	بجٹ	134
27	کراچی میں شہادتیں	142
28	کراچی کے حالات	145
29	کراچی کے حالات	151
30	شمالی علاقہ جات پر بحث	156
31	سانحہ بونیر	160
32	متناسب نمائندگی	165
33	حقوق کی جنگ	171
34	کراچی کے حالات	176

Scanned with CamScanner

آراء و تاثرات

مناظر اسلام حضرت مولانا علامہ علی شیر حیدری مدظلہ العالی
سرپرست اعلیٰ سپاہ صحابہؓ پاکستان

جرنیل سپاہ صحابہؓ مولانا محمد اعظم طارق مدظلہ العالی کی یہ جو اسمبلی کی تقاریر لکھی گئی ہیں کافی دیر سے اسکی ضرورت محسوس کی جارہی تھی کہ یہ ریکارڈ محفوظ ہو۔ یہ آواز تمام کارکنوں تک پہنچے۔ جو Direct اسمبلی کی تقاریر نہیں سن سکے۔ جب یہ آواز ان تک پہنچے گی اور یہ ریکارڈ محفوظ رہے گا۔ بہت دیر تک ہمیشہ کے لیے ایسا ریکارڈ بن جائے گا کہ جب صحابہؓ کرام کے پروانے اسمبلی پہنچے تو وہاں انہوں نے اپنے مشن وموقف کو بڑے واضح انداز میں پیش کیا ہے۔ تو آئندہ اس کے انشاء اللہ مثبت اثرات مرتب ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں نوجوانوں (حافظ ندیم قاسمی ا حافظ بابر اقبال) کی زندگیوں میں برکت دے اور ان کی مشن جھنگویؒ سے وابستگی کو قبول فرمائے۔ کہ جنھوں نے سپاہ صحابہؓ کے جرنیل مولانا محمد اعظم طارق مدظلہ العالی کے قومی اسمبلی کے بیانات کو جمع کر کے سنی نوجوانوں کے دلوں کی دھڑکن کو ان کے گھروں تک پہنچایا۔ اس پر وہ نہایت مبارک باد کے مستحق ہیں۔ رب کریم سے دعا ہے کہ اللہ کریم ان کی اس کاوش کو شرف قبولیت سے سرفراز فرما کر اس کتاب کو مقبولیت عامہ سے نوازے (آمین)

علی شیر حیدری
جھنگ صدر

Scanned with CamScanner

جرنیل سپاہ صحابہؓ مولانا محمد اعظم طارق مدظلہ العالی
نائب سرپرست سپاہ صحابہؓ پاکستان

یہ قومی اسمبلی کی کاروائی ہے۔ اس کے شائع کرنے کا مقصد یہ ہے۔ کہ ہم اپنے کارکنوں اور ورکروں کو اس بات کا احساس دلا سکیں کہ اگر آپ کا کوئی نمائندہ قومی اسمبلی میں آواز بلند کرتا ہے۔ تو اس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ وہ آواز کبھی کبھی قانون کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ اس لیے کہ ہمارے ملک کا نظام' اور کسی بھی ملک کا نظام قانون کے بغیر نہیں چل سکتا۔ جس ملک میں لاقانونیت ہوتی ہے۔ اس ملک میں کوئی شخص بھی محفوظ نہیں ہوتا۔ یہاں ہم اپنے گھر میں محفوظ بیٹھے ہیں۔ اگر بازار کھلے ہوئے ہیں چیزیں رکھی ہوئیں ہیں۔ اور لوگوں نے لاکھوں اور کروڑوں کا سامان رکھا ہوا ہے۔ اور لوگ آکر پیسے دے کر سامان خرید رہے ہیں۔ تو یہ صرف اس لیے ہے کہ ملک میں قانون ہے۔ اگر قانون نہ ہو۔ ایک آدمی بیٹھا ہوا ہے۔ چار آدمی آکر اس سامان کو چھین کر لے جائیں ایک آدمی تو کچھ نہیں کر سکتا۔ اس کے بر عکس اگر قانون ہو گا۔ تو اسے پتہ ہو گا کہ قانون اتنی طاقت رکھتا ہے۔ کہ قانون نافذ کرنے والے ادارے مجھے پکڑ لیں گے اور مجھے سزا ملے گی چونکہ قومی اسمبلی میں قانون سازی ہوتی ہے قانون بنتا ہے قانون میں ترمیمات ہوتیں ہیں۔ قانون کی شقیں کبھی بدلتی ہیں۔ سپاہ صحابہؓ کی جو جدوجہد ہے۔ مولانا حق نواز شہیدؒ چاہتے تھے یہ قانون کی شکل اختیار کر جائے۔ ہم چاہتے ہیں کہ ناموس اصحابؓ رسولؐ کا تحفظ ہو تو قانون کی صورت بن جائے ہمارے جو مسائل ہیں۔ وہ قانون کی شکل میں حل ہوں کہ آج جو ہم کہتے ہیں تو کل جب یہی قانون بن جائے گا۔ تو جب بھی کوئی اصحاب رسولؓ کے خلاف کتاب لکھے گا تو فورا قانون حرکت میں آئے گا۔ اور کتاب لکھنے والا کیفرکردار تک پہنچے گا اصل ہمارا جو ٹارگٹ Targat اور منزل ہے کہ جس طرح قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کا قانون ہمارے ملک میں بنا۔ اللہ کرے وہ دن آئے۔ ہماری زندگی میں آئے یا ہمارے بعد آئے کہ اس ملک میں شیعوں کو غیر مسلم قرار دینے کا قانون بنے۔ یہ جو اسمبلی کی تقاریر ہیں یہ اس راستے کی طرف چلتے ہوئے راستے کی گھاٹیاں ہیں یا پھر یہ کہ عمارت

Scanned with CamScanner

کی تعمیر سے پہلے جو اینٹیں رکھی جاتی ہیں۔ یہ دیواریں ہیں۔ انشاء اللہ ایک وقت آئے گا کہ یہ عمارت مکمل ہو گی۔ یہ جدوجہد پایۂ تکمیل تک پہنچے گی۔ اور یہ کارواں اپنی منزل پا لے گا۔ اور جب کارواں چلا کرتے ہیں تو راستے میں پہاڑ بھی آتے ہیں۔ دریا بھی آتے ہیں۔ مشکلات بھی آتی ہیں۔ ساری کھائیاں ان کو گزرنا پڑتی ہیں۔ اور جو حوصلے سے' جرات سے' بہادری سے' چلتے رہتے ہیں۔ وہ اپنی منزل پا لیتے ہیں۔ تو انشاء اللہ میں اس بات پر یقین رکھتا ہوں کہ سپاہ صحابہؓ نے جو جدوجہد شروع کی ہے۔ وہ ممبر و محراب سے نکل کر اسمبلیوں میں پہنچی ہے۔ اور پاکستان کے شہر جھنگ سے نکل کر امریکہ تک پہنچی ہے۔ اور دنیا کا وہ ملک جس جگہ سب سے پہلے سورج کی شعاع پڑتی ہے۔ وہاں انگریزوں نے ایک چوٹی بنائی ہے۔ وہاں بھی سپاہ صحابہؓ قائم ہے۔ دنیا کے دور دراز ملکوں میں بھی سپاہ صحابہؓ قائم ہے۔ اب جب میں زخمی ہوا زخمی ہونے کے چار دن بعد امریکہ میں' میں نے فون پر خطاب کیا اور جب میں خطاب کر رہا تھا تو میں نے وہاں سے کافر کافر شیعہ کافر کے نعرے سنے۔ اسی طرح متحدہ عرب امارات' سعودی عرب میں' میں نے ٹیلی فون پر خطاب کیا۔ اور وہاں کافر کافر شیعہ کافر کے نعرے لگے۔ تو الحمدللہ یہ مشن پوری دنیا میں پھیل چکا ہے۔ ایک ہے مشن کا پھیلنا' شیعہ کے چہرے سے نقاب اٹھنا ایک ہے اس کا قانون کی شکل اختیار کر لینا۔ آج ہم شیعہ کو کافر کہتے ہیں۔ تو ہم پر مقدمہ بنتا ہے۔ اور ہمارے کارکنوں کو پکڑا جاتا ہے۔ اور ہمیں دہشت گرد' تخریب کار اور فسادی کہا جاتا ہے تو جب یہی مسئلہ قانون کی شکل اختیار کرے گا پھر بچہ بچہ بھی شیعہ کو کافر کہے گا۔ اسکی زبان روکنے والا کوئی نہیں ہو گا اگر پاکستان میں یہ قانون سازی ہو گی تو جتنے بھی اسلامی ممالک ہیں ان سب میں یہ قانون سازی ہو جائے گی۔ پاکستان سے آغاز ہو گا اور باقی ملکوں میں یہ بات مکمل ہو جائے گی یہ ہماری جدوجہد ہے کہ اسلام کا لبادہ اوڑھ کر جن لوگوں نے اسلام پر زخم لگانے شروع کیے ہیں۔ اور اسلام کو نقصان پہنچانا شروع کیا ہے۔ تو ہمیں چاہیے کہ ہم ایسے لوگوں کا محاسبہ کریں۔ اور انکے چہرے سے تقیہ کی چادر اٹھا ڈالیں۔

محمد اعظم طارق
جھنگ صدر

Scanned with CamScanner

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

قائد سپاہ صحابہؓ پنجاب

حضرت مولانا علامہ محمد احمد لدھیانوی مدظلہ (آف کمالیہ)

انقلاب ایران کے بعد شیعہ پوری دنیا میں اور بالخصوص پاکستان میں شیعہ نظریات مسلط کرنا چاہتا تھا امیر عزیمت حضرت مولانا حق نواز شہید نے اس کو بھانپ کر سپاہ صحابہؓ کا قیام عمل میں لائے جوں جوں شیعہ جارحیت بڑھتی ہوئی نظر آئی مولانا شہیدؒ نے اس کے رد کے لیے اسمبلی میں جانا ضروری سمجھا اگرچہ وہ خود اسمبلی میں نہ جا سکے مگر ان کے جانشین جرنیل اول حضرت مولانا ایثار القاسمی شہید اور جرنیل ثانی حضرت مولانا محمد اعظم طارق یکے بعد دیگرے اسمبلی میں پہنچے اور اسمبلی میں معرکتہ الار آء خطاب کر کے جہاں اصحابؓ پیغمبرؐ کے ساتھ محبت و عقیدت کا اظہار کیا وہی پر ایک عرصہ کے بعد ضیغم اسلام حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ اور مفکر اسلام حضرت مفتی محمودؒ صاحب کی یاد کو تازہ کر دیا دونوں جرنیلوں کے خطبات یقیناً" پورے ملک کے عوام سماعت نہ کر سکے ان کی اس جرات مندانہ آواز کو ملک کے کونے کونے میں سنی عوام تک پہنچانے کے لیے برادر عزیز حافظ محمد ندیم صاحب نے اسے کتابی شکل دے کر سنی قوم پر احسان کر دیا ہے اللہ تعالیٰ حافظ ندیم کی اس کوشش اور کاوش کو قبول فرما کر نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔

محمد احمد لدھیانوی

Scanned with CamScanner

حلف نامہ

سپیکر :- بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○
اعظم طارق :- بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○
سپیکر :- میں۔
اعظم طارق :- میں محمد اعظم طارق۔
سپیکر :- صدق دل سے حلف اٹھاتا ہوں کہ میں خلوص نیت سے پاکستان کا حامی اور وفادار رہوں گا۔
اعظم طارق :- صدق دل سے حلف اٹھاتا ہوں کہ میں خلوص نیت سے پاکستان کا حامی اور وفادار رہوں گا۔
سپیکر :- کہ بحیثیت رکن قومی اسمبلی میں اپنے فرائض منصبی ایمانداری اپنی انتہائی صلاحیت۔
اعظم طارق :- کہ بحیثیت رکن قومی اسمبلی میں اپنے فرائض منصبی ایمانداری' اپنی انتہائی صلاحیت
سپیکر :- اور وفاداری کی ساتھ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین اور قانون اور اسمبلی کے قوائد کے مطابق
اعظم طارق :- اور وفاداری کے ساتھ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین اور قانون اور اسمبلی کے قوائد کے مطابق۔
سپیکر :- اور ہمیشہ پاکستان کی خود مختاری' سالمیت' استحکام' بہبودی اور خوشحالی کی خاطر انجام دوں گا۔
اعظم طارق :- اور ہمیشہ پاکستان کی خود مختاری' سالمیت' استحکام' بہبودی اور خوشحالی کی خاطر انجام دوں گا۔
سپیکر :- کہ میں اسلامی نظریہ کو برقرار رکھنے کے لیے کوشاں رہوں گا' جو قیام پاکستان کی بنیاد ہے۔
اعظم طارق :- کہ میں اسلامی نظریہ کو برقرار رکھنے کے لیے کوشاں

رہوں گا' جو قیام پاکستان کی بنیاد ہے۔

سپیکر :- اور یہ کہ میں اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کو برقرار رکھوں گا۔

اعظم طارق :- اور یہ کہ میں اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین (مولانا نے اضافہ کرتے ہوئے فرمایا' جو قرآن و سنت کے مطابق ہو گا) برقرار رکھوں گا۔

سپیکر :- اور اس کا تحفظ اور دفاع کروں گا۔

اعظم طارق :- اور اس کا تحفظ اور دفاع کروں گا۔

سپیکر :- اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ میری مدد اور راہنمائی فرمائیں۔

اعظم طارق :- اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ میری مدد اور راہنمائی فرمائیں۔

سپیکر :- آمین۔

اعظم طارق :- آمین۔

○ ○ ○

Scanned with CamScanner

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

موضوع: اسلام دین فطرت

شکریہ جناب سپیکر:۔

میں اس مسئلے پر جذباتی ہونے کی بجائے بات یہاں سے شروع کرتا ہوں کہ مولانا علی اکبر صاحب نے جب بات کی تو ان کی بات کو صحیح طور پر سمجھنے کی بجائے حکومت سعودیہ پر بھائی اعتزاز احسن صاحب نے غصہ نکال لیا۔ بات کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے' جہاں ہم حالات کی نزاکت کو دیکھتے ہیں۔ جہاں ہم لوگوں کے جذبات و احساسات کو دیکھتے ہیں۔ بحیثیت مسلمان ہم یہ تسلیم کرتے ہیں کہ اسلام دین فطرت ہے اور وہ قیامت تک کے لیے آیا ہے اور اسلام میں سزا بھی دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک حد ہے' ایک تعذیر ہے۔ جس کی طرف بھائی اعتزاز احسن صاحب بار بار اشارہ فرما رہے تھے۔ تعذیر واقعی چیف جسٹس کے حالات کے اوپر ہوتی ہے کہ بھائی اس وقت یہ برائی عام ہو رہی ہے۔ لہٰذا اس کی سزا عام طور پر دی جائے۔ تاکہ اس برائی کا خاتمہ ہو' تو میں اس سلسلے میں عرض کروں گا۔ بغیر تفصیل میں جائے کہ آپ اس سلسلے میں اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات لیں' وہ ایک (Athentic) ادارہ ہے۔ اس سے کافی معاونت ملے گی اور اس کے مطابق میں کہتا ہوں کہ یہ آپ حضرات مجھے تو کم از کم بھائی اعتزاز کو چڑا کر یہ کہنا کہ اسلام کی توہین کر رہے ہیں۔ نہیں میں اگر ان سے پیار سے کہوں کہ بھائی اسلام والی سزا' جو اسلامی نظریاتی کونسل تجویز کر دے وہ آپ کے سامنے لائی جائے' تو مجھے یقین ہے کہ یہ اس کا انکار نہیں فرمائیں گے اور کوئی مسلمان بھی قرآن و سنت کا انکار نہیں کرتا۔ یہ تو ان کی رائے ہے اور ان کو چاہیے کہ وہ اس کو تسلیم کریں۔

○ ○ ○

Scanned with CamScanner

موضوع: شہادت حسینؓ

جناب سپیکر:۔

سب سے پہلے یہ بات ہے آج ہمارا سارا کا سارا (House) اللہ کے فضل سے حسینیؓ ہے۔ ہر بات پر اختلاف ہو سکتا ہے۔ لیکن کیا آج ہم ایک قرار داد نہ پیش کردیں۔ کہ آج کے بعد جو طرز حکومت' جو انداز زندگی جو اسلوب اور جو روشن نقوش حضرت حسینؓ نے چھوڑے ہیں۔ ہم ان سے انحراف کر کہ کیموزنم سوشل ازم اور باقی ازم جو ہم نے بنائے ہیں۔ ہم ان پر لعنت بھیجتے ہیں اور نفرت کا اظہار کرتے ہیں۔ آج چلو اس بات پر تو قرار داد پاس کریں۔ حضرت حسینؓ نے عظیم مقصد کے لیے قربانی دی لیکن آج مقاصد کی طرف کوئی نہیں دیکھتا صرف اپنے مفاد کے حصول کے لیے نام لئے جاتے ہیں۔ پہلی بات مذہبی طور پر میں عرض کرنا چاہوں گا۔ شہادت نعمت ہےاگر شہادت مصیبت ہے تو رویا جائے ماتم کیا جائے لیٹا جائے اور اگر شہادت نعمت ہے تو خراج تحسین پیش کیا جائے شہادت نعمت ہے اور شہید زندہ ہوتا ہے شہادت ہے مطلوب مقصود مومن نہ دولت نہ شہرت نہ کشور کشائی تو میں عرض کرنا چاہتا ہوں بات یہاں سے کیوں نا شروع کریں آج طے کرلیں کہ شہادت کے دن سے پہلے سوگ منانا ہے یا بعد میں پہلے منانا ہے تو کتنے دن پہلے شروع کرنا ہے۔ اور بعد میں کتنے دن تک لے جانا ہے۔ اسلام کی تاریخ شہداء کے خون سے رنگین ہے۔ کیا تاریخ اسلام میں ایک ہی امام مظلوم حضرت حسینؓ ہیں آپ کو اسی تاریخ میں وہ مظلوم بھی نظر آئے گا۔ جس کے در اقدس پر حضرت حسنؓ و حسینؓ پہرا دیتے رہے۔ وہ 40 دن تک پیاسے رہ کر پیغمبرؐ کے شہر میں 44 لاکھ مربع میل کا حکمران جب حضرت عثمانؓ شہید ہوئے تھے آج اس دن عید منائی جاتی ہے۔ کیوں ہوا اجلاس اس دن جس دن حضرت عثمانؓ کی شہادت کا دن تھا۔ کیوں ہوا اجلاس یکم محرم کو جو یکم محرم امام عدل وحریت حضرت فاروق اعظمؓ کی شہادت کا دن ہے کیوں ہوا اجلاس اسی (House) میں اس دن کو

21 رمضان المبارک کو جو 21 رمضان المبارک جناب علی المرتضیٰؓ کی شہادت کا دن ہے کیوں ہوا اجلاس 22 جمادی الثانی کو یہ 22 جمادی الثانی حضرت صدیق اکبرؓ کی وفات کا دن ہے۔ اور کیوں ہوا اجلاس اس دن پیغمبرؐ کے ارشاد کے مطابق سید الشہداء حضرت حمزہؓ کی شہادت کا دن ہے جن کو تمام شہیدو ں کا سردار آپ نے نہیں میرے پیغمبرؐ نے کہا تھا۔ ان شہیدوں کے دن اجلاس کیوں ہوئے۔ آؤ آج طے کرو ہم تاریخ میں ان عظیم شہیدوں کی شہادت پر اجلاس نہیں کیا کریں گے یا پورے ملک میں تعطیل کریں گے اور اگر ان شہیدوں کی شہادت پر اجلاس کیا جائے گا۔ تو پھر تمھیں اپنا یہ انداز اور طریقہ بھی بدلنا پڑے گا یہ کیا مظلومیت ہے باقی رہی بات کہ ہم سنی لوگوں کے جذبات مجروح ہوتے ہیں۔ ہمارے دلوں پر چھرے چلتے ہیں جب فاروق اعظمؓ کی شہادت کا دن ہوتا ہے تو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ اور دوسری بات کہ تاریخ اسلام کو اگر آپ دیکھیں تو کوئی دن بھی شہادت سے خالی نہیں ملے گا۔ کوئی دن بھی شہادت سے خالی نظر نہیں آئے گا۔ چھٹی کیجئے گھروں کو چلتے ہیں سارے دن تو شہیدوں کے دن ہیں کیا شہیدوں نے ہمیں چھٹی کرانا سکھایا ہے۔ شہیدوں نے ہمیں درس دیا ہے۔ آیئے دس محرم کو اجلاس رکھئے اور یہاں بیٹھ کر فیصلہ کیجئے۔ کہ حسینؓ جس عظیم مقصد کے لیے تو نے جان دی ہے ہم تیرے عظیم مقصد یعنی اسلام کے لیے اسلام کے خلاف جو سازشیں اٹھیں گی جو اسلام کے خلاف کسی انداز میں جو سازش سامنے آئے گی۔ ہم اس کا بیڑا غرق کر کے دم لیں گئے ہم انہیں کیفرکردار تک پہنچا کر دم لیں گئے۔ ہم یہی عزم دس محرم کو اسی ہال میں کرنا چاہتے ہیں اس ہال میں دس محرم کو اجلاس ہو۔ اور ہم فیصلہ کریں۔ کہ حسینؓ نے ہمیں رونے کے لیے نہیں چھوڑا۔ حسینؓ نے ہمیں پیٹنے کے لیے نہیں چھوڑا۔ کیا بات ہے آج حسینؓ کا نام وہ لیتے ہیں۔ جنہیں نمازیں نصیب نہیں قرآن کی تلاوت نصیب نہیں آج سیدہ زاہدہ بیسدہ فاطمہؓ کی بات وہ کرتے ہیں۔ جن کے رات کی تاریکیوں میں جنازے اٹھے اور ہمارے دن کے اجالے میں بال بکھرے رہتے ہیں کیا توقع ہے۔ کیا نسبت ہے کیا تعلق ہے ان

Scanned with CamScanner

عظیم شخصیات سے ان سے تعلق ہے تو آج یہ طے کرنا ہوگا۔ آیئے میں قرار داد پیش کرتا ہوں کہ اس ملک میں ہم قرآن و سنت پیغمبرؐ کی وراثت جس کے لیے امام حسینؓ نے جان دی ہے۔ ہم اس کے خلاف کوئی آواز نہیں سنیں گے۔ ہم اس کے خلاف کوئی قانون برداشت نہیں کریں گے۔ ہم اس کے خلاف کوئی نظام نہیں چلنے دیں گے۔ ہم اس کے خلاف کسی کو کوشش کرنے کی جرات نہیں دیں گے۔ یہ حسینیتؓ ہے۔ اور اگر نام حسینؓ کا لیا جائے رشوت عام ہو۔ نام حسینؓ کا لیا جائے شراب کے دور چلیں۔ نام حسینؓ کا لیا جائے فحاشی عام ہو۔ نام حسینؓ کا لیا جائے بے حیائی عام ہو۔ نام حسینؓ کا لیا جائے رات کو شراب و کباب کی محفلیں جمیں۔ یہ حسینیتؓ نہیں ہے ان کا حسینؓ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ حسینؓ سے تعلق اسی کا ہے جو حسینؓ کے کردار کو اپناتا ہے شکریہ جناب سپیکر۔

○ ○ ○

Scanned with CamScanner

موضوع: بجٹ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

شکریہ جناب سپیکر:۔

آج مجھے بجٹ پر تقریر کرنے کا موقع مل رہا ہے۔ میں اس موقع پر یہ عزم لیکر کھڑا ہوں کہ میں حقائق پر مبنی تلخ باتیں آج انتہائی نرم لہجے میں اس ایوان میں کرنے کا ارادہ رکھتا ہو۔

جناب والا:۔

جب ہم اپنے بجٹ کو دیکھتے ہیں ہمیں ہمارے بجٹ میں یہ بات دکھائی گئی ہے کہ ہمارے ملک میں ایک سال میں 3 کھرب 39 ارب 51 کروڑ 70 لاکھ روپے کی آمدنی کا تخمینہ لگایا گیا ہے۔ سب سے پہلی بات اس آمدنی کو جن بنیادوں پر اندازہ کر کے قوم کے سامنے پیش کیا گیا ہے۔ ہم نے بجٹ بریفنگ (Breifing) میں وزیر خزانہ اور اپنے سیکرٹری حضرات کو یہ بات واضح کر دی تھی۔ اور ہم نے ان کے سامنے اپنا موقف منوالیا تھا کہ آپ نے جو بیس (Base) آمدن کا پیش کیا ہے۔ اس میں خاص طور پر زراعت اور ٹیکس ہیں۔ آپ نے زراعت میں کپاس کو اپنا بیس (Base) بنایا ہے۔ چاول کو اپنا بیس (Base) بنایا ہے۔ گندم کو اپنا بیس (Base) بنایا ہے۔ جبکہ حقیقت حال یہ ہے کہ اس سال ہمارے ملک میں کپاس وائرس کی وجہ سے پچھلے سال سے بھی کم ہونے کے امکانات ہیں بلکہ یقین ہے اور یہ عجیب بات ہے کہ جس بنیاد پر آمدن کو پیش کیا جارہا ہے۔ اسے وائرس سے بچاؤ کے لیے اس وائرس کی لعنت کو ختم کرنے کے لیے اور زمینداروں کو وقت پر اعلیٰ بیج مہیا کرنے اور اسکو اسی طرح وقت پر اسپرے مہیا کرنے کا حکومت نے کوئی ایسا پروگرام اور لائحہ عمل پیش نہیں کیا اس کے ساتھ ساتھ آمدن ٹیکس سے زیادہ ہوتی ہے۔ اور ہمارے ہاں ٹیکس دینے کے لیے سوائے ایک غریب اور شریف طبقہ کے بڑے بڑے لوگوں سے ٹیکس وصول کرنے کی کوئی کاروائی بھی کی جائے۔

Scanned with CamScanner

جناب والا:۔

جب ہم اخراجات کی طرف دیکھتے ہیں۔ اور اسی عنوان پر آج میں گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ کہ ہمارے ملک میں تخمینہ لگایا گیا ہے۔کہ 3 کھرب 39 ارب تو آمدن ہو گی اور ہم اخراجات کریں گے 3 کھرب 85 ارب گویاکہ 46 ارب ہم اپنی آمدن سے زیادہ خرچ کریں گے مجھے یہ بات سمجھ نہیں آتی کہ جب کوئی آدمی آمدن سے زیادہ خرچ کرے چادر سے زیادہ اپنے پاؤں پھیلائے تو پھر اس آدمی کے ساتھ کیا حشر ہوتا ہے۔ اور چادر سے زیادہ پاؤں پھیلانے والے پھر پوری رات جن کیفیات سے دوچار ہوتے ہیں۔ اور اسی طرح ہمارا ملک اس کیفیت سے دوچار ہوگا۔ لیکن جب میں یہ دیکھتا ہوں کہ اخراجات کہاں ہوں گے تو پھر نظر آتا ہے۔ کہ ایک کھرب ایک ارب روپے یہ صرف ہم اپنے دفاع پر خرچ کریں گے اور میں آج اس ایوان میں یہی تلخ حقیقت نرم لفظوں میں عرض کرنا چاہتا ہوں ہمارا غریب ملک کب تک کھربوں روپے صرف اس ڈر سے کہ ہم نے انڈیا سے لڑنا ہے۔ ہم نے اپنا ملک انڈیا سے بچانا ہے۔ ہمارا کھربوں روپے کا سالانہ بم اسلحہ راکٹ لانچر میزائل خرید کر اپنے ملک میں رکھیں کیا ہمارے ملک کو سوائے اسکے کہ ہم بموں کے ذریعے ہم راکٹ لانچروں کے ذریعے اپنے ملک کا دفاع کریں ہمارے پاس اس کے سوا کوئی راستہ نہیں ہے۔

جناب والا:۔

وجہ کیا ہے؟ ہندوستان بھی ہمارا ایک پڑوسی ملک ہے۔ اور آج کا دور انقلابی دور ہے۔ اور آج ڈائی لاک سے دیوار برمن بھی ٹوٹ چکی ہے۔ ایسے دور میں کھربوں روپے جہاں ہم دفاع پر خرچ کرتے ہیں۔ کیا ہم ہندوستان کو مجبور نہیں کر سکتے کہ ہمارے ساتھ اس بات پر آمادہ ہو کہ وہ بھی اپنے کھربوں ڈالر عوام پر خرچ کرے ہم بھی اپنے کھربوں ڈالر عوام پر خرچ کریں۔ اور ہمارے درمیان میں جو تنازع کی چیزیں ہیں۔ ہم انہیں بین الاقوامی ثالثوں پر یا ہم اسے ڈائی لاک پر حل کریں اور میں عرض کرتا ہوں کہ یہ جو ہمارا دفاع پر خرچ ہوتا ہے۔ میں آج یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ جس

Scanned with CamScanner

طرح ہمارے ملک کا دفاع ایک ملک کی قلید اور بنیاد کی حیثیت رکھتا ہے۔ اسی طرح یہ بھی دفاع کا حصہ ہے۔ جو ہمارے ملک کے سفارت خانے ہمارے ملک کی خارجہ پالیسی اور ہمارے ملک کی وزارت خارجہ کی کارکردگی بھی دفاع کا حصہ ہے۔ ہمارے ملک کی خارجہ پالیسی کا عالم یہ ہے۔ کہ ہم باوجود اسکے کہ ہمارے چالیس ہزار سے زائد ساتھی شہید ہو چکے ہیں۔ کشمیر میں ظلم وستم کا دور دورہ ہے لیکن ہم مظلوم ہو کر بھی دنیا والوں کو نہیں بتا سکتے کہ ہم مظلوم ہیں انڈیا کی خارجہ پالیسی کا یہ عالم ہے کہ وہ ظالم ہے۔ وہ قاتل ہے۔ وہ دہشت گرد ہے۔ وہ انسانیت کا خون پیتا چلا جارہا ہے۔ مگر دنیا میں وہ پھر بھی اپنے آپ کو جمہوریت کے چیمپئن کے طور پر منوارہا ہے۔ دنیا میں وہ اپنے آپ کو پھر بھی ایک سیکولر ریاست کے عنوان سے پیش کر رہا ہے اور ہم لوگ مار بھی کھاتے ہیں۔ ہم لوگ پٹتے بھی ہیں ہم لوگ ظلم وتشدد کا نشانہ بھی ہوتے ہیں۔ لیکن دنیا میں کوئی آواز ہماری ہاں میں ہاں ملانے کے لیے تیار نہیں ہمارے ملک کی خارجہ پالیسی کی ناکامی اسکے علاوہ اور کیا ہو سکتی ہے۔ کہ ہمارے برادر اسلامی ممالک بھی ہمارا ساتھ دینے کی بجائے انڈیا کا ساتھ دیتے ہیں۔ ان سے زرمبادلہ پاکستان آنے کی بجائے انڈیا میں جاتا ہے۔ ہمارے برادر اسلامی ممالک بھی کشمیر جیسے ایشو (Issue) پر ہمارا موقف تسلیم کرنے کی بجائے انڈیا کا موقف تسلیم کرتے ہیں تو میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہماری وزارت خارجہ کو بھی دفاع کا حصہ بنایا جائے اور انہیں اس بات پر پابند کیا جائے کہ وہ ہمارے اس ایشو (Issue) کو ہمارے اس تنازعے اور جھگڑے کو دنیا کے سامنے پیش کرے اور وہاں سے ہندوستان کا اقتصادی بائیکاٹ کروائے ہندوستان کو اس بات پر مجبور کرے کہ وہ ہمارے ساتھ متنازع معاملات پر ڈائی لاک کرے اور پھر ہم ایک ایسا امن کا آپس میں معاہدہ کریں۔ کہ یہ جو ہم سالانہ کھربوں روپے صرف دفاع پر، بموں پر خرچ کرتے ہیں۔ یہی پیسے ہم اپنی عوام پر خرچ کریں تاکہ ہمارا ملک خوشحال ہو اس کے ساتھ ساتھ دوسری بات کہ اس سال ہم بیرونی قرضہ پر جو سود کی ادائیگی کررہے ہیں۔ ہم بیرونی قرضہ پر بیس ارب روپے سود دیتے ہیں۔ اور اندرون ملک جو ہم نے قرضے لیے ہیں۔ اور بیاسی ارب روپے ہم اندرون ملک قرضوں پر سود

Scanned with CamScanner

دے رہے ہیں۔

جناب والا:۔

یہ ہم صرف سود دے رہے ہیں۔ اصل رقم جوں کی توں ہمارے کندھوں پر ہے۔ ہر سال ہم جتنا سود دیتے ہیں۔ اگر اتنا پیسہ ہم اپنی قوم پر خرچ کرتے تو ہم سود کی لعنت سے بچ گئے ہوتے یا ہم نے اپنے قرضوں کو گھٹانے کے لیے کوئی ایسے اقدام اٹھائے ہوتے۔ پیسہ سود پر دینے کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے ایک سال کے لیے چھوٹا سا بوجھ ہلکا کیا ہے۔ جو آئندہ سال پھر جوان ہو کر آپکے کندھوں پر آنے والا ہے۔ اس لعنت کو ختم کرنے کے لیے ہم نے کیا سوچا ہے۔ اور ہماری حکومت نے کیا سوچا ہے؟ کہ ہر سال ہم ایک کھرب روپے سے زیادہ روپیہ صرف سود ادا کرنے کے لیے دیتے ہیں۔ جبکہ قرض ہمارے اوپر برابر کا ہے۔

جناب والا:۔

اس کے بعد اب میں آتا ہوں اس ایشو (Issue) پر کہ ہمارے ملک میں ایک بات عام ہے کہ ہمارے ملک کے حالات خاص طور پر لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ ہر وقت ہمارے لیے درد سر بنا رہتا ہے۔ 50 کروڑ روپے لاء اینڈ آرڈر کو قائم رکھنے کے لیے ہمارے اس بجٹ میں رکھے گئے ہیں۔ اور اس لاء اینڈ آرڈر میں آپس کے اختلافات ہیں سیاسی جھگڑے ہیں لسانی جھگڑے ہیں۔ قومی جھگڑے ہیں صوبائی جھگڑے ہیں۔ اور اس میں لاء اینڈ آرڈر بھی ایک جھگڑا ہے فرقہ واریت کا اور اس ہاؤس (House) کو معلوم ہونا چاہیے محترمہ وزیراعظم صاحبہ یہاں تشریف فرماں ہیں۔ میں آپکی اور ان کی موجودگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس بات کی وضاحت کرنے میں کوئی عار نہیں کرتا کہ اس ملک میں فرقہ وارانہ فسادات میں سپاہ صحابہؓ کو' میری جماعت کو فرقہ وارانہ فسادات کا ایک گروہ اور ایک فریق تسلیم کیا جاتا ہے۔ اور ہمیں یہ کہا بھی جاتا ہے۔ کہ آپ ابتداء کرتے ہیں۔ بدقسمتی سے پاکستان کی کسی گورنمنٹ نے ہم سے یہ پوچھنے کی زحمت کبھی گوارہ نہیں کی کہ آپ کیا چاہتے ہیں؟ آپکی تقریروں میں تلخ نوائی کیوں ہے؟ آپ

Scanned with CamScanner

کا لہجہ سخت کیوں ہے؟ آپکے جلسوں میں کافر کافر کے نعرے کیوں لگتے ہیں؟ آپ دل آزاری کا باعث کیوں بنتے ہیں۔ کبھی بھی کسی حکومت نے ہمیں بٹھا کر یہ پوچھنے کی زحمت گوارہ نہیں کی بلکہ سوائے اسکے یہاں سے بیٹھ کر دہشت گرد ہیں تخریب کار ہیں۔ انڈیا کے ایجنٹ ہیں فرقہ پرست ہیں امریکہ کے ایجنٹ ہیں۔ یہ ہماری عادت بن گئی ہے۔ کہ ہم سے ڈائی لاگ کر کہ اس کے مسائل نہیں پوچھتے ہمیں صرف یہ کہہ دیتے ہیں۔ ملک دشمن ہیں آپ اس ہاؤس (House) کی کمیٹی بنائیں وہ کمیٹی یہاں پر اہلسنّت والجماعت کے علماء کو اور اہل تشیع کے علماء کو بٹھائیں بٹھا کر ہم سے پوچھیں آپ آپس میں کیوں لڑتے ہیں؟ آپکو پریشانی کیا ہے۔ ہم سے پوچھیں کہ آپکو تکلیف کیا ہے؟ ہمارے مدمقابل سے پوچھیں آپکو تکلیف کیا ہے؟ ہم دونوں اپنی اپنی تکالیف اپنی اپنی باتیں آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ آپکے ہاؤس (House) کی کمیٹی فیصلہ کرے کہ زیادتی جو ہو رہی ہے۔ اس کا راستہ روکا جائے جو باتیں فرقہ وارانہ فسادات کا موجب اور سبب بنتی ہیں۔ ان باتوں کو ختم کیا جائے جہاں سے لڑائی جھگڑا اور فساد جنم لیتے ہیں۔ آپ ان سوراخوں کو بند کریں۔ لیکن یہ بات میں آج کہنے پر مجبور ہوں کہ پاکستان کی ہر گورنمنٹ نے فرقہ وارانہ فسادات کو خود پھیلایا ہے۔ سب سے بڑی ذمہ دار حکومت ہوتی ہے۔ سوائے اس کے کہ وہ یہ چاہتی ہے کہ اس کو بھی پکڑ کر جیل میں بند کر دو۔اسکو بھی پکڑ کر جیل میں بند کردو۔ اور فلاں آدمی کو قتل کرادو۔ اور فلاں آدمی کو لاء اینڈ آرڈریا .16 M.P.O کے عنوان سے آپس میں لڑا دیا جائے تو میری آج یہ التماس ہے۔ اگر آپ چاہتے ہیں۔ کہ فرقہ وارانہ فسادات کا خاتمہ ہو تو میں اپنی جماعت کی طرف سے پیش کش کرتا ہوں کہ آپ کسی جگہ پر ہمیں بٹھائیں کسی جگہ پر ہمیں بلائیں ہم آپ کو بتاتے ہیں۔ میں اپنی تکلیف دکھاتا ہوں ہمیں یہ تکلیف ہے جناب کہ ہمارے ملک میں سینکڑوں کی تعداد میں ایسی کتابیں شائع ہو کر مارکیٹ میں آرہی ہیں جن کتابوں کا ایک ایک صفحہ اصحاب پیغمبرؐ اہل بیت عظامؑ پیغمبر اسلامؐ اور قرآن مجید کی توہین تنقیص اور تبرا بازی سے بھرا ہوا ہے۔ اب مجھے بتلائیں جب یہ لٹریچر آئے گا۔ (سپیکر: مولانا Wind Up کریں) میں نے اتنے نرم

لہجے میں اور اتنی اہم بات شروع کی ہے جب یہ لٹریچر بازار کی زینت بنے گا تو مجھے بتلاؤ کون شخص اس لٹریچر کو پڑھ کر صرف نظر کر سکتا ہے اور پھر بدقسمتی ہماری کہ ہمارے پڑوسی ممالک اتنا زہریلا لٹریچر پاکستان میں بھیج رہے ہیں اور ان کے سفارت خانے اور ان کے یہاں پر پاکستان میں خانہ ہائے فرہنگ کے نام سے پندرہ پندرہ بیس بیس ادارے اتنا زہریلا لٹریچر شائع کر رہے ہیں۔ کہ اس لٹریچر کی موجودگی میں یہاں فرقہ وارانہ فسادات میں اضافہ ہو گا یہاں مذہبی فسادات جنم لیں گے آپ براہ کرم اگر ہمیں بلا کر ڈائی لاک نہیں کروا سکتے تو آپ اس لٹریچر کو بند کیجئے ہم نے اسی لٹریچر کو اور لٹریچر لکھنے والوں کا راستہ بند کرنے کے لیے "ناموس صحابہؓ بل" اسمبلی میں پیش کیا۔ بدقسمتی سے ناعاقبت اندیش لوگ اور بعض فرقہ واریت کو فروغ دینے کے لیے باضابطہ وزارت کا منصب سنبھالے ہوئے لوگ اس کا راستہ روکنے کے لیے آگے آئے ۔

جناب والا:۔

میں اپنی بات کو وائنڈ اپ (Wind up) کرتے ہوئے اختصار کے ساتھ دو تین باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہماری حکومت ویسے تو عورتوں کے لیے الگ الگ کیمپ بھی قائم کر رہی ہے۔ عورتوں کے لیے الگ پولیس اسٹیشن بھی قائم کررہی ہے۔ لیکن میرا سوال ہے۔ خواتین کے لیے الگ یونیورسٹی کا قیام کیوں عمل میں نہیں لایا جارہا۔ خواتین کے لیے الگ یونیورسٹی کا قیام عمل میں لایا جائے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ پس ماندہ علاقوں کی طرف خصوصیت کے ساتھ توجہ دی جائے جھنگ ایک ایسا پس ماندہ علاقہ ہے۔

جناب والا:۔

جھنگ وہ ضلع ہے جو پاکستان بننے سے پہلے فیصل آباد اسکی تحصیل تھا۔ شیخوپورہ اسکی تحصیل تھا۔ سرگودھا اسکی تحصیل تھا۔ تحصیلیں ضلع بنیں۔ ضلع سے ڈویژن بن گئیں۔ اور یہ جو ضلع ہے۔ مجھے لگتا ہے۔ کہ کہیں آئندہ سالوں میں آ کر یہ تحصیل نہ بن جائے اسکے بہت سارے مسائل ہیں۔ اور ان مسائل میں خاص طور سے اس میں

Scanned with CamScanner

یونیورسٹی اور دیگر وہ چیزیں ہیں جو اسکی ضروریات ہیں میری آپ کے ذریعے سے یہ اپیل ہو گی۔ کہ پس ماندہ علاقوں کی طرف بلا امتیاز توجہ دی جائے تاکہ اسکی ترقی کی طرف کوئی قانونی قدم آگے اٹھایا جا سکے۔ شکریہ جناب سپیکر۔

Scanned with CamScanner

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

موضوع: حکومت کی اسلام سے غداری

جناب سپیکر:۔

خدا خدا کر کے دو بجے سے پہلے مجھے کچھ کہنے کا موقع مل چکا ہے' اور میں آج اس اسمبلی میں جو اس ملک کی اسمبلی ہے جو ملک اس کرہ ارض پر دنیا کا وہ واحد دوسرا ملک ہے۔ مدینہ منورہ کے بعد' جو ایک نظریے کی بنیاد پر حاصل کیا گیا ہے' اور ہم آج اس ملک کی اسمبلی میں بیٹھے ہوئے ہیں جس کے حصول کے لیے لاکھوں قربانیاں دی گئیں' اور ہزاروں عزتیں پامال ہوئیں اور آج بجٹ بھی اس جماعت کی طرف سے پیش کیا گیا ہے جو سوا سال پہلے اسلام کے نام پر منتخب ہو کر اس حال میں آئی اور وہ حکومت کرنے کے لیے آگے بڑھی لیکن میں اس ملک کی اپنے نظریاتی بنیادوں پر حصول اور اسلام کے نام پر اقتدار حاصل کرنے والی اس جماعت کے برسر اقتدار آنے کے بعد جب بجٹ پر نظر کرتا ہوں تو مجھے افسوس ہوتا ہے کہ اس بجٹ نے اسلامی اصولوں کو جس طرح نظر انداز کیا ہے اس کی مثال نہیں ملتی۔

جناب والا:۔

آخر کیا وجہ ہے آج ہم اپنے معاملات کو اپنے بجٹ اور آئندہ کے پروگراموں کو استوار کرنے کے لیے دنیا کے دروازوں پر دستک دیتے ہیں اور ہم حالات اور دیگر ممالک کی طرف دیکھتے ہیں۔ بحیثیت مسلمان ہم یہ کیوں نہیں سوچتے کہ ہمارے پاس ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ ہمارے پاس زندگی گزارنے کا ایک مکمل نصب العین ہے۔ وہ بھی تو ہمیں بتلاتا ہے ہمیں اس سے راہنمائی حاصل کرنی چاہیے لیکن کتنے افسوس کی بات ہے کہ ہم اپنے دنیاوی معاملات کو سلجھانے کی کوشش کرتے ہیں تو عملی طور پر ہم اس قیامت تک کے لیے جو ضابطہ

Scanned with CamScanner

حیات اللہ تعالیٰ نے ہمارے پاس دین کی صورت میں قرآن و سنت بھیجا ہے۔ ہم اس سے انحراف کرتے ہیں اور ہم اس سے چشم پوشی کرتے ہیں۔

جناب والا:۔

آج یہ کہا جاتا ہے کہ موجودہ حالات اور موجودہ ضروریات اور ہمارے اقتصادی نظام کو اگر سود سے الگ کر دیا جائے' اسلامی بنیادوں پر استوار کیا جائے تو ہم حالات کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ میرا سب سے پہلا سوال یہ ہے کہ آپ نے اپنے اقتصادی نظام کو' معاشی نظام کو' اسلامی بنیادوں پر استوار کرنے کے لیے عملی قدم اٹھایا کب تھا؟ آپ کہتے ہیں' لاؤ کوئی نظام۔ میں پوچھتا ہوں اس اسمبلی کا قانون اور دنیا کا بنایا ہوا قانون پہلے سے بنے ہوئے قانون آسمانوں سے اترے ہیں؟ آپ نے کب ماہرین کو علماء کرام کے ساتھ بٹھایا تھا کہ ہم اسلام کے مطابق اپنی معیشت کو اقتصادیات کو ڈھالیں۔ جب آپ نے کوئی بٹھایا ہی نہیں ہے کسی کے کام سپرد کیا ہی نہیں' تو پھر وہ آپ کو کیا دے' اور جب بٹھایا تھا۔ اسلامی نظریاتی کونسل نے آپ کو یہ 12 تجاویز دی تھیں جو 1985ء میں جب صدر غلام اسحاق خاں صاحب وزیر خزانہ ہوتے تھے۔ انہوں نے اسٹیٹ بینک کے ذریعے سے اپنی تمام برانچوں کو حکم دیا تھا کہ ان 12 ضابطوں پر اپنی برانچوں کے اندر عمل در آمد کرایا جائے لیکن میں پوچھنا چاہتا ہوں جب حکومت بدل گئی جونیجو صاحب کی حکومت آئی وہ وزیر خزانہ نہ رہے' جناب غلام اسحاق خاں صاحب اس کے بعد ان 12 تجاویز پر جو اسلام کی روشنی میں اسٹیٹ بینک کے حکم پر بینکوں میں چلی گئی تھیں۔ ان پر عمل در آمد کیوں نہیں کیا گیا۔ آج صرف ان میں سے ایک شق ہے اور جس کو ______ کہتے ہیں' اور وہ بھی جس طرح بینکوں میں چلائی جا رہی ہے' اور جس طرح بینکوں کے اندر نافذ العمل ہے اس کا اس آرڈر اور اس کے کتاب کے مطابق کوئی بھی واسطہ نہیں ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہنا کہ اسلام ہماری اقتصادیات اور ہماری معیشت کو ہمارے لیے آج راہنمائی نہیں کرتا تو بحیثیت مسلمان ہونے کے گویا کہ ہم یہ بات تسلیم کرتے ہیں کہ اسلام اتنا تنگ دامن ہے۔ اسلام ایک

Scanned with CamScanner

مخصوص طبقے کے لیے مخصوص زمانے کے لیے آیا تھا' جو آج ہمارے لیے کوئی گنجائش نہیں رکھتا میں سمجھتا ہوں ایک لمحہ کے لیے بھی مسلمان یہ تصور نہیں کر سکتا کہ اللہ کی کتاب ہمارے پاس ہے۔ جب ہمارے پاس مکمل ضابطہ حیات ہے۔ آپ یورپ کے دروازے پر کیوں دستک دیتے ہیں۔ آپ چرچل' لنکن' ہٹسن کی بات کیوں کرتے ہیں۔ آپ خلافت راشدہؓ کے دروازے پر کیوں دستک نہیں دیتے۔ آپ پیغمبرؐ کے در اقدس پر کیوں نہیں آتے' جہاں آپ کو ایسا نظام ملے گا جہاں آپ کو ایسے بادشاہ ملیں گے جو رات کی تاریکیوں میں چل کر اپنے علاقے کے بیواؤں یتیموں کا حال پوچھتے ہیں۔ وہاں آپ کو ایسے امیر المومنینؓ ملیں گے جو یہ کہتے تھے کہ فرات کے کنارے اگر کوئی کتا بھوکا مرگیا تو ہم سے سوال ہوگا' لیکن آج کیا وجہ ہے؟ کہ ہم ان تمام چیزوں سے چشم پوشی کر رہے ہیں۔ اور چشم پوشی کا عالم تو جناب یہ ہے۔ آج ہم اپنے اسلام کے ان مشاہیر کے تقدس کا بھی تحفظ نہیں کر سکے۔ اس ملک میں ہر ایک کے لیے قانون موجود ہے۔ قائداعظم محمد علی جناحؒ کے خلاف کوئی بولے' قانون موجود ہے' اور اس طرح علامہ اقبالؒ کے خلاف' لیاقت علیؒ کے خلاف اور سب کی توہین کرنے کے خلاف قانون موجود ہے۔ یہ آج مجھے صبح لیٹر ملا ہے' جو بھکر میں F.I.R کٹی ہوئی ہے کہ اس مہینے کی 9 تاریخ کو وہاں بھکر کے ایک ماسٹر نے سکول کی تعلیم دیتے ہوئے پیغمبرؐ اسلام پر توہین آمیز جملے کسے' کہا کہ "اللہ کے رسولؐ اپنی بیویوں کے پاس اس طرح جاتے تھے جس طرح کوئی مینڈھا بکریوں کے پاس جاتا ہے۔" (معاذ اللہ) اور اس کے ساتھ ساتھ اس نے سیدہ عائشہ صدیقہؓ اور اصحابؓ رسولؐ پر وہ توہین آمیز جملے کسے ہیں' جناب یہ ایک F.I.R کی بات نہیں ہے۔ اس ملک میں اس وقت 350 کتابیں موجود ہیں جو لاکھوں کی تعداد میں شائع ہو کر آج مارکیٹوں پر منظر عام پر آئی ہوئیں ہیں' اور ہم نے بار بار اس کی طرف متنبہ کیا۔ ہمیں کہا جاتا ہے تم دہشت گرد ہو۔ تم تخریب کار ہو۔ اگر ولی خاں والے حضرات غفار خاں کے خلاف کوئی بات نہیں سنتے' اسے کوئی دہشت گرد نہیں کہتا اور کوئی اپنے محسن کے خلاف کوئی

Scanned with CamScanner

بات نہیں سنتا۔ اسے کوئی دہشت گرد نہیں کہتا اور اگر ہم کہیں کہ پیغمبرؐ کے صحابہؓ کے ناموس کا تحفظ ہونا چاہیے۔ ان کے خلاف گالی گلوچ کا دروازہ بند ہونا چاہیے تو اسے دہشت گردی کہا جاتا ہے۔ تو میں تسلیم کرتا ہوں کہ میں سب سے بڑا دہشت گرد ہوں۔ جناب محترم آج اس ملک میں پیغمبرؐ کے صحابہؓ کے لیے کوئی قانون نہیں ہے۔ جو کتا چاہے بھونکتا چلا جائے' بڑے بڑے غیر ملکی اسلام کے نام پر (سپیکر:- یہ کتا غیر پارلیمانی لفظ ہے) مولانا۔ اگر کوئی صحابہؓ کے خلاف بھونکتا ہے' وہ کتے سے بھی بدتر ہے۔ (سپیکر: اور جو آپ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں جو بات کسی استاد نے کی ہے۔) مولانا یہ F.I.R میرے پاس موجود ہے۔ میں تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں۔ (سپیکر:- ٹھیک ہے آپ بات کریں۔)

تو جناب محترم:-

میں عرض کر رہا ہوں کہ اس ملک میں آپ کہتے ہیں کہ فرقہ وارانہ اختلافات کیوں ہیں۔ لوگ ہمارا مذاق اڑاتے ہیں۔ میں پوچھتا ہوں یہ ہمارے جے سالک صاحب بیٹھے ہیں۔ عیسائیوں اور مسلمانوں کا یہاں جھگڑا کیوں نہیں ہوتا۔ اس ملک میں رانا چندر سنگھ صاحب بیٹھے ہیں۔ مسلمانوں اور ہندوؤں کا جھگڑا کیوں نہیں ہوتا۔ شیعہ' سنی فسادات کیوں ہوتے ہیں۔ اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ کسی ایک طرف سے دوسرے کے مشاہیر کو اور خاص طور پر ہمارے ایمان اور عقیدے کے محور پیغمبرؐ کے صحابہؓ کو نہ صرف طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا جاتا ہے بلکہ انہیں ماں' بہن کی وہ گالیاں دی جاتیں ہیں جو کوئی سننے والا برداشت نہیں کر سکتا۔ اس ملک میں اس کے لیے کوئی قانون نہیں ہے۔ آگے محرم آرہا ہے اور ہماری وزیراعظم صاحب سے ملاقات ہو چکی ہے اور جناب وفاقی مذہبی امور سے ہماری میٹنگ ہوگئی ہے۔ اس میں شیعہ حضرات تھے' سنی حضرات تھے۔ تمام مکاتب فکر تھے۔ اس بات پر اتفاق ہو چکا تھا کہ صحابہ کرامؓ کے خلاف بکواس کرنے والے کو سزائے موت دینی چاہیے۔ وہ وزارت مذہبی امور کی سفارشات وزیراعظم صاحب کو پہنچ گئی۔ وزیراعظم سے ہماری میٹنگ ہے' لیکن وہ اسمبلی کے فورم پر لائی

Scanned with CamScanner

جائیں۔ تاکہ اسے قانون کی شکل دی جائے۔ آئندہ کسی شخص کو بدزبانی کی جرات نہ ہو' کسی کے جذبات مجروح نہ ہوں اور پھر ملک میں ہنگامہ آرائی نہ ہو۔ اگر محرم سے پہلے پہلے صحابہ کرامؓ اور اہل بیت عظامؓ کے خلاف بکواس کرنے والوں کے لیے کوئی بل پاس کر لیا جائے' کوئی قانون بنا دیا جائے اور ان کے لیے کوئی ایسا آسان قانون ہو کہ قابل دست درازی پولیس ہو۔ جب کوئی آدمی آئے کوئی ٹیپ لائے۔ کوئی تحریری کتاب پیش کرے فوراً" F.I.R کٹے تو آپ دیکھیں گے۔ میں ذمہ داری دیتا ہوں کہ ایک محرم نہیں تمام محرم امن و امان سے گزریں گے' لیکن اگر آپ سب کی لگامیں کھلی چھوڑ دیں گئے' جیسا کہ 44 سال سے یہ ہو رہا ہے اور غیر ملکی خاص طور پر میں غیر ملکی اشارہ کر رہا ہوں۔ اسی جگہ پر کھڑے ہو کر مولانا ایثار قاسمی رحمتہ اللہ علیہ نے کہا تھا کہ ایران کے تخریب کار مجھے قتل کرنے کے لیے آ گئے ہیں۔ وزارت داخلہ کا لیٹر مجھے مل چکا ہے۔ کسی نہ کسی ذریعے سے جس میں کہا گیا ہے کہ اعظم طارق کو قتل کرنے کے لیے ایران کے تخریب کار آ گئے ہیں۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں ہمیں یہ تو بتلاتے ہو کہ ایران کے تخریب کار آ گئے ہیں تم ان کی گرفت کیوں نہیں کر سکتے۔ کیا ہم اتنے بے بس ہو چکے ہیں؟ کیا ہم کسی کی رعایا ہیں؟ کہ آج جو چاہے ایران کا ریڈیو ہمارے خلاف پروپیگنڈہ کرنے پر تلا ہوا ہے۔ آج ہر ملک میں ایک سفارت خانہ ہوتا ہے۔ آج پاکستان میں صرف ایران کے 13 خانہ ہائے فرہنگ کھلے ہوئے ہیں۔ وہ یہاں پیسہ دے رہے ہیں' وہ زہریلا لٹریچر پھیلا رہے ہیں۔ تاکہ ملک میں خانہ جنگی ہو اور یہاں تخریب کاری میں اضافہ ہو اور اس کی حوصلہ افزائی ہو۔

جناب سپیکر:-

اس کے ساتھ ساتھ میں اس بجٹ کے اوپر کہنا چاہتا ہوں کہ یہ آٹا' گھی' دال اور گوشت اس طرح ٹیلی فون دیگر چیزیں ہیں۔ جناب سپیکر آٹے کی اگر قیمت 1 روپیہ کم کر دی گئی ہے تو وہ صرف بیت المال سے کیوں؟ آٹا تو ہر آدمی کھاتا

Scanned with CamScanner

ہے۔ روٹی تو ہر آدمی کھاتا ہے۔ غریب بھی اتنی ہی کھاتا ہے۔ امیر بھی اتنی ہی کھاتا ہے۔ جب آپ کے ملک کا 90 فیصد حصہ غریبوں کا ہے۔ 10 فیصد کے لیے صرف یہ خیال کرتے ہیں۔ اگر آپ ہر قسم کا آٹا سستا کر دیں' تو 90 فیصد کو فائدہ ہوگا تو ساتھ اس میں 10 فیصد کو بھی ہوگیا تو کیا ہوا؟ لیکن غریب کو ایک لائن میں لگوانا اور سارا دن اسے ذلیل کرنا ایک روپے کے پیچھے اس سے بڑھ کر غریب کی توہین نہیں ہو سکتی۔ ٹیلی فون تو آپ نے ڈبل کر دیا ہے۔ جہاں 1.50 روپے سے کال 2 روپے کی ہوگئی لازمی بات ہے کہ پھر ایک شہر سے دوسرے شہر کی کال کے چارجز بھی بڑھ جائیں گے۔ غریب کے پاس تو ٹیلی فون ہی نہیں ہے۔ وہ ضرورت کا مارا P.C.O پر جائے گا۔ وہ تین تین گنا زیادہ ٹیلی فون کے پیسے دے گا۔ بتلاؤ اس بجٹ میں غریبوں کے لیے کیا رکھا ہے۔

جناب محترم:۔

اس کے ساتھ ساتھ ہماری ضروری بنیادی چیز تعلیم ہے۔ ہم خواندگی میں سب سے پیچھے ہیں۔ میں اس سلسلے میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ آج ہمارے F.A' بی۔ اے بہت سے لوگ بڑی بڑی پوسٹوں پر ہیں۔ لیکن انہیں قرآن مجید صحیح نہیں آتا۔ انہیں کلمے اور نماز نہیں آتی۔ آپ اپنے ملک کی پرائمری تعلیم تک کے لیے قرآن پاک کو لازمی قرار دیجئے' اور ریاضی پڑھانے کے لیے جس طرح آپ ریاضی دان رکھتے ہیں۔ آپ سائنس دان رکھتے ہیں' آپ قرآن پڑھانے کے لیے پرائمری سکولوں میں قاری قرآن کا تقرر کریں۔ تاکہ وہ صحیح قرآن پڑھائے' تاکہ وہ صحیح نماز و کلمے پڑھائے۔ اس کے بغیر آپ پرائمری کی سند مت جاری کیجئے اور اس کے ساتھ ساتھ جناب اس کے بعد صحت ہے۔ صحت کے اوپر ہم پیسہ رکھتے ہیں۔ ہم ایلوپیتھک کے لیے باہر سے دوائیاں برآمد کرتے ہیں۔ میں یہاں کہنا چاہتا ہوں ہم طب کو فروغ دیں۔ ہم طب اسلامی کو فروغ دیں۔ آپ طب کے دروازے پر آئیں۔ آپ کو اپنے ملک سے دوائیاں ملیں گی۔ آپ کے لیے اپنے ملک میں

Scanned with CamScanner

جڑی بوٹیاں سونے سے زیادہ قیمتی موجود ہیں۔ آپ طب کے اوپر زور دیں اس کا کوئی (Side Effect) نہیں ہو تا۔ اس سے آپ کا ملک مستحکم بھی ہو گا۔ آپ کو باہر سے کچھ نہیں منگوانا پڑے گا۔ آپ اپنے ملک میں اپنے پاؤں پر کھڑے ہو جائیں گے۔

جناب والا:۔

اس وقت ٹیلی ویژن میں خاص طور سے اس کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ یہ اسلامی حکومت ہے۔ پہلے فلم آٹھ دن کے بعد آتی تھی۔ اب دو دن کے بعد آتی ہے۔ جس قوم کو فلمیں دکھاؤ گے اور یہ ڈرامہ کیا ہو تا ہے۔ ایک لڑکی نکلی ایک لڑکا نکلا' وہ دونوں مکان پر چلے گئے۔ وہ دونوں ایک دوسرے سے محبت کرنے لگے۔ اسلام کے اس ملک میں ہمیں یہی تعلیم دی جاتی ہے۔ آج پاکستان کے ڈے Day پر ثقافت دکھا رہے ہیں۔ ڈھول بج رہے ہیں' ناچ رہے ہیں۔ یہ کس ملک کی ثقافت ہے۔ جو اسلام کے نام پر آیا تھا۔ اسلام نے یہ ثقافت دی ہے۔ اسلام نے یہ تعلیم دی ہے کہ آج اس کے یوم پر اور اس کے ڈے Day پر تم اسلام کے نام پر حاصل کردہ مملکت کی ثقافت دکھاتے ہو۔ کہ ہماری ثقافت ناچنا ہے۔ ہماری ثقافت گانا ہے۔ ٹیلی ویژن کا کردار اتنا غلط کردار ہے کہ جس نے اس قوم کے اخلاق کو تباہ کر دیا ہے۔ (سپیکر:۔ مولانا صاحب آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔) مولانا' پارلیمانی لیڈر کے لئے پندرہ منٹ ہیں۔

جناب سپیکر:۔

رشوت کو دیکھ لیجئے۔ رشوت ستانی کا یہ عالم ہے۔ جب اور جائے تو کام ہو جاتا ہے۔ ہم جائیں تو کام نہیں ہو تا۔ کیونکہ مولوی رشوت نہیں دیتا' وہ مانگ نہیں سکتا' اور اس لیے جہاں ہم کامیاب ہوئے وہاں ہمیں ایمان دار آفیسر دیئے گئے ہیں۔ اگر ایک افسر ایمان دار ہے تو رشوت کے ریٹ اور بڑھ جاتے ہیں۔ نیچے والے کہتے ہیں' رشوت دے دو' ورنہ اوپر والا بڑا ایمان دار ہے۔ وہ کہتے ہیں اس

Scanned with CamScanner

کے پاس جائیں گئے تو مر جائیں گے۔ یہی سے رشوت لے لیجئے' اور

جناب والا:۔

اس وقت خاص طور پر میں ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ جھنگ کے مسائل۔ جھنگ وہ علاقہ ہے جو بدنام ہوگیا' کیوں بدنام ہوا' یہاں حالات کیوں خراب رہے۔ جاگیرداروں کو اپنے اقتدار کا سورج غروب ہوتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ وہ دیکھ رہے تھے' حق نواز شہیدؒ کی جلائی ہوئی شمع روشن ہو رہی ہے۔ وہ دیکھ رہے تھے یہاں غریب بیدار ہو رہا ہے' تو انہوں نے دیکھا۔ جب ہماری جاگیرداری ختم ہو جائے گی۔ مولانا حق نواز کو شہیدؒ کرایا۔ مولانا ایثار قاسمیؒ کو شہید کرایا۔ میاں اقبالؒ کو شہید کرایا۔ دن دیہاڑے پانچ علماء کو گولیوں سے اڑا دیا گیا اور ایک تیر سے دو شکار کرتے رہے کہ ضمنی الیکشن نہ کرانا۔ نتیجہ کے طور پر سوا سال تک جھنگ کی عوام کو الیکشن سے محروم رکھا گیا ہے۔ میرا آج مطالبہ ہے کہ جھنگ جتنا بدنام ہے' ہم کراچی کے ساتھیوں کی طرح جھنگ میں اتنی پاور (Power) رکھتے ہیں۔ اپنی مدد آپ کے تحت ہفتہ صفائی منانا چاہتے ہیں۔ آپ ہمارا تعاون کیجئے۔ تاکہ جتنا بدنام ہے ہم اسے اتنا ہی نیک نام کر دیں۔

جناب والا:۔

جھنگ وہ ضلع ہے جو پاکستان بننے سے پہلے کا ضلع تھا۔ سرگودھا' فیصل آباد اس کی تحصیلیں تھیں۔ وہ تحصیلیں' تحصیلوں سے ضلع بنیں۔ ضلع سے ڈویژن بن گئیں۔ یہ بیچارہ ضلع کا ضلع ہے۔ اب اگر چنیوٹ ضلع بن گیا تو یہ تحصیل بن جائے گا' اور اس کی تحصیل چنیوٹ میں بھی سوئی گیس ہے۔ جھنگ کی موجود تحصیل شور کوٹ میں بھی سوئی گیس ہے' لیکن جھنگ میں نہیں ہے۔ 1985ء میں وزیراعظم محمد خان جونیجو صاحب وہاں گئے بڑے بڑے پوسٹر چھپے۔ کہا اسی سال سوئی گیس دیتے ہیں' ابھی میرے مقابلے میں مسٹر وائیں صاحب آئے' (نوٹ:۔ اس وقت غلام حیدر وائیں زندہ تھے۔) انہوں نے کہا' 14 کروڑ روپے کا اعلان کرتا

ہوں' اور جون میں تمہیں سوئی گیس مل جائے گی میں مطالبہ کرتا ہوں کہ ان اعلانات کے مطابق ہی ہمیں سوئی گیس دے دو' یا پھرمان لو جناب وزیراعظم محمد خاں جونیجو نے بھی دھوکہ کیا تھا اور رہی سہی کسر وائیں صاحب نے پوری کر دی۔

جناب والا:-

جھنگ کے مسائل میں سے کولمبو پلان کے تحت آج سے 30 سال پہلے بنجر زمینوں کو آباد کرنے والے مہاجر آئے۔ آج زمینیں آباد ہو گئیں۔ سبزہ لہلہانے لگا' تو آج کہا جاتا ہے کہ ہم تمہیں الاٹ منٹ نہیں دیتے۔ ان کی کھڑی فصلوں کو بلڈوز (Biuldose) کر دیا جاتا ہے۔ ان کی الاٹ منٹ دی جائے' تاکہ وہ بیچارے سکھ کا سانس لے سکیں' اور آج جھنگ کے اندر کوئی پل نہیں ہے۔ جس طرف کے راستے سے ریلوے کی لائن آتی ہے' اور جس اقبال صاحب جو شہید ہوئے ہمارے ضمنی الیکشن کے امیدوار تھے' وہ پار سسک رہے تھے' خون نکل رہا تھا۔ لیکن پھاٹک بند تھا۔ اس پھاٹک کے ساتھ ہی ہسپتال ہے۔ ہمارا پرانا مطالبہ ہے ہمیں پل دیا جائے تاکہ ہسپتال تک صحیح مریض پہنچ سکیں اور ہمارا یہ مسئلہ حل ہو' اور اس وقت یہ ہے کہ ہماری انتقامی کارروائیوں کی حد ہماری بلدیہ کو دیکھ لیا کہ سپاہ صحابہؓ والے آ رہے ہیں۔ اسے پہلے ہی مفلوج کر دیا۔ آج جھنگ کی بلدیہ وہ واحد بلدیہ ہے کہ جو اس وقت ستر لاکھ روپے کی مقروض ہے۔ لیکن اس کے لیے۔ اس لیے تعاون نہیں کیا جاتا کہ یہ سپاہ صحابہؓ کے پاس آ گئی ہے۔

جناب محترم:-

میں اپنی تقریر کی وساطت سے اور جناب والا کی وساطت سے چند ضروری باتیں کرنا چاہتا تھا۔ کہ ایرانی تخریب کاروں کو پکڑا جائے' ایران کے ہمارے خلاف پروپیگنڈے کو لگام دی جائے' اور اسی طرح پاکستان میں اصحابؓ رسولؐ کے ناموس کے تحفظ کے لیے کوئی آئینی بل لایا جائے' اور اسی طرح جھنگ کے مسائل حل کیے جائیں اور میں ضروری سمجھتا ہوں کہ میں افغانستان کے مسئلہ پر جہاں ہماری

Scanned with CamScanner

اختلافات کی باتیں ہیں جو اچھی بات ہے ہم اسے خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ میاں محمد نواز شریف صاحب کا جانا خاص طور پر مولانا سمیع الحق مدظلہ کا کردار اور میں آج کہنا چاہتا ہوں۔ ملائیت ملائیت کرنے والو۔ افغانستان ملاؤں نے فتح کیا ہے۔ افغانستان کی فتح علماء کی فتح ہے اور آج وہ الحمدللہ فاتح بن کر داخل ہو چکے ہیں۔ یہی علماء کشمیر جا رہے ہیں۔ یہی علماء آپ کو برما اور فلپائن میں ملیں گے۔ یہی علماء آپ کو چند روز کے بعد فلسطین میں ملیں گے۔ علماء کو بدنام کرنا آسان ہے لیکن یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو سر کو ہتھیلی پر لیے پھرتے ہیں' اور ہر لمحہ کے لیے دین کے لیے وطن کی ناموس کے لیے جان کو قربان کرنے کا جذبہ رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارا حامی و ناصر ہو۔ شکریہ

○ ○ ○

Scanned with CamScanner

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔
موضوع: علماء کی شہادت

جناب سپیکر:۔

(نقطہ اعتراض مولانا محمد اعظم طارق) میں آج چونکہ قومی اسمبلی کا باضابطہ حلف اٹھا رہا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ اس موقع پر میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے اور اس کے ساتھ ساتھ یہاں اپنے تمام احباب کو اعتماد میں لاؤں کہ انشاء اللہ العزیز ملک کی سالمیت اور پاکستان کے تحفظ و بقا اور تعمیر و ترقی کے لیے میں ان حضرات کے ساتھ مل جل کر اس اسمبلی کا وقار بلند کرنے کے لیے کردار ادا کروں گا۔ سر میں جس سیٹ سے کامیاب ہو کر آیا ہوں ایوان جانتا ہے اور آپ جانتے ہیں کہ یہ مولانا ایثار قاسمی شہید رحمتہ اللہ علیہ کی شہادت سے سیٹ خالی ہوئی تھی اور وہ 10 جنوری 1991ء کو شہید ہو گئے تھے۔ لیکن مجھے یہ بڑے دکھ کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ مولانا کی شہادت کے بعد سے سوا سال تک بلاوجہ اس سیٹ پر الیکشن نہیں کرائے گئے' اور نہ صرف یہ کہ جان بوجھ کر عوام کو نمائندگی سے محروم رکھا گیا۔ مولانا اس وقت ایم۔این۔اے بھی تھے۔ ایم۔پی۔اے بھی تھے۔ جھنگ کی عوام سوا سال تک اپنے دونوں نمائندوں سے محروم رہی اور بجائے اس کے اس کو نمائندگی دی جاتی اس کے مقابلے میں لاشوں کے تحفے دیئے گئے۔ سرِبازار علماء کو شہید کیا گیا اور ایک سال کے عرصے میں ہمارے 50 سے زائد کارکن شہید کیے گئے۔ میں سب سے پہلے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ آخر کیا وجہ تھی کہ سوا سال تک حکومت وہاں الیکشن نہیں کرا سکی' اور اگر حالات کو بہانہ بنایا جاتا ہے تو سوال یہ ہے کہ جو حکومت سوا سال تک ایک شہر کے حالات کنٹرول نہیں کر

Scanned with CamScanner

سکتی تو اسے کیا حق پہنچتا ہے کہ وہ کہے کہ ہم اس ملک میں حکومت کرتے ہیں۔
شکریہ۔

○ ○ ○

Scanned with CamScanner

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم :-

موضوع : سوئی گیس

جناب سپیکر :-

(مولانا اعظم طارق کا نقطہ اعتراض) میں اپنے وزیر پٹرولیم صاحب سے ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں کہ جھنگ ایک ایسا ضلع ہے، جو پاکستان بننے کا ضلع تھا، اور فیصل آباد اور سرگودھا اس کی تحصیلیں تھیں، اور یہ ڈویژن بن گئیں۔ اس کی دونوں تحصیلوں میں اس وقت سوئی گیس ہے، جب مولانا ایثار قاسمی رحمتہ اللہ علیہ تشریف لائے، تو انہوں نے بتلایا کہ وزیر پٹرولیم صاحب نے وہاں کا سروے کرا لیا ہے۔ ابھی جب الیکشن کا موقع آیا تو وزیر اعلیٰ صاحب نے کہا کہ میں یہاں 14 کڑور روپے کا اعلان کرتا ہوں اور جون میں یہ سوئی گیس دے دی جائے گی۔ میں معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ آیا وہ منصوبہ وزیر اعلیٰ صاحب کے فرمان کے مطابق رکھ دیا گیا یا وہ محض ایک اعلان تھا اور ووٹ حاصل کرنے کا ایک ذریعہ تھا۔ شکریہ۔

○ ○ ○

Scanned with CamScanner

موضوع :- بابری مسجد کی شہادت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بابری مسجد کا مسئلہ عالم اسلام کے لیے ایک چیلنج کی حیثیت رکھتا ہے اور بابری مسجد صرف ایک مسجد ہی نہیں بلکہ اس وقت اس دور میں یہ مسجد مسلمانوں کی عظمت اور مسلمانوں کی غیرت و اہمیت کا ایک نشان بن چکی ہے اور پھر خاص طور پر بابری مسجد درحقیقت مسلمانوں کی بقاء اور بھارت کے مسلمانوں کی زندگی اور موت کا مسئلہ ہے میں سمجھتا ہوں کہ اگر بابری مسجد کے سلسلے میں آج ہم لوگ خاموشی اختیار کرلیں اور اس مسئلے کو بھی ہم غفلت اور سستی کی نظر کردیں تو پھر اس کے بعد خاص طور پر ہمارے پڑوسی ملک کے وہ مسلمان جن کی نظریں اللہ کے بعد پاکستان کے مسلمانوں پر اور عالم اسلام کے مسلمانوں پر لگی ہوئیں ہیں یقیناً پھر وہ مایوسی کی گہرائیوں میں چلے جائیں گے اور وہ یہ سمجھنے پر مجبور ہوجائیں گے کہ اب ہمیں اگر ہندوستان میں رہنا ہے یا تو پھر ہم اپنے دین اور اسلام سے انحراف کر کے ہندوؤں کے ساتھ مل جائیں یا پھر یہ ہے۔ کہ ہم یہ سمجھ لیں کہ ہمارا کوئی پرسان حال نہیں ہے۔ اور پھر نہ وہ اپنی جان ومال کی حفاظت کر سکتے نہ اپنی عبادت گاہوں کی اور بابری مسجد کا مسئلہ اس لحاظ سے بھی اہمیت کا حامل تھا کہ ہندوؤں نے صرف بابری مسجد کو ہی نشانہ نہیں بنایا بلکہ انہوں نے باضابطہ طور پر فہرست شائع کی ہے۔ کہ اس کے بعد فلاں فلاں مساجد جو ہیں وہ ہمارا ٹارگٹ (Targat) ہیں میں اس وقت پارلیمنٹ یہ ایک کتاب لے کر آیا ہوں یہ ایک [illegible] چھپی ہے اس کے آخر میں اس نے تقریباً مسلمان کے 40 / 50 مقامات کے فوٹو دیئے ہوئے ہیں۔ یہ تاج محل ہے جامع مسجد دہلی ہے آگرہ کی جامع مسجد ہے اور مسلمانوں کی جو عظیم عمارتیں ہیں تاریخی مقامات ہیں اس نے ان سب کے بارے میں اس کتاب میں لکھا ہے۔ کہ دراصل یہ ہماری ہندوؤں کی عبادت گاہیں تھیں۔ مسلمانوں نے زبردستی ان پر اپنی عبادت گاہیں تعمیر کیں ہیں لہٰذا اب جو ہمارا ٹارگٹ (Targat) ہے وہ جامع مسجد دہلی ہے جامع مسجد آگرہ ہے

بلکہ اس سے بڑھ کر اس نے اپنی اس کتاب میں یہاں تک لکھا ہے اس نے کہا کہ بیت اللہ بھی ہماری ہندوؤں کی عبادت گاہ تھی اور اس میں 360 بت ہمارے ہندوؤں کے تھے۔ اور مکہ میں جو نبی پاکؐ کے خاندان کے لوگ تھے وہ سارے اس مذہب سے تعلق رکھتے تھے۔ حضورؐ نے آکر یہ بت نکال دیئے۔ اور ہماری عبادت گاہ پر قبضہ کر لیا لہٰذا ہمارا جو اگلا ٹارگٹ (Targat) ہے وہ بیت اللہ ہے اور بیت اللہ کو بھی ہم نے مسلمانوں کے ہاتھوں سے آزاد کرانا ہے تو میں سمجھتا ہوں یہ جو ہندوؤں کے بھارت کو توسیع دینے کے اور اس طرح کہ جو ناپاک عزائم ہیں اس مسئلے کو اگر ہم معمولی سمجھ کر اپنے سیاسی اختلافات کی بھینٹ چڑھادیں اور آج ہم اس کا نوٹس نہ لیں تو یقیناً یہ آگے چل کر ان کے حوصلے بلند ہوں گے اور یہ مسئلہ آگے بڑھتا چلا جائے گا۔ تو میں اس وقت باوجود اس کے ہمیں ہزار ہا اختلافات ہوسکتے ہیں اپنی حکومت جماعت سے اور اسی بناپر آج ہم بیٹھے ہوئے ہیں لیکن اس مسئلے کو ہمیں اپنے تنازعے اور سیاسی چپکلش کے درمیان میں ڈال کر اسی طرح اس کا بے وزن کرنا اور اسکی ویلیو (value) کو ختم کرنا نہیں چاہیے اس موقع پر سب سے پہلے میری ایک رائے ہے کہ بابری مسجد کا جو مسئلہ ہے اس وقت الحمدللہ ہمارے پاکستان میں دو رائے نہیں ہیں۔ اور پارلیمنٹ میں بھی اس مسئلہ پر دو رائے نہیں ہیں۔ یہ ضرور ہے جذبات میں آکر ہمارے بعض حضرات اس کا ذمہ دار دوسرے کو قرار دیتے ہیں بابری مسجد نہ نواز شریف صاحب نے جا کر گرائی ہے اور نہ بابری مسجد کو اپوزیشن والوں نے جاکر گرایا ہے ایک دوسرے پر ہم ڈالنے کی بجائے کم از کم ہماری اسی اسمبلی میں چند مطالبات پر مشتمل ایک ایسی قرار داد ضرور آنی چاہیے جس پر ہم اتفاق کریں ہماری یہ قرار داد بالاتفاق قرار داد ہے اور ہم اس واقع کی مذمت کرتے ہیں۔ اور اس وقت مسئلہ یہ ہے کہ اب ہمیں کیاکرنا چاہیے میں سمجھتا ہوں اس وقت بحث و مباحث میں جانے کی بجائے ہمیں سب سے پہلے یہ سوچنا چاہیے کہ ہماری منزل کیا ہے؟ اس وقت بھارت کے مسلمانوں اور پاکستان کے تمام کے تمام مسلمانوں کی ہم سب کی منزل ہے بابری مسجد

Scanned with CamScanner

دوبارہ تعمیر ہو سوال یہ ہے کہ بابری مسجد دوبارہ تعمیر کیسے ہو گی کیا وہ ہماری اسمبلی کی قرار دادوں سے دوبارہ تعمیر ہوگی تجربہ یہ ہے کہ مسلمانوں کا جو کام بھی جہاں رکا ہوا ہے مسلمانوں پر دنیا میں جہاں جہاں بھی ظلم و ستم ہو رہا ہے کوئی ایک واقع بھی مثال کے طور پر پیش نہیں کیا جاسکتا۔ کہ جو اقوام متحدہ کی قرار دادوں سے حل ہوا بابری مسجد کا مسئلہ یہ بابری مسجد کا دوبارہ تعمیر کرانا یہ ہمارا ٹارگٹ Targat ہے یہ ہماری منزل ہے یہ ہمارا نصب العین ہے تو میں سمجھتا ہوں اس کے لیے ہمیں ازخود کھڑا ہونا پڑے گا اور اس سلسلے میں بین الاقوامی ضابطہ بھی یہ ہے اگر کوئی ملک دوسرے ملک کی سرحد پر حملہ کرے ایک بالشت زمین پر قبضہ کرتا ہے یا اس کی سرحد کی توہین کرتا ہے تو دوسرے ملک کو بین الاقوامی قوانین کے مطابق اس ملک سے جنگ کرنے کا اس ملک کے ساتھ دفاع کے طور پر لڑائی کرنے کا حق حاصل ہے میں سمجھتا ہوں بابری مسجد عالم اسلام کی سرحد کا نام ہے بابری مسجد عالم اسلام کی سرحد تھی۔ ہندوؤں نے عالم اسلام کی سرحد پر حملہ کیا ہے اس نے عالم اسلام کی غیرت کو للکارا ہے تو عالم اسلام پر عموماً" اور پاکستان پر خصوصاً یہ لازم ہوچکا ہے کہ جب اس کے عقیدے اور نظریے اور اس کے دین کی سرحد پر حملہ ہوا ہے تو پاکستان کو فوراً جواب کا اعلان کرتے ہوئے کشمیر میں اپنی فوجیں داخل کر دینی چاہئے اور اس وقت تک جنگ جاری رکھنی چاہیے جب تک بابری مسجد اس انداز میں تعمیر نہیں ہوجاتی اگر ہم یہ قدم نہیں اٹھا سکتے تو کم از کم دوسرا اقدام یہ ہو کہ ہم اسلامی سربراہی کانفرنس کو فوری طور پر اس بات پر آمادہ کریں کہ وہ آئے اور وہ بیٹھ کر اس سلسلے میں ایک ضابطہ طے کریں تمام اسلامی ممالک پاکستان کو اس سلسلے میں پہل کرنی چاہیے ہم کہتے ہیں باقی ممالک بھی تو ہیں انڈیا کے مسلمانوں کی نظریں باقی ممالک کی طرف کم ہیں۔ وہ پاکستان کو اللہ کے بعد اپنا ملجاء وماوی سمجھتے ہیں اور پاکستان کی طرف ان کی بار بار نظریں اٹھتی ہیں تو پاکستان کو ایسی صورت حال میں جبکہ اتنی بڑی زیادتی بابری مسجد بھی شہید کر دی گئی بہاولپور کے واقعات بھی پیش آئے بابری مسجد کی شہادت کے بعد ڈیڑھ ہزار مسلمانوں کو شہید کر دیا گیا

Scanned with CamScanner

ہے کم از کم پاکستان کو چاہیے وہ پہل کرتے ہوئے انڈیا کے ساتھ سفارتی تعلقات ختم کردے۔ اور عالم اسلام کو بھی اس بات پر متفق کرے کہ وہ بھی انڈیا کے ساتھ سفارتی تعلقات منقطع کردیں۔ اس وقت تک جب تک بھارت بابری مسجد کی از سر نو تعمیر اور مسلمانوں کی جان مال عزت و آبرو کے تحفظ کا یقین نہیں دلاتا اور اس کے آگے بڑھ کر ہم یہ بھی نہیں کر سکتے تو کم از کم ہمیں باقی ممالک کے سفراء کرام کو یا بعض وفود بناکر باقی ممالک میں بھیجیں۔ کہ وہ انڈیا کا اقتصادی بائیکاٹ کرے اور انڈیا کی درآمدات کے لیے دروازے بند کریں۔ میں سمجھتا ہوں یہ بھی اتنا بڑا ہتھیار ہے کہ جس کے زریعے انڈیا کی حکومت کو نانی یاد آجائے گی اور وہ آپ کے سامنے ہاتھ باندھ کر یہ کہنے پر مجبور ہوں گے کہ ہم مسجد بھی دوبارہ تعمیر کرتے ہیں اور مسلمانوں کے جان و مال کے تحفظ کی بھی یقین دہانی کراتے ہیں اور اگر یہ بھی ممکن نہیں ہے کہ نہ ہم اقتصادی بائیکاٹ کرتے ہیں نہ ہم تعلقات ختم کرتے ہیں نہ ہم اسلامی سربراہی کانفرنس کو کسی ایک جگہ جمع کر سکتے ہیں اگر یہ تمام کے تمام راستے ہمارے پاس نہیں ہیں تو میں سمجھتا ہوں پھر قرار دادوں کے زریعے سے مسلمانوں کے اپنے زخموں پر نمک پاشی کرنے کی بجائے وہاں کے انڈیا کے مسلمانوں کو بار بار مایوس کرنے کی بجائے ہمیں صاف اعلان کر دینا چاہیے کہ تم وہاں کے لوگ ہو یا ہجرت کر کے پاکستان چلے آؤ پھر آپ ان کے لیے پاکستان کے دروازے کھول دیں۔ آپ انہیں پاکستان میں لے آئیں یا آپ انہیں یہ کہہ دیجئے کہ تم جانو تمھارا کام جانے ہم تو ایک سیکولر حکومت رکھتے ہیں نہ ہمارا تم سے کوئی تعلق ہے ٹھیک ہے تم مسلمان ہو ہم سب کے لیے برابر ہیں بڑے دکھ کی بات ہے کہ آج مسلمانوں پر انڈیا کے مسلمانوں پر ظلم و ستم کا وہ دور جاری ہے اور ہم لوگ اپنے اختلافات کو فراموش کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں اور اس سلسلے میں ہزاروں اختلافات کے باوجود جو حکومت نے آل پارٹیز کانفرنس بلائی ہے میں اس کو ایک اچھا قدم قرار دیتا ہوں۔ آپ نے بہت مستحسن قدم اٹھایا لیکن اتنا ضرور ہے کہ جس عجلت کے ساتھ جس تیزی کے ساتھ یہ بات کی گئی اور اس کے پیچھے جو اوامر

Scanned with CamScanner

تھے کہ وہ کانفرنس کامیاب نہ ہوئی لیکن اس کانفرنس کی ناکامی درحقیقت مسلمانوں کو مایوس کرنے کے مترادف تھی اور ہمیں جہاں اپوزیشن کو ساتھ لیکر چلنا تھا۔ تو ہمیں چاہیے تھا کہ ہم کانفرنس کی تاریخ کا تعین کرنے سے پہلے اپوزیشن کے ذمہ داروں سے باقی House کے اندر جو جماعتیں ہیں ان سے House کے باہر جو جماعتیں ہیں ان سے پہلے رابطے کرتے رابطے کرکہ ایک پروگرام طے کرتے پھر کانفرنس بلاتے تا کہ دنیا کو پتہ چلتا کہ بابری مسجد کے مسئلے پر مسلمانوں کی تمام جماعتیں ایک ہیں مسلمان پاکستان کا ایک ہی مطالبہ اپنی زبان پر رکھتا ہے۔ لیکن کتنا افسوس ہے کہ ہم اس مسئلے پر کوئی ایک موقف اختیار نہ کر سکے باوجود اس کے کہ ہم سب اس موقف پر متفق تھے اور ہم سب کی آواز ایک تھی تو میں اس سلسلے میں عرض کر رہا ہوں کہ جیسا کہ میں نے اس کتاب کا حوالہ دیا کہ ہندوؤں کے یہ عزائم یہ تمام کے تمام ایک کے بعد دوسرا دوسرے کے بعد تیسرا یہ عملی جامہ پہنانے چلے جائیں گے اگر ہم نے عملی طور پر قدم نہ اٹھایا تو میں نے اپنی آخری بات کی ہے کہ کم از کم ہماری قومی اسمبلی سے ایک دو چار قرار دادیں ایسی ضرور پاس ہونی چاہیے جو مشورے کے بعد تیار ہوں چاہے آپ House کی کمیٹی کے اجلاس میں تیار کرلیں جو پوری اسمبلی بابری مسجد کے مسئلہ پر ان کے حق میں تائید دے اور کسی کو اختلاف نہ ہو تا کہ دنیا یہ تو دیکھ سکے کہ پاکستان کی قومی اسمبلی میں باوجود اختلافات کہ یہ قرار دادیں تو بالاتفاق سامنے آئیں ہیں شکریہ۔

○ ○ ○

Scanned with CamScanner

موضوع :- کسان کی مشکلات

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ہمارے ملک کی ستر فیصد آبادی چونکہ زراعت سے متعلق ہے اور ہمارا ملک خاص طور پر صوبہ پنجاب زراعت کے اعتبار سے "سونے کی چڑیا" کے نام سے پکارا جاتا ہے جیسا کہ مجھ سے قبل ممبران نے اس پر توجہ دلائی اور صورت حال ہمارے سامنے بھی ہے کہ آج ہم اس قدر اس سلسلے میں پیچھے جا چکے ہیں کہ ہمیں دیگر ممالک سے اپنے خوردو نوش کی اجناس کو اپنے ملک میں لانا پڑتا ہے اس سلسلے میں کچھ تجاویز آپ کی وساطت سے متعلقہ محکمہ تک پہنچانا چاہتا ہوں سب سے پہلی بات صحت مند کسان جو کسان ہمیں سبزیات گوشت اور دودھ فراہم کرتا ہے کس قدر ستم ظریفی ہے کہ اس کسان کے لیے اگر وہ بیمار ہو جائے یا اس کا بچہ بیمار ہو جائے یہ چھوٹا چھوٹا ملیریا اور چھوٹی چھوٹی بیماریاں ہیں وہ بیچارہ ایک ایک مہینے کا پیدل سفر کر کے وہ اپنے تمام کاروبار کو چھوڑ کر اپنے لیے جاتا ہے اور وہ حالت بڑی قابل رحم ہوتی ہے جب کسی کسان کا جانور بیمار ہوتا ہے گھلوٹو کی بیماری میں یا کسی اور بیماری میں اور اس کے پاس اس کی دوا دارو کے لیے کچھ نہیں ہوتا وہی پرانے حربے وہی پرانے طریقے اور یہاں تک کہ اس کے پاس علاج معالجہ کے لیے ڈاکٹر میسر نہیں ہے اور نتیجہ کے طور پر اس کے دن بھی ضائع ہوتے ہیں وقت بھی ضائع ہوتا اور اس کا جانور بھی ہلاک ہو جاتا ہے تو کسان کی صحت کے لیے ضروری ہے کہ دور دراز علاقوں میں ہسپتال کا قیام عمل میں لایا جائے اگر ہم ایم این اے حضرات یا ایم پی اے حضرات اپنی گرانٹ سے ہسپتال تعمیر بھی کروا دیتے ہیں تو وہ محض ایک عمارت اور ڈھانچہ بن کر کھڑی رہتی ہے اس کے اندر کوئی عملہ نہیں ہوتا کوئی ادویات نہیں ہوتیں وہ ایک ڈھانچہ کی حیثیت رکھتا ہے تو پہلی بات ہے کسان کی صحت کے لیے اور پھر کسان کے جانوروں کے لیے دور دراز علاقوں میں بڑے بڑے ہسپتال کا قیام عمل میں لایا جائے اور دوسری بات کہ زراعت کے سلسلے میں جتنی ہماری پالیسیاں ہیں اکثر کسان اس سے ناواقف ہیں نا علم ان پڑھ

Scanned with CamScanner

ہونے کی وجہ سے تو علمی شعور بیدار کرنے کے لیے بھی ضروری ہے کہ تعلیمی مراکز زیادہ سے زیادہ قائم کئے جائیں بڑے دکھ کی بات ہے آبادیوں کی تعداد 8,8,7,7 ہزار تک پہنچ جاتی ہے لیکن سکول وہی پرائمری تک ہے پرائمری سکول کو مڈل کرنے کے لیے اور مڈل کو ہائی کرنے کے لیے مارے مارے پھرتے ہیں وہ بمشکل ایک سال میں ایک ایم۔ این۔ اے وہ پرائمری سے مڈل کرواسکتا ہے وہ بھی اس وقت اقرباء پروری اور اپنوں کی نظر ہو جاتے ہیں اس سے اگلی بات ہے بیج، جیسا کہ مجھ سے قبل ایک ساتھی نے بتلایا اور یہ حقیقت ہے کہ آج بھی ہمارے دیہاتوں میں جو بیج استعمال کیا جاتا ہے وہ وہی ہے جیسا کہ یہ کپاس ہے اس کپاس سے اچھی الگ کر لیتے ہیں اس میں سے وہ نکال لیتے ہیں دانے اور اس طرح گندم ہے اس کو بھگو کر رکھ لیتے ہیں کوئی ایسا بیج جس پر تحقیق ہو جو تحقیق شدہ بیج ہو اور موسم اور حالات کے مطابق ہو وہ بیج کسانوں کو فراہم کیا جائے اور پھر موسم کے مطابق اس بیج کو دیا جائے موسم سے مطلع کیا جائے تو یقیناً یہ صورت حال پہلے سے کافی بہتر ہو سکتی ہے اگلا مسئلہ پانی ہے اور پانی کا مسئلہ بڑے دکھ کی بات ہے کہ جن علاقوں تک ہم پانی پہنچا سکتے ہیں میں اپنے جھنگ کی بات کرتا ہوں وہ نہریں جو وڈیروں کی زمینوں سے گزرتی ہیں وہ پورا سال چلتی ہیں اور بھر کر چلتی ہیں اور ان کے ان کے جو بڑے بڑے منہ ہیں وہ باقاعدہ رکاوٹیں کھڑی کر کے اپنے کھال بھر بھر کر چلاتے ہیں لیکن وہاں تقسیم ہو چکی ہے یہ بھروانوں کی نہر ہے یہ سارا سال چلے گی کیونکہ وہ مشیر وزیر ہیں علاقے کے لوگ ہیں اور یہ غریب لوگ ہیں جن کی چار چار پانچ پانچ ایکڑ زمین ہے یہ بیچاری سوکھی رہے گی اس میں پانی کی بوند بوند کو ترستے رہتے ہیں کوئی پانی دستیاب نہیں ہے تو یہ جو لوگ ناجائز طور پر پانی روک کر اپنی فصلوں کو کاشت کرتے ہیں اور غریبوں کو پانی نہیں دیتے اور اس طرح مناسب ریٹوں اور مناسب انداز میں ٹیوب ویل کی سہولت کسانوں کو فراہم کی جائے اور اگلا مسئلہ کھاد کا ہے جس میں بہت کچھ کہا جا چکا ہے کہ وعدے کیے جاتے ہیں مگر کھاد اپنے اصلی ریٹ جو متعین ہے اس پر بھی نہیں ملتی ہے اور

Scanned with CamScanner

متعین ریٹ بھی بہت بلند و بالا ہوتا ہے وہ بھی کسی کسان کی پہنچ کے مطابق نہیں ہے اور اس سے اگلی بات مشنری آج بھی ہمارے دیہاتوں میں کسان اسی بیل کے ساتھ ہل چلا رہا ہے اور وہ ایک پورا پورا دن ایک ایک کنال پر اور ایکڑ پر ضائع کر رہا ہے اگر اس کسان کو جدید مشنری حاصل ہو تو ایک ایک مہینے کا کام ایک ایک دن میں کر سکتا ہے اور ہر کام وقت اور موسم کے مطابق کر سکتا ہے لیکن وہ بیچارہ کسان کیا کرے اس کے پاس اتنی رقم نہیں ہے کہ وہ اپنا ٹریکٹر خرید سکے اور اگر کوئی ٹریکٹر اسے دستیاب ہوتا ہے تو وہ ٹریکٹر پورے گاؤں میں ایک ہے منہ مانگی قیمت وصول کی جاتی ہے آج بھی گندم کاٹنے کے بعد اس طرح بارش کی نظر ہوجاتی ہے پھر سکھاتے ہیں جدید مشنری کسان کو مہیا کی جائے اور ضروری نہیں ہے کہ اگر کسی کسان کے نام زمین نہیں ہاری ہے اور وہ راکھی کے طور پر کام کرتا ہے تو آپ اسے مشنری اس لیے فراہم نہیں کرتے کہ اس کے نام پر زمین نہیں ہے اس کا ایسا طریقہ کیا جائے کہ وہ بھی جدید مشنری کی سہولیات سے بہرہ ور ہو سکے اس دفعہ ہماری کاٹن کی فصل بری طرح تباہ ہوئی بہت خوبصورت فصل اٹھی ابھی مہینہ ڈیڑھ مہینہ نہیں ہوا تھا ایسی بیماری آئی ابھی تک پتہ نہیں چل سکا کہ وہ کیا بیماری تھی تمام کے تمام ڈوڈے سوکھ کر رہ گئے اور کوئی کپاس دستیاب نہ ہو سکی ایک اہم مسئلہ لنک روڈ اس وقت ہمارے جھنگ میں ساہیوال میں ایسے بے شمار علاقے ہیں ایک حلقہ ہے وہ بمشکل پختہ (High way) سے ایک کلومیٹر کے فاصلے پر ہے لیکن لوگ آج بھی گنا اونٹوں کے اوپر لاد کر اور گدھا گاڑیوں پر لاد کر یا بیل گاڑیوں پر لاد کر بڑی مشکل سے چکر کاٹ کر آتے ہیں کوئی لنک روڈ نہیں ہے وہ جس جگہ پر ایک روپے من کے حساب سے گنا پہنچا سکتے ہیں وہاں وہ پانچ پانچ چھ چھ روپے دینے پر مجبور ہیں تو لنک روڈ تمام دیہاتوں میں ان کی فصلوں تک ہو تاکہ وہ اپنی اپنی فصلیں مناسب وقت تک پہنچا سکیں۔ اور پھر اگلی بات ہے قیمت کم از کم کسان جتنی محنت کرتا ہے اسے اس کی محنت کی آدھی قیمت تو دی جائے آج اکثر لوگ کسان کا کام چھوڑ کر بھی بچوں کو بیرون ممالک بھجوا رہے ہیں

Scanned with CamScanner

کبھی وہ کہتے ہیں کہ چلو ہمارا بچہ چپڑاسی لگ جائے مہینے کے بعد کوئی ماہانہ آمدن تو آجائے گی چھ چھ مہینے محنت کرتے ہیں چھ مہینے کے بعد اس کا کوئی پھل نہیں ملتا بس جو کچھ اپنوں نے کھا لیا ہے اور اس سے بڑھ کر محصولات اور ٹیکس ہیں کسانوں پر ٹیکس اور چونگیوں کے محصولات ہیں کہ وہ آڑھتیوں پر وہ اپنا سامان لاتے ہیں تو آڑھتی اتنا کمیشن کاٹ لیتے ہیں کہ وہ بیچارہ ہاتھ دیکھتا رہتا ہے وہ اپنی اجناس لیکر آیا کچھ محصول کی نظر ہوگئی کچھ ٹیکس کی نظر ہوگئی کچھ آڑھتیوں کی نظر ہو گئی اس میں برائے کرم کمی کی جائے اور گیارہویں بات ہے قرض حسنہ۔ کسان کو قرض حسنہ ایسا دیا جائے کہ جو اس سے بڑی آسانی کے ساتھ واپس لیا جائے ہم نے اکثر کسان ایسے دیکھے ہیں جو اپنی زمینیں چھوڑ کر چلے گئے بھائی کیا بات ہے بینک والے پیچھے لگے ہوئے ہیں پولیس والے پیچھے لگے ہوئے ہیں وہ کسان کیا کام کرے گا بینک والے اسے پکڑ کر ایسے بند کرتے ہیں جیسے وہ بہت بڑا مجرم ہے اور اس نے کوئی ایسا جرم کر لیا ہے قرضہ لے کر کہ خدانخواستہ ایسا جرم کسی نے نہیں کیا قرض حسنہ دیئے جائیں اور اس کو اس انداز میں واپس لیا جائے کہ اگر فصل تباہ ہوگئی فصل کو بیماری لگ گئی تو کچھ رعائت دی جائے جناب اس سے ایک مسئلہ میں اس موقع پر جو ہمارے جھنگ سے متعلق ہے وہ یہ ہے 25 سال قبل کولمبو پلان کے تحت وہاں زمینیں دی گئیں اور ان لوگوں نے زمینیں آباد کیں اور زمینیں وہاں بنجر تھیں آج زمینوں میں لہلہاتا ہوا کھیت ہے لیکن جب جی چاہتا ہے وڈیرے اور حکومت مل کر ان کی زمینوں کو بلڈوز (Buildose) کر دیتے ہیں کھڑی ہوئی فصلوں کو تلف کر دیتے ہیں اور انہیں کہتے ہیں چھوڑ کر چلے جاوَ ان کا قصور صرف یہ تھا کہ انہوں نے زمینوں کو آباد کیا 25 / 25 سال سے وہاں بیٹھے ہوئے ہیں لہٰذا کولمبو پلان کے زریعے جنہیں زمینیں دی گئی ہیں براہ کرم زمینیں ان کے نام الاٹ کر دی جائیں تاکہ وہ ہر موقع پر جب وہ بیج ڈالتے ہیں سوچتے ہیں کہ یہ زمین ہم سے چھین لی جائے گی یا ہماری کھڑی فصلوں کو ختم کر دیا جائے گا بہت شکریہ

Scanned with CamScanner

موضوع: اسلام سے غداری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آج ہمارے House میں صدر پاکستان کی مشترکہ پارلیمنٹ کے خطاب پر بحث کا دوسرا روز ہے اور یہ بات انتہائی مسرت آمیز ہے کہ حزب اختلاف کی لیڈر نے بڑے ہی ٹھنڈے انداز سے اپنی بات کا آغاز کیا۔ اور آگے چل کر تمام کے تمام مقررین بھی ابھی تک جذباتی انداز سے ہٹ کر ایک دوسرے کے خلاف الزامات کی بھرمار کرنے اور ایک دوسرے کی کاٹ سے دور رہتے ہوئے نہایت متانت کے ساتھ اپنی گزارشات پیش کر رہے ہیں ہمارے صدر صاحب کا خطاب یہ ایک خطاب لاجواب تھا اور جسمیں بڑی نصیحت آموز باتیں اور اسی طرح حکومت کی کارکردگی پر بڑی سیر حاصل بحث تھی اس میں جہاں انہوں نے حکومت کے ترقیاتی کاموں کو اور حکومت کی پالیسیوں کو سراہا اور وہاں صدر مملکت نے بھی اس دکھ اور درد کا اظہار کیا جس دکھ درد کا اظہار وقتاً" فوقتاً" وہ لوگ بھی کرتے رہتے ہیں جنہوں نے I.J.I کو اقتدار تک پہنچانے کے لیے ووٹ کاسٹ کئے اور قربانیاں دیں میری مراد آج سے دو سال قبل الیکشن میں جب ایک طرف P.D.A اور دوسری طرف I.J.I تھی تو سوال یہ ہے کہ I.J.I کو اتنی واضح اکثریت سے کامیابی سے ہمکنار کرانے والا وہ کون سا عنصر تھا۔ وہ کون سا نعرہ تھا۔ جس نے اتنی واضح کامیابی سے ہمکنار کرایا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت نعرہ موٹر وے کا نہیں تھا۔ صنعتی انقلاب کا نہیں تھا۔ اگر نعرہ اس وقت موٹروے اور صنعتی انقلاب یا کسی اور چیز کا لگایا جاتا تو اس بات کو سب محسوس کرتے ہیں۔ تو یہ کامیابی اس طرح کبھی حاصل نہ ہوتی۔ اس وقت ایک ہی نعرہ تھا۔ جس نعرے پر پاکستان بنایا گیا تھا اور پاکستان بنانے سے پہلے جو نعرہ لگایا ایک وہ مرحلہ تھا۔ جب یہ پاکستان بنا۔ ایک پہلا مرحلہ 45 سال میں یہ تھا کہ جب شریعت کے نام پر اسلام کے نام پر دین کے نام پر ایک جماعت کامیاب ہوئی۔ کامیاب ہو کر وہ اقتدار تک پہنچی اور اس نے

Scanned with CamScanner

حکومت بنائی لیکن دو سال میں جس نعرے اور جس ایشو (Issue) پر ہم نے انتخاب جیتا ہے۔ ہم اس سلسلے میں کہاں تک گئے۔ اگر ہم کچھ کہتے یا اسلامی دینی جماعتیں کچھ کہتیں تو وہ الزام ہو سکتا تھا۔ وہ اختلاف ہو سکتا تھا۔ لیکن صدر مملکت نے بھی اس سلسلے میں بڑے ہی واضح طور پر یہ اپنی رائے دی ہے کہ اس سلسلے میں افسوس ہے کہ اسلامی تعلیمات میں اپنے مسائل کا حل تلاش کرنے کے کام میں خلوص نیت گرم جوشی تن دہی کا مظاہرہ نہیں کیا جا رہا۔ جو قومی امنگوں اور خواہشات سے مطابقت رکھتی ہیں میں سمجھتا ہوں اگر اسلام کے نفاذ کے لئے کوئی مخلصانہ کوشش ہو اور دو سال تک کوئی نہ کوئی کارکردگی سامنے آتی۔ آج اگر موٹر وے کی کوئی صورت سامنے آ رہی ہے۔ آج اگر اداروں کی پرائیویٹائزیشن سامنے آ رہی ہیں۔ واقعی قابل قدر آپ کی خدمات قوم کے سامنے ہیں۔ بہت ہی مسرت اور بہت ہی یہ بات قابل تعریف ہو گی کہ اسلام کے سلسلے میں بھی کوئی واضح انداز میں پیش رفت ہوئی۔ اور اس سلسلے میں اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات پر کوئی کام ہوا ہوتا اور میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں۔ اسلام ہمارا دین ہے اور ہمارے لئے مکمل ضابطہ حیات ہے۔ اگر اس ملک میں شروع روز سے پایہ حکومت اپنے حکومت کے قیام کے بعد اسلام کے لئے جدوجہد شروع کرتی تو میں یہ دعوی کرتا ہوں کہ موٹر وے بن گیا ہوتا۔ اس ملک میں صنعتی انقلاب آگیا ہوتا کیونکہ یہ تمام وہ چیزیں ہیں جو امن و سکون عدل و مساوات کے ذریعے بڑی تیزی کے ساتھ پروان چڑھتی ہیں اور اسلام سے بڑھ کر کوئی دنیا میں نظام حیات نہیں ہے۔ جو عدل کو قائم کر سکتا ہو جو مساوات کو برقرار رکھ سکتا ہو۔ جو لوگوں کو سکون دے سکتا ہو جو گھر بیٹھے ہوئے انسان کو اس کا حق دے سکتا ہو تو اسلام ہی وہ واحد راستہ ہے جس میں ہم ہر میدان میں (Automatically) طور پر ترقی کے زینوں پر چڑھتے چلے جائیں گے اور میں یہ کہتا ہوں ہمیں اسلام چاہئے۔ ہمیں دین چاہئے۔ ہمیں اپنے معاملات کا حل اسلام کے ذریعے چاہئے۔ چاہے اس کے مقابلے میں اگر کوئی ایسی صورت نکل آئے کہ ایک طرف موٹر وے ہو۔ ایک

Scanned with CamScanner

طرف اسلام ہو ہمیں موٹروے نہیں چاہیئے، ہمیں اسلام چاہیئے۔ جب اسلام آئے گا تو موٹر وے ایک نہیں اس سے دس گنا موٹروے آئیں گی۔ لیکن اسلام میں رکاوٹ اسلام کیوں نہیں آیا؟ میں اس بات کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ اسلام کے لیے حکومت قائم کی گئی لیکن ہم جب ملتے ہیں اپنے ذمہ دار ساتھیوں سے ہم ملتے ہیں اپنے ان بھائیوں سے جن کے ساتھ مل کر ہم نے نعرے لگائے جنکی الیکشن کمپین ہم نے چلائی جن کے ساتھ چلے آج دینی جماعتیں ان سے الگ ہوں گئیں تو یہ کہتے ہیں ہم کیا کریں ساتھی ساتھ نہیں دیتے اصل میں ساری خرابی نظام انتخاب کی ہے اور نظام انتخاب کی خرابی کی طرف صدر مملکت نے اپنی تقریر میں بڑی وضاحت کے ساتھ اشارہ کیا ہے یہ نظام انتخاب کیا ہے؟ یہ پیسے کا کھیل ہے یہ دولت کا کھیل ہے ایک شخص پیسے اور دولت کے بل بوتے پر اس کرسی کو خرید کر یہاں چلا آتا ہے اگر کوئی آدمی ایک کروڑ لگاتا ہے وہ دو کروڑ کمانے کے چکر میں ہوتا ہے ایک آدمی ایک حلقے سے منتخب ہو کر آتا ہے وہ نہیں جانتا کہ یہاں آخر جس نعرے پر میں منتخب ہوا تھا اسے عملی جامہ پہنانا ہے وہ سب سے پہلے اپنی خالی جیب کو بھرتا ہے

سپیکر: نقطہ اعتراض جناب اعظم خان ہوتی صاحب:۔

(جناب میں بہت عزت کرتا ہوں مولانا صاحب کی لیکن یہ Camparezin کر رہے اسلام اور موٹروے کا اسلام اور موٹروے کا کیا تعلق ہے کوئی اسلامی موٹروے بھی ہوتی ہے) مولانا میرے برادر ہوتی صاحب آپ کے سمجھنے میں تھوڑی سی لغزش ہوئی ہے، میں نے کہا کہ اگر اسلام کے لیے بھی کوئی پیش رفت ہوتی تو یہ موٹروے بن گیا ہوتا میں یہ کہہ رہا ہوں کہ اگر اسلام ہو تو یہ موٹروے اس سے بھی جلدی بن گیا ہوتا میں تو یہ کہتا ہوں کہ ترجیہات میں موٹروے سے زیادہ ترجیح اسلام کو دی جائے کہ آپ نے ووٹ اسلام کے نام پر لیا ہے موٹروے کے نام پر نہیں لیا ہے وہ بات نہیں کہ خدانخواستہ موٹروے کی ویلیو (value) اسلام کے مقابلے میں نہ میں لاتا ہوں اور نہ کسی کی عقل یہ اجازت دیتی ہے تو میں عرض کر

Scanned with CamScanner

رہا تھا اصل خرابی نظام انتخاب کی ہے اور نظام انتخاب ساری دنیا جانتی ہے جمہوریت کا ہم نام ضرور لیتے ہیں لیکن یہ بات واضح ہے کہ پاکستان میں ہمیشہ اقلیت اکثریت پر حکومت کرتی ہے آپ کسی ایک حلقہ کو لے لیجئے اس مین اگر دو لاکھ ووٹ کاسٹ ہوا ہے اور کامیاب ہونے والے نے بمشکل 50 یا 60 ہزار ووٹ لیا ہوتا ہے جبکہ ڈیڑھ لاکھ ووٹ تقسیم ہوچکا ہوتا ہے گویا ڈیڑھ لاکھ پر حکومت کرنے والا 50 ہزار کا نمائندہ ہے اور پورے ملک میں یہی صورت حال ہے یہ جب تک ہم نظام انتخاب تبدیل نہیں کرتے جو پیسے لگا کر کامیاب ہوتے ہیں جو دولت لگا کر کامیاب ہوتے ہیں وہ دولت اور سرمائے کا کھیل جانتے ہیں۔ وہ نظریات کا وہ پروگرام کا وہ منشور کو عملی جامہ پہنانے کا کام نہیں کر سکتے اس سلسلے میں صدر پاکستان نے دو ٹوک طریقے سے دعوت فکر دی ہے اور میں اس سلسلے میں یہ کہنا چاہتا ہوں متناسب نمائندگی پر ہماری ساری جماعتیں جمع ہو رہی ہیں لیکن مجھے اس میں صاف بات نظر آتی ہے کہ یہاں ایک معمول بن گیا ہے ہمیشہ حزب اختلاف نے طے کر لیا ہے کہ اس نے حزب اقتدار کی ٹانگیں کھینچتی ہیں اگر حزب اقتدار والے کہیں یہ سورج ہے وہ کہیں گئے اس سورج میں روشنی نہیں ہے وہ کہیں آج رات چھائی ہوئی ہے اور ہمیں روشنی کا بندوبست کرنا چاہیے تو حزب اختلاف کہے کہ چونکہ ہم نے آپ کی مخالفت کرنا ہے یہ رات نہیں دن ہے لہٰذا اس میں اجالے کی ضرورت نہیں ہے تو ایک ایسا نظام کہ جسمیں الیکشن ہوں اور ووٹ صرف اور صرف پارٹی کو ملیں۔ آپ دیکھتے ہیں سٹیل مل میں ہم نے دیکھا یا دوسری جگہ دیکھتے ہیں کہ جب پارٹیاں الیکشن میں حصہ لیتی ہیں تو ووٹ پارٹی کو ملے ہرپارٹی اپنی بہترین نمائندگی اسمبلی میں بھیجے اور پھر اس میں صرف یہ نہیں ووٹ پارٹیوں کو ملے کسی کو %15 کسی کو %30 کسی کو %40 دوبارہ پھر جو اول اور دوم نمبر پر پارٹیاں آتیں ہیں وہ پھر قوم کے سامنے جائیں کہ اب قوم ان دو میں سے ایک کو منتخب کرے وہی پارٹی اس ایوان میں اپنے ممبر لائے وہی پارٹی اپنی شوریٰ کے ممبر بٹھائے وہی پارٹی یہاں اپنے لوگوں کو بٹھائے اور دوسروں کو کہے کہ آپ

5 سال تک انتظار کریں پھر آپکو یہ شکایت پیدا نہیں ہوگی کہ ہم جاپان گئے تھے تو حزب اختلاف کے بیان کی وجہ سے ہمارا کام نہیں ہوسکا انتخابات کا طریقہ جب تک ہم صحیح نہیں کرتے کرپشن جاری رہے گی اور ملک کے وسائل پر وہ خاص طبقہ اپنے مفادات کے حصول کے لیے کوشاں رہے گا اگلی میری بات ہماری حکومت کے ترقیاتی کام ہم خراج تحسین پیش کرتے ہیں اور ہم تھوڑا سا یہ بھی کہتے ہیں۔

جناب والا:۔

جو لوگ آپ کے ساتھ تھے۔ یا آپ کے ساتھ نہیں تھے.یا شروع میں آپ کے مخالف تھے ان کا تو قصور ہے لیکن ان کے علاقے والوں کا کیا قصور ہے آپ مہربانی فرماکر تھوڑی سی توجہ ان علاقے والوں کی طرف دیجئے آپ ایسی کمیٹی بنا دیجئے آپ (Direct) پیسے خرچ کریں۔ وہ کمیٹی آپ کی ہر ہر علاقے کی صورت حال کو دیکھے کہ فلاں علاقہ پس ماندہ ہے ٹھیک ہے اس پس ماندہ علاقے سے ہمارا آدمی منتخب نہیں ہوا۔ لیکن وہ پاکستان کا حصہ تو ہے اسے ضرورت تو ہے اس بات کی کہ اس کی (Develping) ہو اور بد قسمتی سے ہمارا جھنگ ضلع ایک ایسا ہے جہاں سے ہمیشہ برسر اقتدار حکومت کے خلاف ہی لوگ کامیاب ہوتے رہے ہیں نتیجہ کیا کہ یہ وہ شہر ہے کہ جو پاکستان بننے سے پہلے ضلع تھا۔ فیصل آباد شیخوپورہ سرگودھا اس کی تحصیلیں تھیں وہ بیچارہ شاید اب ضلع سے تحصیل بن جائے گا اور اس کی تحصیلیں آج ڈویژن بن گئیں ہیں ایسا پس ماندہ علاقہ ہے آپ اس میں داخل ہوں ایسا لگتا ہے کہ آپ چودہ سو سال پیچھے چلے گئے ہیں براہ کرم اس کی طرف تھوڑی سی توجہ دی جائے اور اس کے حالات کو تھوڑا سا کنڑول کیا جائے میں ایک بات بڑی اہم کہنا چاہتا ہوں۔ تعلیمی پالیسی چاہیے تو یہ تھا کہ تعلیمی پالیسی یہاں ایوان میں پیش کی جاتی۔

جناب والا:۔

میری معلومات کے مطابق ممکن ہے میری معلومات غلط ہوں کہ تعلیمی پالیسی میں خلفائے راشدین کے حالات و واقعات کو اس نصاب سے نکالنے کی کوشش کی

Scanned with CamScanner

جارہی ہے میں آج فورم پر کہہ رہا ہوں۔ اگر تعلیمی پالیسی سے خلفاء راشدین کے نام نکالے گئے ان کے حالات وواقعات نکالے گئے یا کسی بھی صحابیؓ رسولؐ کو تاریخ کے ذریعے لعنت، وملامت یا کسی تبرا بازی کا نشانہ بنایا گیا ہم ایسے وزیر کی پوری مشنری کا وہ حال کر دیں گے جو پوری دنیا دیکھے گی صحابہؓ کے مسئلے پر ہم ایک لمحہ کے لیے بھی کسی کے ساتھ کوئی کمپرومائز نہیں کر سکتے تعلیمی نصاب میں خلفائے راشدینؓ کے بارے میں اگر کوئی پالیسی تبدیل کی گئی۔ ہم اس کا سخت ایکشن لیں گئے اور اتنا زبردست ایکشن لیں گئے جسے دنیا دیکھے گی خلافت راشدہؓ ہمارے لیے آئیڈیل ہے خلافت راشدہؓ ہمارے لیے مینارہ نور ہے۔ ہم سب کچھ برداشت کر سکتے ہیں لیکن صحابہ کرامؓ کے مسئلہ پر اگر ہمارے تعلیمی نصاب کے اندر کوئی ایسی بات داخل ہوگئی ہم اسے برداشت نہیں کریں گئے اور پھر خاص طور پر اس ایوان کو اس سلسلے میں آگاہ کیاجائے کہ شناختی کارڈ پر آپ کا کیا فیصلہ ہے کبھی آپ کہتے ہیں کہ آپ نے شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ درج کر دیا ہے کبھی آپ کہتے ہیں جناب شناختی کارڈ سے مذہب کا خانہ نکال دیا گیا ہے

سپیکر:۔ (مولانا صاحب بات مکمل کرنے کی کوشش کریں) مولانا جی میں بات مکمل ہی کر رہا ہوں جو بھی کرتا ہوں مکمل کرنے کی کوشش کرتا ہوں شناختی کارڈ کے مسئلے پر آپ اپنی رائے واضح کریں تاکہ پتہ چلے ایک مسئلہ جو آپ سے متعلق ہے فرقہ ورانہ فسادات کا خاتمہ میں سپاہ صحابہؓ کا ایک ذمہ دار ہونے کے ناطے میں عرض کرتا ہوں کہ فرقہ ورانہ فسادات کے خاتمے کے لیے وزیراعظم پاکستان نے 28 ستمبر 1991ء کو لاہور میں اور وزارت مذہبی امور نے 2 جون 1992ء 20 جولائی 1992ء اہل سنت والجماعت اہل تشیع اسلامی نظریاتی کونسل کے ممبران نے علماء کرام کی میٹنگ میں متفقہ طور پر جو سفارشات تیار ہوچکی ہیں جسمیں شیعہ سنی اتفاق کرچکے ہیں جس میں تمام پاکستان کے مذاہب و مسالک کا اتفاق ہو چکا ہے ان سفارشات کو قانون کا درجہ دیا جائے آپ دیکھیں گے کہ تمام مذہبی فسادات ختم ہو جائیں گئے ایک بات ذہن میں رہے ہمیں فساد ختم کرنے کے لیے کوشش کرنی

چاہیے اختلاف ختم کرنے کے لیے نہیں اختلاف تو چودہ صدیوں سے ہے میں تو کہتا ہوں کہ اختلاف جو مسلم لیگ کے اندر ہے وہ بھی آپ تین سالوں میں ختم نہیں کر سکتے ختم فساد ہوگا فساد کے خاتمے کے لیے 3 اجلاس ہو چکے ہیں اتفاق رائے ہو چکا ہے سفارشات مرتب ہو چکی ہیں برائے کرم اسے اسمبلی کے فورم پر لائیں اور قانون سازی کیجئے تاکہ یہ فسادات کا خاتمہ ہو اسلام کے لیے عملی قدم آگے بڑھے یہ ملک ترقی کے اعلیٰ مدارج پر پہنچے اس سلسلے میں ہماری توانائیاں' ہماری ہمدردیاں آپ کے ساتھ ہیں اللہ آپ کا حامی و ناصر ہو اور اللہ آپ کو توفیق عطا فرمائے بہت شکریہ۔

○ ○ ○

Scanned with CamScanner

موضوع: پولیس کی بربریت

جناب سپیکر:-

مورخہ 20 جون 1992ء کو صبح ڈپٹی کمشنر جھنگ کی زیر نگرانی گل عباس D.S.P کی معیت میں پولیس پارٹی نے میرے مکان جو محلہ حق نواز شہیدؒ جھنگ صدر میں واقع ہے۔ بغیر اجازت کے مکان کے دروازے توڑتے ہوئے اندر داخل ہو گئی۔ عورتوں کی بے حرمتی کی، غلیظ گالیاں دیں۔ سامان کی توڑ پھوڑ کی اور میرے آفس جو کہ محلہ حق نواز شہیدؒ میں واقع ہے۔ اس میں داخل ہوئی اور میرے آفس میں داخل ہونے سے پہلے چونکہ مسجد ہے تو یہ پولیس جوتوں سمیت مسجد میں داخل ہوئی اور دفتر میں بیٹھے لوگوں پر تشدد کیا اور گرفتار کیا۔ دھمکیاں دیتے ہوئے کہ مولانا اعظم طارق کو ووٹ دینے کا ہم مزا چکھاتے ہیں۔ اس طرح پورے شہر کی ناکہ بندی کر کہ ایک ہزار سے زائد افراد کو گرفتار کیا گیا۔ انہیں جیل سے باہر پولیس نے اور جیل کے اندر انہیں قیدیوں سے پٹوایا گیا۔ نقدی اشیاء جس میں دستی گھڑیاں شامل ہیں یہ لوٹ لی گئیں۔ تشدد کے دوران انہیں کہا گیا کہ مولانا اعظم طارق کو ووٹ دینے کا مزا چکھاتے ہیں۔ اس طرح لوگوں کو گھروں میں تلاشی کے بہانے سامان کو لوٹا گیا۔ ان تمام لوگوں کو بے گناہ مارا پیٹا گیا ہے۔ صرف انہیں مجھے ووٹ دینے کی سزا دی ہے۔ جس سے مجھے ذہنی طور پر بڑی کوفت اور اذیت پہنچی ہے اور عوام الناس کے سامنے میری تذلیل کی گئی ہے۔ جس سے میرا استحقاق بری طرح مجروح ہوا ہے۔ جناب والا سے استدعا ہے کہ ذمے داران کے خلاف سخت کارروائی عمل میں لائی جائے اور قومی اسمبلی کے اجلاس میں فوری طور پر بحث کی جائے۔ شکریہ۔ سپیکر: (مولانا صاحب آپ کی جو درخواست تھی اس میں یہ ذکر کریں) مولانا:- میں نے اس میں ذکر کیا ہے کہ یہ میرے گھر میں مسئلہ ہوا ہے اور میرے دفتر میں وہ داخل ہوئے ہیں اور جس مسجد میں میں خطابت کرتا ہوں اس میں جوتوں سمیت داخل ہوئے ہیں اور وہاں انہوں نے توہین آمیز رویہ

اختیار کیا ہے۔ 850 آدمیوں کو جیل میں ڈالا اور قیدیوں سے مروایا۔ پولیس سے مروایا۔ 50 لاکھ کا سامان لوٹا ہوا ہے۔ شکریہ جناب سپیکر:۔

○ ○ ○

Scanned with CamScanner

موضوع: مشترکہ پارلیمنٹ کے اجلاس سے روکنے پر مذمت

شکریہ جناب سپیکر:-

مجھے امید ہے کہ آپ قلم لے کر میرے جو نکات ہیں وہ رقم کرتے جائیں گے۔ جناب والا سب سے پہلے مجھے مختلف ایجنسیوں کے حوالے سے یہ بات معلوم ہو چکی تھی کہ مجھے مشترکہ اجلاس میں شرکت سے روکا جا رہا ہے اور اس سلسلے میں یہ سوچا جا رہا ہے کہ انہیں بیرون ملک کسی وفد کے ساتھ بھیج دیا جائے یا کوئی اور انداز اختیار کیا جائے۔ چنانچہ اس سلسلے میں میری جماعت کے سربراہ مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقیؒ (نوٹ مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی شہیدؒ اس وقت باحیات تھے) سے پنجاب کے بڑے اہم افسران نے رابطہ کیا اور رابطہ کر کہ ان سے یہ کہا کہ آپ مولانا اعظم طارق سے کہیں کہ وہ مشترکہ پارلیمنٹ کے اجلاس میں شرکت نہ کریں۔ چنانچہ اس سلسلے میں جب میں 6 ستمبر کو لاہور گیا اور چوبرجی گراؤنڈ لاہور میں 6 ستمبر کو ہماری دفاع پاکستان اور جہاد کشمیر کانفرنس تھی۔ میں اس میں شامل ہوا اس میں ہمارے قائد مولانا ضیاء الرحمان فاروقی صاحب بھی موجود تھے تو جب ہم اپنی کانفرنس سے رات تقریبا" تین بجے فارغ ہوئے تو مجھے A.C صدر اور A.C ماڈل ٹاؤن ملے اور انہوں نے مجھے آ کر کہا کہ آپ سے ہوم سیکرٹری پنجاب بات کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے کہا کہ ٹھیک ہے۔ چنانچہ ہم جب جلسہ سے فارغ ہو کر آئے۔ 3 بج کر 20 منٹ پر ہم نے رابطہ کیا تو اس وقت ہمیں پتہ چلا کہ وہ سو چکے ہیں۔ آپ صبح 6 بجے فون پر بات کریں۔ چنانچہ رات کو ہم چیمبر واپس آئے۔ ٹھیک آدھے گھنٹے کے بعد میں اٹھ کھڑا ہوا۔ کیونکہ مجھے سات بجے فلائٹ میں جانا تھا۔ ابھی میں نیچے آیا تو اتفاق سے میرے پاس گاڑی نہیں تھی۔ میں نے ایک ساتھی سے کہا کہ مجھے موٹرسائیکل پر ائیرپورٹ چھوڑ آئیں۔ تو جیسے ہی میں آیا تو ایک D.S.P صاحب پولیس کی موبائل لے کر آ چکے تھے۔ انہوں نے کہا کہ میں آپ ہی کے لیے آیا ہوں۔ آپ میرے ساتھ گاڑی میں بیٹھیں اور آپ ہوم

Scanned with CamScanner

سیکرٹری سے بات کریں' بہت ضروری بات کرنا ہے۔ چنانچہ وہ مجھے خود اپنی پولیس موبائل پر بٹھا کر V.I.P لاؤنج ایئرپورٹ پر لے کر آئے اور میں نے ان کے سامنے ہوم سیکرٹری صاحب کو فون کیا اور میں نے کہا کہ جی آپ نے مجھے یاد کیا ہے۔ فرمایئے میرے لائق کیا خدمت ہے۔ وہ ہمارے بڑے مہربان' بڑے شریف النفس ایک افسر ہیں تو انہوں نے فرمایا کہ آپ کا کیا خیال ہے' کیا ارادہ ہے۔ میں نے کہا کہ میں اسلام آباد جا رہا ہوں' صدر صاحب نے اجلاس بلایا ہے۔ میں اس میں شرکت کرنا چاہتا ہوں تو انہوں نے فرمایا کہ میری یہ رائے ہے کہ آپ اس میں تشریف نہ لے جائیں۔ میں نے کہا ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ یہ ہمارا ایک جمہوری حق ہے اور ملک میں کبھی کبھی ایسی مواقع آتے ہیں۔ میری زندگی کا تو یہ پہلا موقع ہے۔ تو انہوں کہا کہ بھائی کچھ حالات خراب ہو سکتے ہیں' کچھ بد نظمی ہو سکتی ہے۔ میں نے کہا ایسی بات نہیں میں ایک ذمہ دار ممبر ہوں۔ میری اسمبلی کی عمر اگرچہ بہت تھوڑی ہے۔ لیکن آپ اگر معلوم کریں گے تو آپ کو پتہ چلے گا کہ میں نے کبھی بھی اسمبلی کے ضابطے اور اسمبلی کے قوائد سے انحراف نہیں کیا۔ میں انشاء اللہ العزیز یہ محسوس کرتا ہوں۔ ٹھیک ہے ایران سے آنے والے ہمارے جو مہمان ہیں۔ ان سے ہمارے فکری نظریاتی اختلافات ہو سکتے ہیں اور وہاں جو کچھ حالات ہیں۔ مجھے ان سے بھی اختلاف ہو سکتا ہے۔ لیکن آپ یہ ضرور سمجھیں کہ وہ ہمارے مہمان ہیں اور ہماری پارلیمنٹ میں آئے ہیں۔ میں ایسی کوئی بات اور ایسا کوئی انداز اختیار نہیں کروں گا جس سے میرے ملک اور اسمبلی کے وقار کو نقصان پہنچے۔ لیکن وہ بار بار اس بات کا اصرار فرماتے رہے بڑے دھیمے دھیمے انداز میں کہ آپ تشریف نہ لے جائیں اور میں انہیں بار بار یہ کہتا رہا کہ ایسی بات نہیں ہو گی۔ یہ ہمارے لیاقت بلوچ صاحب تشریف رکھتے ہیں۔ یہ باتیں ان سے V.I.P لاؤنج لاہور میں ہوئیں۔ چنانچہ ہم فوکر (طیارے) میں بیٹھے میرے ساتھ یسین وٹو صاحب تھے۔ لیاقت بلوچ صاحب' سرفراز صاحب اور ہمارے پارلیمانی راہنما تھے۔ چنانچہ جب ہم ایئرپورٹ پر اترے تو ایئرپورٹ میں جہاز کی سیڑھی کے ساتھ

Scanned with CamScanner

ہی کھڑی کی ہوئی گاڑی تھی۔ S.S.P راؤ اقبال صاحب نے یہ حضرات جیسے ہی وین میں بیٹھتے چلے گئے تو میں اتر کر جانے لگا تو S.P صاحب نے سب سے پہلے سلام کیا تو مجھے کہنے لگے آپ اس گاڑی میں تشریف لائیں۔ ہم آپ کو بحفاظت لے جانا چاہتے ہیں۔ میں نے کہا میری باہر گاڑی بھی آئی ہوئی ہے اور میرے گن مین بھی موجود ہیں۔ انشاء اللہ آپ حفاظت چھوڑیں۔ اللہ ہماری حفاظت کر رہا ہے تو کہنے لگے آپ بیٹھیں تو سہی آپ سے ضروری بات کرنا ہے۔ میں نے کہا ٹھیک ہے۔ جب انہوں نے اصرار کیا۔ میں ان کے ساتھ بیٹھا چنانچہ وہ مجھے باہر لائے۔ میں یہی محسوس کر رہا تھا کہ یہ مجھے بحفاظت پارلیمنٹ میں لے جانا چاہتے ہیں۔ کیونکہ ایران کے صدر جو تشریف لائے ہیں۔ ان کی وجہ سے یہاں ان کے متعلقین معاونین ان کی جماعت کے لوگ بڑی مقدار میں تھے تو میں یہ محسوس کر رہا تھا کہ شاید انہیں خطرہ ہے کہ ان معزز مہمانوں کے ساتھ جو ان کے عقیدت مند آئے ہوں گے۔ خدانخواستہ ان سے مجھے کوئی نقصان پہنچے گا تو یہ اپنی حفاظت میں مجھے اسمبلی میں لے جانا چاہتے ہیں۔ چنانچہ جیسے ہی وہ اسلام آباد کے روڈ پر آئے تو اسلام آباد آنے کی بجائے جب لاہور روڈ کی طرف روانہ ہوئے تو میں نے کہا کہ آپ مجھے کہاں لے جانا چاہتے ہیں تو انہوں نے کہا کہ نہیں نہیں آج آپ کا جانا مناسب نہیں ہے کہ وہاں بڑی بدنظمی پیدا ہوگی۔ پھر میں نے ان سے کہا کہ کیا میں گرفتار ہوں۔ انہوں نے کہا کہ آپ بالکل گرفتار ہیں۔ میں نے کہا کہ مجھے وارنٹ دکھائیں۔ آپ نے مجھے کیوں گرفتار کیا ہے؟ کس وجہ سے آپ مجھے حبس بے جا میں رکھ رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ آپ پریشان نہ ہوں۔ مجھے اوپر سے حکم ہے۔ چند باتیں آپ سے کرنی ہیں۔ چنانچہ سارے راستے باتیں کرتے گئے۔ میں نے ان سے کہا' اور وہ ایک راست گو انسان ہیں۔ وہ کبھی بھی اس کا انکار نہیں کریں گے اور اسمبلی کا اجلاس جو میرا حق بنتا ہے۔ اس کے لیے مجھے غلط بیانی کی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ متعلقہ وزیر سے میری بات کرائیں۔ آپ چودھری امیر حسین صاحب سے میری بات کروائیں۔ آپ اسی

Scanned with CamScanner

طرح چودھری عبدالغفور صاحب سے میری بات کروائیں۔ آپ افتخار صاحب سے میری بات کروائیں کہ میں شورٹی Surety دیتا ہوں کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ آپ کو کسی نے غلط اطلاع دی ہوگی۔ آپ کی ایجنسیوں نے آپ کو غلط گائیڈ کیا ہوگا۔ آپ مجھے اس طرح پریشان نہ کریں اور مجھے مشترکہ پارلیمنٹ کے اجلاس میں جانے دیں اور اگر آپ نہیں جانے دیتے تو انہوں نے دوران گفتگو کہا آپ نے مری میں جلسہ کیا تھا۔ آپ پر F.I.R کٹ گئی ہے اور میں نے کہا کہ ایسے تو میں جہاں جلسہ کرتا ہوں وہاں مجھ پر F.I.R کٹتی ہے۔ 16 M.P.O بنتے ہیں۔ پتہ نہیں ہم پر سینکڑوں مقدمات ہیں۔ یہ بر سبیل تذکرہ جو انہوں نے کہا لیکن وہ مجھے سارا راستہ یہ کہتے رہے کہ وہ ہمارے معزز مہمان ہیں۔ اس وقت ہمیں کچھ نہیں کرنا چاہئے۔

میں نے کہا کہ میں آپ سے زیادہ یہ باتیں اپنے دل میں رکھتا ہوں اور ہرگز ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ پورے راستے میں نے ان سے یہ کہا کہ آپ وارنٹ دکھائیں۔ آپ میری نظربندی کے احکامات دکھائیں تو وہ اس طرف آ ہی نہیں رہے تھے۔ وہ تو یہ کہہ رہے تھے میں ابھی آپ سے رابطہ کراتا ہوں۔ ابھی جو باتیں آپ سے کہہ رہا ہوں اوپر کہتا ہوں تو ممکن ہے کہ ہم آپ کو خود چھوڑ کر آئیں گے۔ چنانچہ اس طرح میں نے سمجھا کہ یہ مجھے سہالہ لے جا رہے ہیں۔ لیکن وہ مجھے کھوٹہ لے گئے۔ ایک ایسے ریسٹ ہاؤس میں جو دو کمروں پر مشتمل تھا۔ جس میں بجلی بھی نہیں تھی۔ بہرحال میں وہاں ٹھہرا۔ میں نے کہا جی میری بات کرائیں تو کہنے لگے جی اب جو میرا فون ہے۔ اس کی Arrangement بھی ختم ہو گئی ہے۔ یہ تو حدود سے باہر آ گیا ہے۔ اب یہ تو چلتا نہیں۔ لہٰذا وہ مجھے وہیں چھوڑ کر اور یہ کہہ گئے کہ ابھی دو چار گھنٹے میں جب اجلاس ختم ہوگا ہم آپ کو فارغ کر دیں گے۔ چنانچہ اس میں یہ بالکل بات نہیں تھی کہ آپ کو ضمانت کرانی پڑے گی یا باضابطہ طور پر کسی مقدمے میں ملوث ہو گئے ہیں یا کوئی ایسی بات ہے۔ چنانچہ رات کو 9 بجے D.S.P متعلقہ میرے پاس آئے اور آ کر مجھے کہا کہ

Scanned with CamScanner

آپ تیاری کریں۔ چلیں میں وہاں سے تیار ہوا۔ میں نے کہا جی چلیں تو پھر جب وہ مجھے اسلام آباد لانے کی بجائے راولپنڈی لے گئے۔ پنجاب کانسٹیبل جو ایک بڑا خوبصورت حال تھا اس میں ہمارے A.C صاحب جو راولپنڈی سے تعلق رکھتے ہیں۔ وہ تشریف فرما تھے۔ دونوں مجسٹریٹ صاحب تھے۔ مجھے ان کے نام یاد نہیں ہیں تو میں جب اس وقت بیٹھا کہنے لگے جی لائیں کاغذ' کاغذ پر کریں تو وہ بالکل ایک سادہ کاغذ کے اوپر لکھنے لگ گئے۔ اس میں آدھے کاغذ پر انگلش تحریر تھی اور آدھی پر اردو تحریر تھی۔ اس میں لکھا تھا کہ 20 ہزار کے مچلکے پر آپ کو رہا کیا جاتا ہے تو اسی پر میں نے کہا کہ مجھ پر کیا مقدمہ ہے۔ کس مقدمے میں آپ میری رہائی کر رہے ہیں۔ میری کسی مقدمے میں گرفتاری نہیں ہوئی اور اگر آپ مجھ پر 16 M.P.O کا مقدمہ لگاتے ہیں تو میں اپنی ضمانت نہیں کرانا چاہتا۔ آپ مجھے پڑا رہنے دیں اور نہ میں نے کوئی وکیل کیا ہے نہ میں نے آپ سے ضمانت کی بھیک مانگی ہے اور نہ میں کوئی سفارشی آپ کے پاس لے کر آیا ہوں۔ میں نہیں چاہتا اس پر ایک گھنٹہ تک اصرار ہوتا رہا۔ وہ مجھے کہتے رہے بس جی آپ بھی اپنی جان پر رحم کریں ہم بھی کریں۔ 12 بج رہے ہیں اب ہم نے جانا ہے۔ میں نے کہا کہ آپ کے بارہ بجیں یا ایک بجے مجھے اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ مجھے آج جتنی دیر مرضی ہے جیل میں رکھیں' کسی ریسٹ ہاؤس میں رکھیں۔ میں بالکل ضمانت نہیں چاہتا۔ میں اس طرح ضمانت پر نہیں جاؤں گا اور میں اس کو نہیں تسلیم کرتا اور میرے یہ لفظ تھے وہاں اور وہ ایسے معزز انسان ہیں۔ اب بھی اگر ان سے پوچھ لیا جائے وہ کبھی بھی جھوٹ نہیں بولیں گے۔ وہ کہیں گے کہ مولانا اصرار کرتے رہے کہ میں یہی کہتا رہا کہ آپ میری تحریک استحقاق خراب کرنے کے لیے یہ انداز اپنا رہے ہیں۔ اس لیے میں نہیں دستخط کرتا' نہ میں ضمانت دیتا ہوں' نہ میں نے کوئی وکیل کیا ہے۔ یہ ناقابل ضمانت مقدمہ ہے۔

جناب والا :-

ایک گھنٹہ اس پر اصرار ہوتا رہا۔ اس پر انہوں نے مجھے کہا کہ مولانا اس کی

Scanned with CamScanner

کوئی ویلیو Value نہیں ہے۔ یہ سادہ کاغذ ہے۔ یہ پولیس کا مسئلہ نہیں ہے۔ ہماری جان چھوٹے چلو آپ مہربانی کریں۔ ہم پر کریں تو میں نے کہا کہ اچھا یار ان کی جان چھوٹتی ہے۔ آخر جب میں وہاں تحریک استحقاق پیش کروں گا۔ میرے منہ میں زبان ہوگی۔ میری کوئی بات سننے والے لوگ ہوں گئے۔ وہاں ہمارے ایک سپیکر ہیں۔ ایسی بات نہیں ہے کہ وہ میری بات کو Ignore کرتے جائیں گے۔ چنانچہ میں نے اس پر دستخط کیے اور مجھے پولیس کی وہی موبائل ڈی - ایس - پی صاحب مجھے ایم-این-اے ہاسٹل میں چھوڑ کر گئے۔

تو جناب والا:۔

اس میں ہوم ہوم سیکرٹری کا کردار ہے۔ میں نے آپ کے سامنے عرض کر دیا۔ ایس - پی صاحب پورے راستے میں یعنی اسلام آباد سے لے کر کھوڑہ تک جو تقریباً" پونے گھنٹے کا فاصلہ بنتا ہے۔ وہ مجھے یہی سمجھاتے رہے کہ وہ ہمارے مہمان ہیں میرا سوال ہے کہ وہ مجھے کیوں سمجھاتے رہے۔ وہ کیوں کہتے رہے کہ میں آپ کی اوپر بات کراتا ہوں۔ وہ تو کہتے تھے آپ تو مجرم ہیں۔ پھر یہ جو مقدمہ مری میں بنایا گیا۔ کل کی آپ اخبارات پڑھیں اس میں جن اور لوگوں نے بھی تقریر کی ہے۔ وہ مری میں ہیں' وہاں کے علماء کرام ہیں' وہاں کے شہری ہیں۔ ان کو تو نہیں گرفتار کیا گیا وہ ابھی بھی پھرتے ہیں۔ مجھے گرفتار کر لیا گیا ہے اور جو وہاں شہر کے لوگ ہیں انہیں گرفتار کرنے کے لیے کوئی نہیں آیا۔ پھر دوسری بات ہے۔ کل کے اخبارات میں موجود ہے کہ بعض ذرائع کے مطابق پہلے یہ طے ہوا تھا کہ مولانا اعظم طارق کو ان کے کمرے میں ہی نظربند کر دیا جائے۔ لیکن بعض ایجنسیوں نے کہا کہ انہیں گرفتار کر کہ کسی مقدمے میں اندر ڈال دیا جائے۔

تو اس لیے جناب سپیکر:۔

میں نے پانچ باتیں آپ کے سامنے رکھیں۔ پہلی بات ہوم سیکرٹری صاحب کی۔ دوسری بات ایس - پی کا انداز ہے۔ تیسری بات میں نے کوئی ضمانت کی

Scanned with CamScanner

درخواست نہیں دی۔ نہ میں نے کوئی وکیل نہ کوئی ایسی بات۔ چوتھی بات جو اخبارات کی اطلاع ہے کہ یہ مجھے 105 نمبر میں نظر بند کرنا چاہتے تھے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ پورے House کی بدنامی ہے۔ یہ M.P.O 16 کا مقدمہ تو عام آدمی پر بن جاتا ہے۔ اتنے اتنے مقدموں کی آڑ لے کر ایک اتنے بڑے اہم اجلاس سے مجھے روکنا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بڑا ہی شرمناک قدم ہے۔ جس کی جتنی مذمت بھی کی جائے وہ پوری نہیں ہو سکتی اور پھر یہ مجھے ایسے اعزاز سے محروم کیا گیا ہے۔ اب اگر دوبارہ بھی اجلاس بلائیں گے تو وہ اجلاس تو نہیں ہوگا۔ اس میں تو سارے شریک ہوں گئے یہ جو ناقابل تلافی میری شخصیت کو اور میری شہرت کو نقصان پہنچایا گیا ہے اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی کہ یہ تو اتنا شرپسند ہے۔ ایسا تخریب کار ہے کہ جو اجلاس میں آتا تو پتہ نہیں کیا ہو جاتا۔ اس لیے میں یہ امید کرتا ہوں کہ ہمارے محترم وزیر صاحب میں ان کی شخصیت کا بڑا احترام کرتا ہوں۔ مجھے حیرت ہوتی ہے کہ میرے ساتھ اتنی بڑی زیادتی ہو گئی اور یہ نظر انداز کر رہے ہیں۔ اس زیادتی کا ازالہ ہونا چاہیے۔ انہیں نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔ جو اہم معاملہ ہے۔ وہ اسٹینڈنگ Standing کمیٹی کے سپرد کریں۔ انشاء اللہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی آپ کے سامنے آجائے گا۔ شکریہ جناب سپیکر۔

○ ○ ○

Scanned with CamScanner

موضوع : مسئلہ الذوالفقار

شکریہ جناب سپیکر:-

الذوالفقار کے عنوان پر آج تیسرا روز ہے۔ پاکستان کی نیشنل اسمبلی میں ایک بحث چل رہی ہے اور روزانہ اخبارات میں پاکستان کی عوام اسمبلی کی اس کارروائی کو ایک لطیفہ سمجھ کر پڑھ رہی ہے۔ عجیب بات یہ ہے۔ آج تک اسمبلی میں جتنی بحثیں ہوئیں۔ ایک طرف سے دعویٰ ہوتا تھا۔ مدعی اور دوسری طرف سے ملزم اپنی صفائی دیتا تھا۔ لیکن الذوالفقار کا مسئلہ ایک انوکھا آیا ہے۔ جس میں مدعی تو ہے۔ لیکن ملزم بننے کے لیے کوئی تیار نہیں ہے اور صفائی دینے کے لیے کوئی آگے نہیں بڑھ رہا۔ الذوالفقار کے بارے میں جتنے بھی اس وقت تک ثبوت حکومت کی طرف سے پیش کیے گئے ہیں۔ قوم یہ دیکھنا چاہتی تھی کہ آیا P.D.A ان کے تمام تر پروفوں کا دلائل کا جواب دے گی۔ لیکن P.D.A کی طرف سے بڑے شاندار طریقے کے ساتھ اس بات کو لایا گیا کہ ہمارا اس بات سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ پھر ہم داد دیتے ہیں حکومت کے اس حوصلے کی کہ اس نے دو سال تک بڑی برداشت کا اظہار کیا اور کبھی الذوالفقار کے بارے میں کوئی بات نہ اٹھائی اس کی داد دینی چاہیئے اور اس وقت ہم آزاد بنچوں سے صرف یہ سوال کرنا چاہتے ہیں کہ آپ یہ بتلائیں کہ دو سال میں کتنے لوگ آپ نے گرفتار کیے، کتنے لوگوں کے مقدمات عدالت میں چلے، کتنے لوگ سزا کو پہنچے اور کتنے مجرم اس وقت آپ کے پاس ایسے ہیں جنہیں آپ قوم کے سامنے لا کر ان کی زبان سے یہ بیان کروا سکتے ہیں کہ ان سے یہ یہ جرم سرزد ہوئے۔ (باقی یہ میرے بھائی نے بتلایا) کہ پولیس کرا دے گی۔ میں یہ بات بھی کرنا چاہتا ہوں اس وقت پاکستان میں دہشت گرد تخریب کار کہنا یہ ریت چل پڑی ہے۔ آج تک سوویت یونین افغان مجاہدین کو دہشت گرد کہتا رہا۔ انڈیا آج بھی آزادی حریت کی جنگ لڑنے والے مجاہدین کو دہشت گرد کہہ رہا ہے اور یاسر عرفات کو آج بھی اسرائیل دہشت گرد کہہ رہا ہے۔ اپنے مخالف کو دہشت

Scanned with CamScanner

گرد کہنا یہ ایک ریت چل پڑی ہے اور پھر جہاں تک یہ ہے کہ کسی سے اگلوانا یہ ہماری پولیس کا موجودہ گورنمنٹ کے دور میں یہ بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ میں ابھی کہتا ہوں آپ ایک دن کے لیے میاں نواز شریف صاحب کو پولیس کے ہاتھ میں دے دیں۔ دوسرے دن وہ کبھی بھی مسلم لیگ کا صدر اور وزیراعظم کا اعلان نہیں کریں گے۔ یہ پولیس ہے اس کی بے شمار وضاحتیں ہیں۔ میں آپ کے سامنے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جناب صوبائی اسمبلی میں کھڑے ہو کر غلام حیدر وائیں نے کہا کہ چنیوٹ میں سپاہ صحابہؓ کے مولویوں نے قرآن کو آگ لگائی ہے اور ایک بیان بھی شائع کرا دیا۔ فیصل آباد سے بھی یہ بیان شائع کرا دیا۔

سپیکر:۔

(اعظم طارق صاحب آپ نے نام لے کر جس چیز کا ذکر کیا اسے کارروائی سے خارج کیا جائے۔) مولانا:۔ شکریہ ویسے میں نام نہیں لیتا۔ کسی بھی وزیر کو پولیس لے لے تو حال یہی ہوگا۔

تو جناب والا:۔

اب جو غلام حیدر وائیں صاحب نے اسمبلی میں بیان دیا۔ میں قومی اسمبلی کے فورم پر اسے چیلنج کرتا ہوں اور آج جو جیل میں دس سال کا بچہ ہے۔ اس کی کیسٹ اور جو جیل میں علماء کرام ہیں۔ ان کی کیسٹ ان کے میڈیکل سرٹیفکیٹ میں یہاں لے کر آیا ہوں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں الٹا لٹکا دیا۔ ہمارے جسم میں مرچیں داخل کی گئیں اور ہمیں مارا گیا ہمیں کہا گیا ہم آپ کو اس وقت تک نہیں چھوڑیں گے۔ جب تک ہمارے پڑھائے ہوئے بیان تم نہیں بولتے اور وہ کیا پڑھا رہے تھے کہ تم کہو کہ مسجد کے امام نے سپاہ صحابہؓ کے صدر نے مولانا منظور احمد چنیوٹی نے فیصل آباد میں مولانا حبیب الرحمن نے کہا ہے قرآن جلا دو۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں۔ اس وقت پاکستان کے اندر اگر کوئی دہشت گرد تنظیم ہے۔ وہ موجودہ حکومت کی پولیس ہے۔ پولیس سے بڑھ کر کوئی دہشت گرد نہیں ہے۔ آج میں

Scanned with CamScanner

نے اس فورم پر کہا دس دس سال کی بچیوں کو آپ جھنگ میں سیاسی مخالفت کی وجہ سے ان کے جسموں کو سگریٹ سے جلایا۔ میں نے اسی فورم پر تیرہ سو آدمیوں کی تصویریں صدر محترم کو دیں سپیکر کو دیں۔ تیرہ سو آدمیوں کو پکڑا مارا ان کی چمڑی ادھیڑ دی اور ان سے 50 لاکھ کے قریب سامان جیل والوں نے ضبط کر لیا۔ آج تک نہیں دیا۔ کیا قصور ہے وہ پھر سارے چھوڑ دیئے۔ کہنے لگے ان میں مجرم کوئی نہیں ہے۔ جرم کیا ہے بھائی آپ کے سیاسی مخالف ہیں۔ اب ہم دہشت گرد ہو گئے جب آپ ہمیں وزارتیں دیتے تھے۔ اس وقت محب وطن تھے۔ آج لے لیں تو محب وطن ہوں گے اگر ولی خان والے افراد کل تک آپ ان کو محب وطن کہتے تھے۔ آج آپ کے خلاف ہیں دہشت گرد ہیں۔ دہشت گردی کے یہ ضابطے ہم نہیں مانتے الذوالفقار کے بارے میں جو بات ثابت ہو چکی ہے۔ میں اس کی تائید کرتا ہوں اور میں آپ سے کہتا ہوں آپ کے حوصلے کی داد دیتا ہوں۔ دو سال تک آپ نے صبر کیا آپ قدم آگے بڑھائیں ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ لیکن اپنے مخالفین کے ساتھ جو رویہ آپ نے اپنایا ہوا ہے۔ اس ملک میں آج یہ جے سالک صاحب وہ بے چارے تنہا Under Pressure ہو کر پریشان ہو گئے ہیں۔ ورنہ ہمیں پوچھیئے اس وقت سینکڑوں ساتھی جیلوں کی زینت بنے ہوئے ہیں۔ بیڑیاں پہنی ہوئیں ہیں، ہتھکڑیاں پہنی ہوئیں ہیں۔ کون سا مقدمہ ہے جو ہمارے اوپر لاگو نہیں کرتے ہو۔ بے گناہوں کو پولیس سے پٹواتے ہو۔ آج ماؤں، بہنوں کی توہین پولیس سے کرواتے ہو اور پھر دہشت گرد بھی کہتے ہو۔ اس دہشت گردی کے لیبل کو ہم نہیں مانتے۔ اگر آزادی کے لیے حقوق کے لیے اپنے حقوق کے تحفظ کے لیے جدوجہد اور آپ کے سامنے سیسہ پلائی دیوار بن کر ڈٹ جانا یہ دہشت گردی ہے تو ہم سب سے بڑے دہشت گرد ہیں ہم اقرار کرتے ہیں۔ پھر ہم دہشت گرد ہیں۔ اس لیے میں واضح طور پر کہنا چاہتا ہوں الذوالفقار کے مسئلہ پر ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ پوری قوم آپ کے ساتھ ہے، لیکن شرط یہ ہے۔ آپ آگے تو چلیں عدالتوں میں تو آئیں۔ لیکن عدالتوں کو کیا کہیں جو صحیح عدالتیں بعض

Scanned with CamScanner

اب ان کے بغیر ایک سپیڈی کورٹ بنائی ہے۔ میں یہاں کھڑے ہو کر کہتا ہوں یہ سپیڈی کورٹ یہ خصوصی عدالتیں یہ آزاد عدالتیں نہیں ہیں۔ یہ آپ کے اشاروں پر چلتی ہیں۔ میرے پاس پروف ہیں۔ میرے جھنگ کا چیئرمین مدعی بیٹھ گئے گواہ بیٹھ گئے، لیکن پھر بھی جج نے 5 سال سزا دے دی۔ کہتا ہے میں مجبور ہوں سزا دینے پر یہ کیا ہو رہا ہے؟ آپ نے اپنے ماتحت اپنے اختیارات میں اپنے مخالفین کو کچلنے کے لیے عدالتیں بنا رکھیں ہیں اور پولیس کو وہ اختیار دیا ہے۔ پولیس کا ایک سارجنٹ میرا راستہ روکتا ہے۔ یہ پورا سیلاب کا دور گزر گیا کیا کچھ نہیں ہمارے ساتھ ہو رہا۔

جناب والا:۔

باز آیئے ورنہ ٹھیک ہے۔ آج آپ کے پاس کرسی ہے۔ ہمیشہ تو نہیں رہے گی۔ لیکن اتنا ضرور کہتا ہوں اللہ کے فضل سے عوام کے تعاون سے ہم آج بھی یہ پاور رکھتے ہیں۔ ہم جہاں چاہیں تمہارا داخلہ بند کر سکتے ہیں۔ اس لیے انسان بنو۔ جیو اور جینے دو۔ یہ کیا ظلم شروع کر رکھا ہے۔ یہ ہمارے دل کی آواز ہے۔ مار مار کر لوگوں کا برا حال کر دیا ہے۔ جیلیں بھر کر رکھ دی ہیں اور پھر الزام دہشت گرد، اس لیے الذوالفقار کے مسئلے پر میں پھر کہتا ہوں ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ میں وزیراعلی وائیں کے بیان کو اسمبلی کے فورم پر چیلنج کرتا ہوں۔ لاؤ اسمبلی کے اندر کمیٹی بناؤ ہم تمہیں وہ بچے دکھاتے ہیں۔ وہ جیل کے اندر قیدی دکھاتے ہیں۔

سپیکر:۔ مولانا اعظم طارق صاحب آپ کے پاس 2 منٹ ہیں Wind Up کریں۔

شکریہ جناب سپیکر:۔

مولانا:۔ میرے بعد کس کو لائیں گے۔ ابھی تو ٹائم ختم ہو رہا ہے۔ سن لو کڑوی کڑوی کوئی کوئی سناتا ہے۔

سپیکر:۔

آپ اپنی بات مکمل کریں مولانا۔ کڑوی کڑوی باتیں کوئی کوئی سناتا ہے۔ ہر

Scanned with CamScanner

ایک کے پاس جگرا نہیں ہوتا۔ دوسرا سال ہے۔ ایک پیسہ بھی گرانٹ کا نہیں مل رہا۔ ایک پیسہ کیوں نہیں مل رہا۔ مخالف جوہوں کیوں نہیں مل رہا۔ یہاں سے چلا گیا تو چار مہینے سے لاہور میں پڑا ہوا ہے۔ جو کام شروع تھے وہ روک دیئے گئے ہیں۔ لیکن ان باتوں سے موقف نہیں چھوڑے جا سکتے دجل و فریب کو حقیقت نہیں کیا جا سکتا ہے۔ ظلم کو رحم نہیں کیا جا سکتا بے انصافی کو عدل نہیں کہا جا سکتا۔ میں پیشکش کرتا ہوں۔ میں کل کو اسی اسمبلی میں وہ کیسٹ پیش کرتا ہوں۔ دس دس سال کے بچے ان کے جسم میں مرچیں' میڈیکل سرٹیفکیٹ مل گئے ہیں۔ ایک مہینے کے بعد میڈیکل سرٹیفکیٹ بنائے۔ انہوں نے کہا کہ اس لڑکے کو 100 ڈنڈا مارا گیا۔ اس کو دو گھنٹے الٹا لٹکایا گیا۔ کیوں یہ کیا ظلم ہو رہا ہے۔ اس لیے کہ جھنگ میں ہم نے آپ کو شکست دے دی ہے۔ تم ظلم کر لو۔ پورے پنجاب میں تمہیں شکست دی جائے گی۔ اس لیے وقت آنے والا ہے۔ دور نہیں کاموں کی میں دیکھ لیں گئے۔ انشاء اللہ العزیز کیا بھاؤ بکتی ہے۔ شکریہ۔

○ ○ ○

Scanned with CamScanner

موضوع: سیلاب کی تباہ کاریاں

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

جناب سپیکر:-

سیلاب کے مسئلہ پر اس ایوان میں جس سنجیدگی کے ساتھ اس مسئلے کو لے کر اس پر حقیقت پسندانہ گفتگو ہونی چاہئے مجھ انتہائی دکھ ہے۔ سوائے ایک دوسرے پر ذاتی حملے کرنے کے اور ایک دوسرے کو بدنام کرنے کے سیلاب کی صورت حال عوام کی زبوں حالی لوگوں کے مدد کرنے کے لیے کوئی معقول طریقہ سے ہم لوگ آج یہاں تک پہنچ گئے ہیں کہ گفتگو کرنے سے بھی قاصر ہیں۔ ہر شخص کی طرح میں ایک ذاتی رائے رکھتا ہوں۔ وہ صرف جھنگ میں بیٹھ کر یا کسی دور جگہ سے دوربین لگا کر معائنہ کر کے نہیں بلکہ اللہ کے فضل سے لوگ جانتے ہیں کہ ہم نے اول روز سے جہلم سے لے کر مظفر گڑھ تک اس سیلاب کو جتنا قریب سے دیکھا ہے اور اس موقع پر اپنی عوام کی جتنی اللہ تعالیٰ نے ہمیں خدمت کرنے کی توفیق دی۔ میں اس پر اللہ کا شکر گزار ہوں اور میں چیلنج کر کے کہہ سکتا ہوں کہ میں اور میری جماعت سپاہ صحابہؓ نے بعض ایسے علاقوں میں اس انداز سے کام کیا ہے کہ خود فوج اور خود آزاد ادارے اس کو تسلیم کرتے ہیں کہ اگر کوئی ایم۔این۔اے ایسا لایا جائے جس نے پانی کی خونی موجوں میں کود کر کرائے پر کشتیاں حاصل کر کے چھ چھ میل پیدل پانی میں سفر کر کے اپنے ان بھائیوں تک خوراک پہنچائی ہو۔ درختوں پر بیٹھے ہوئے لوگوں کو اتارا ہو۔ یہ ایک لمبی تفصیل ہے۔ سیلاب کے عنوان پر میں ایک رائے رکھتا ہوں کہ یہ سیلاب آیا نہیں ہے یہ سیلاب لایا گیا ہے۔ یہ سیلاب قدرتی آفت نہیں ہے۔ میں اس کو اس لیے قدرتی آفت نہیں مانتا میں آزادانہ رائے رکھتا ہوں یہ قدرتی آفت نہیں ہے۔ یہ ایک حکومتی غفلت یا پھر حکومتی سازش کا نتیجہ ہے۔ آج یہ کہا جاتا ہے کہ جناب

Scanned with CamScanner

بارشیں ہوئیں یہ بارشیں صرف آزاد کشمیر میں ہوئیں۔ یہ بارشیں پاکستان میں نہیں ہوئیں یہ بارشیں جہلم میں نہیں ہوئیں اور پھر حوالہ دیا جاتا ہے۔ 1929ء کا جس دور میں آپ کے پاس نیا نظام نہیں تھا۔ اس دور میں آپ یہ چاہتے ہیں کہ آپ 1929ء میں واپس چلے جائیں۔ آپ کو محکمہ موسمیات نے قبل ازوقت آگاہ کیا۔ یہ بحث تو جہلم کے اس منگلا ڈیم کے اوپر بیٹھ کر ہونی چاہئے کہ وہ لوگ بتلائیں گے کہ تین روز پہلے دریائے جہلم کو بند کر دیا گیا اور پانی کو سٹور کر دیا گیا۔ پیچھے سے بارشیں ہو رہی ہیں۔ جو قطرہ آزاد کشمیر کے پہاڑوں پر اترتا ہے۔ وہ 72 گھنٹے میں منگلا ڈیم تک پہنچا ہے اور یہ جو بارشیں ہوتی رہیں۔ آخر ادارے خبردار کرتے رہے۔ جب معلوم تھا کہ بارشیں اتنی تیزی سے ہو رہی ہیں تو پہلے ہی پانی کو بند کیوں کر لیا گیا۔ پہلے ہی دو تین گیٹ کھلے رکھ دیئے جاتے۔ جیسے جیسے پانی کا ریلا آتا جاتا۔ وہ آگے چلتا جاتا اس طرح سیلاب کی کوئی کیفیت نہ ہوتی۔ میں کہتا ہوں اسی بات پر بحث کر لی جائے کیا دس لاکھ کیوسک سے اوپر پانی یک لخت آسمان سے ٹوٹ پڑا ہرگز ایسا نہیں ہے۔ کوئی چاہے تو میرے ساتھ اس بات پر مباحثہ کر لے میں کہتا ہوں۔ یہاں بات کرنے کی بجائے آپ آئیں ٹی - وی پر ریڈیو پر ہمارے ساتھ بات کریں اور عوام پر فیصلہ چھوڑ دیں۔ ہم اپنا موقف پیش کرتے ہیں۔ آپ اپنا موقف پیش کریں۔ اگر عوام کہے کہ سیلاب لایا گیا' سیلاب حکومت کی سازش غفلت کا نتیجہ ہے تو آپ کو جان لینا چاہئے کہ یہ غلطی آپ سے سرزد ہوئی ہے۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ یہ پانی کو سٹور کرنا پانی کو روکتے چلے جانا اور یہاں تک کہ جب ڈپٹی کمشنر اور ایس - پی جہلم کو معلوم ہوتا ہے۔ وہ اپنے بچوں کو محفوظ مقام پر لے گئے کیا قصور ہے۔ اس عوام کا کیا جرم ہے اس عوام کا کہ اسے مطلع نہیں کیا گیا۔ اس کو جب رات بارہ بجے کے قریب ہوئے لوگ سو رہے ہیں۔

پھر ڈیم کا پانی خطرناک نشان سے اوپر چلا گیا۔ آپ نے لوگوں کو مطلع بھی نہیں کیا۔ اب اگر آپ پانی چھوڑنا چاہتے تھے کوئی سائرن بجا دیتے۔ کوئی خطرے کا

Scanned with CamScanner

الارم دے دیتے۔ عوام کی آگاہی کے لیے کوئی تو کام کر دیتے۔ تاکہ لوگوں کو پتہ چل جاتا یا دو چار گھنٹے اور صبر کر لیتے۔ نہیں تو ایک طریقہ کار یہ بھی ہے۔ آپ اس کا ایک دروازہ کھول دیں، دو گیٹ کھول دیں، تین گیٹ کھول دیں۔ یک لخت رات کے بارہ بجے جب مخلوق خدا سوئی ہوئی ہے۔ سارے کے سارے گیٹ کھول دینا اور عوام کو پانی کی زد میں مبتلا کر دینا۔ اس کو یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ قدرتی آفت ہے۔ یہ قدرتی آفت نہیں ہے۔ یہ آپ کی غفلت سازش کا نتیجہ ہے۔ آپ چاہتے تھے حکومت چاہتی تھی۔ کہ عوام کا رجحان بدل دیا جائے عوام پر جب سیلاب آئے ہمارے پاس وسائل ہوں گے۔ ہمارے پاس ہیلی کاپٹر ہوں گے۔ ہمارے پاس دیگر چیزیں ہوں گی اپوزیشن کے پاس کچھ نہیں ہوگا۔ ہم ایک ایک جگہ جا کر ڈھونگ رچائیں گے۔ اپوزیشن کے پاس جب کچھ نہیں ہوگا۔ اس کو بدنام کرنے کا موقع مل جائے گا۔ جس عوام کے سر پر ہاتھ رکھ کر خدمت کا نام نہاد پھلیرا لہرانے کا موقع مل جائے گا۔ آج یہ کہا جاتا ہے اپوزیشن نے کیا کردار ادا کیا۔ میں بھی اپوزیشن سے تعلق رکھتا ہوں۔ آؤ میرے ضلع میں پوری گورنمنٹ ایک طرف میں اور میری جماعت ایک طرف تم آ کر لوگوں کو پوچھو کہ کس نے عوام کی خدمت کی ہے۔ آپ لوگ دس دس ٹرک لے کر گئے۔ جب دو دو فٹ پانی آیا تو وزیر موصوف واپس چلے آئے۔ بتلاؤ پھر 5' 5 ٹرک لے کر تین تین فٹ پانی کو کراس کر کے واسو و اسطانہ میں کون پہنچا' روڈ و سلطان میں کون پہنچا' اٹھارہ ہزاری میں کون پہنچا' پنڈ دادنخاں میں کون پہنچا' جہلم میں کون پہنچا' بھیرہ میں کون گیا ہے' ملکوال میں کون گیا ہے۔ کس سے عوام نے کہا کہ تم ہو آپ نے حکومت کا پیسہ نہ صرف یہ کہ بے دریغ اپنوں پر خرچ کیا۔ بلکہ نوبت یہاں تک آئی کہ اگر کسی نے ٹرک بھر کر کوئی سامان بھیجا۔ ان لوڈ کرا لیا گیا' مجسٹریٹ ان لوڈ کرا لیتا ہے' ڈپٹی کمشنر ان لوڈ کراتا ہے۔ زبردستی لوگوں سے پیسے وصول کیے گئے اور وہ پیسے وہ سامان ان لوڈ کرا کہ مسلم لیگ کی اس کے اوپر مہر لگا کر پھر کہتے ہیں۔ یہ تو مسلم لیگ دے رہی ہے یہ تو حکومت دے رہی ہے۔ میں اس بات پر گواہ ہوں۔

جب سیلاب آیا میں نے اپنے ضلع کے ڈپٹی کمشنر سے کہا لوگ ڈوب رہے ہیں۔ آپ ہمیں کشتیاں دیجئے۔ ہم کشتیاں لے کر لوگوں تک کھانا پہنچاتے ہیں۔ ہم لوگوں کو سامان رصد پہنچاتے ہیں۔ ہم درختوں پر بیٹھے لوگوں کو اتارتے ہیں۔ کہا جی آپ کو سامان نہیں مل سکتا۔ میری تحریک استحقاق آئی ہوئی ہے۔ جس روز وزیراعظم صاحب جھنگ جا رہے تھے۔ اس روز میں ڈپٹی کمشنر کو ملنے کے لیے گیا تو دو ٹکے کے ایک سارجنٹ نے مجھے روک لیا۔ کہا جی آپ کی گاڑی اندر نہیں جا سکتی۔ میں نے کہا کہ کیوں نہیں جا سکتی۔ کہا اندر سرکاری گاڑی جا سکتی ہے۔ میں نے دکھایا کہ وہ شکست خوردہ انسان جو میرے مقابلے میں شکست کھا گیا ہے۔ اس کی پرائیویٹ گاڑی وہاں کھڑی ہوئی ہے۔ آپ مجھے کیسے روک رہے ہیں؟ اور دوسرے دن پتہ چلا کہ مجھ پر مقدمہ قائم کر دیا گیا کہ وزیراعظم Breifing دے رہے تھے۔ اعظم طارق مسلح گن مینوں کے ساتھ وہاں چلا گیا۔ جبکہ وزیراعظم ابھی طیارے سے نہیں اترے۔ آپ ایک طرف کہتے ہیں تعاون کریں جو اپوزیشن نے تعاون نہیں کیا وہ ان کے سر جنہوں نے تعاون کیا۔ عوام کی خدمت کی آپ نے اس تعاون کا کیا صلہ دیا۔ آپ نے اس تعاون کے بدلے میں ہمیں کیا دیا۔ نتیجہ یہی دیا آپ نے مووی کے انتظار میں آؤ اگر کسی کو ثبوت چاہیئے میں تمہیں جھنگ میں پروف دیتا ہوں کہ تمہارے ذمہ دار افراد نے حکومت کا سامان ہاتھوں میں لے کر مووی بنائی وہی سامان واپس کیمپ میں آ گیا۔ وزیراعظم جب جھنگ میں آئے ایک جناب بہت بڑی دکان سجا دی گئی۔ گھی کے ڈبے ہیں بوریاں ہیں۔ میں نے کہا کہ آج تو قوم کے گھر بھر جائیں گے۔ لیکن کیا ہوا وزیراعظم نے بیان دینا اور تقریر کرنا بھی پسند نہ کی۔ وہ واپس آئے سارا سامان ٹرکوں پر لادھا اور واپس بازار میں آ گیا۔ یہ ڈرامہ بازیاں ہوئیں۔ آؤ پوچھو آج یہ فیصلہ عوام سے لو کہ خدمت کس نے کی ہے۔ مذاق کس نے کیا ہے۔ پھر دورے شروع کر دیئے گئے اور دورہ کیا ہے؟ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ پوری ڈویژن کی انتظامیہ تیاری کر رہی ہے۔ ہیلی پیڈ پر وزیراعظم صاحب تشریف لا رہے ہیں۔ استقبال ہو رہا جیسے انڈیا کو فتح کر کے آ

Scanned with CamScanner

رہے ہیں یہ انڈیا کے فاتح آ رہے ہیں۔ استقبال ہو رہا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہاں ہیں جناب ایس - ایچ۔ او صاحب وزیراعظم کا استقبال ہو رہا ہے۔ ڈی - ایس - پی صاحب کہاں ہیں۔ جی وزیراعظم صاحب کا استقبال ہو رہا ہے۔ ڈی - سی صاحب کہاں ہے۔ وزیراعظم کا استقبال ہو رہا ہے اور خدا کے بند و قوم مر رہی ہے۔ ان کے پاس کشتیاں لے کر جانے والا کوئی نہیں خوراک لے کر جانے والا کوئی نہیں۔ تمہیں اس موقع پر بھی استقبال کی پڑی ہوئی ہے اور ساری گورنمنٹ کو ساری انتظامیہ کو آپ نے وقف کر دیا۔ صرف اس لیے کہ وہ آپ کا استقبال کرے۔ آپ کی ویڈیو بنائے آؤ میں پروف دیتا ہوں کہ وزیراعظم صاحب جب جھنگ میں گئے اور انہوں نے جن لوگوں کو آٹا تقسیم کرتا تھا۔ ان میں سے ایک بھی مستحق نہیں تھا۔ وہ سارے کے سارے ضلع کونسل کے بیل دار تھے۔ یہ فراڈ یہ دھوکہ اب نہیں چلے گا۔ یہ بات قوم پوچھنا چاہتی ہے۔ یہ ڈیم بھرا کیوں گیا۔ پانی روکا کیوں گیا۔ دریا کا پانی روک کر گیٹ بند کر کے ڈیم کو بھرتے چلے گئے۔ پھر رلت کو چھوڑ دیتے ہیں۔ جتنے لوگ شہید ہوئے جتنی املاک ضائع ہوئیں۔ میں حکمرانوں کو ان کا قاتل سمجھتا ہوں۔ اس لیے اس میں کوئی شک نہیں کیا ہوگا جو رہا ہے۔ وہی ہوگا کوئی نئی بات نہیں ہوگی۔ جھوٹے مقدمات میں ملوث کرتے ہو۔ ہزار دفعہ کر دو۔ ہماری جانے بلا کیا دیا ہے۔ میں جس روز سے ایم-این-اے بنا ہوں ایک پیسہ بھی گرانٹ کا نہیں دیا گیا۔ یہ تمہاری انتقامی کارروائیاں دنیا جانتی ہے۔ جو اور کر سکتے ہو کرو لیکن صدائے حق سے نہ باز آ سکتے ہیں۔ نہ تمہارے ظلم و جبر کو ہم انصاف کہہ سکتے ہیں۔ نہ تمہاری اسلام دشمنی پر پردہ ڈال سکتے ہیں۔

جناب محترم :-

اس موقع پر آج یہ کہا جاتا ہے کہ ہم نے سیلاب کے بعد حکام کے دورہ جات اس کی تفصیلات جیسا کہ میں نے عرض کیں ہیں۔ یہ سب کے سامنے ہیں۔ اب ایسے بھی واقعات پیش آئے پچھلے ہفتے کی بات ہے۔ میں اسمبلی کے فورم پر کہہ رہا ہوں وزیراعلیٰ کی خبر آئی ٹی۔ وی میں کہ وزیراعلیٰ پنڈ دادنخاں گئے تو میں

Scanned with CamScanner

چیلنج کرتا ہوں وزیراعلیٰ اس دن پنڈ دادنخان گئے ہی نہیں اور جناب خبر آ رہی ہے۔ جناب پنڈ دادنخان گئے تو آپ خبریں بنائیں۔ خبریں بنانے سے قوم کی مصیبتیں دور نہیں ہوا کرتیں۔ سپیکر : (مولانا صاحب آپ کے دو منٹ باقی ہیں) مولانا :۔ جی میرے دو منٹ نہیں۔ آپ گھڑی دیکھئے۔ میرے پانچ منٹ باقی ہیں۔

جناب والا :۔

میں یہ رائے ایماندارانہ طور پر۔ میں تین مرتبہ جہلم میں جا چکا ہوں۔ آپ جہلم والوں سے ہی شروع کر لیجئے۔ عوام سے پوچھ لیجئے۔ پانی روک کر چھوڑا گیا ہے یا اچانک پانی آ گیا تھا۔ اگر عوام کہہ دے کہ پانی اچانک آیا تھا۔ اعظم طارق اسمبلی کی رکنیت چھوڑ دے گا اور اگر عوام کہے پانی کو سٹور کر کے روکا گیا ہے۔ پھر اس کو قدرتی آفت کہنا یہ قدرت کے اوپر الزام لگا کر اپنے دامن سے داغ کو دھونے کے مترادف ہے۔

جناب سپیکر :۔

اب میں یہ کہنا چاہتا ہوں۔ سب سے پہلے یہ قومی حادثہ ہے یہ قومی سانحہ ہے۔ سپریم کورٹ کے آزاد ججوں پر مشتمل ایک آزاد بنچ تشکیل دیا جائے وہ اس بات کی تحقیقات کرے کون تھے وہ لوگ جو اس سازش میں ملوث ہیں۔ آخر وہاں کی پولیس اور انتظامیہ کو 12 گھنٹے پہلے خبر ہو گئی۔ عوام کو خبر کیوں نہ ہوئی دوسرے جتنے نقصانات ہوئے سب سے پہلا مسئلہ یہ ہے جو زمین بنجر ہو گئی' ویران ہو گئیں' اب وہاں نئی فصل کی آبپائی ہے۔ نئی فصل کی آبپائی کے لیے لوگوں کے پاس کچھ نہیں ہے۔ ان کا اثاثہ سیلاب کے پانی کی نظر ہو چکا ہے۔ لہٰذا فوری طور پر تمام کسانوں کو ایک سال کے لیے بلاسود قرضے دیئے جائیں' ان کو بیج فراہم کیا جائے' انہیں فوری طور پر کھاد فراہم کی جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں اس بات کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ مکان ٹوٹ گئے' شہروں کے شہر بہہ گئے اور پورے کے

Scanned with CamScanner

پورے قصبات کے نشان ختم ہو گئے' لوگوں نے مکان تعمیر کرنے ہیں تو سیمنٹ غائب ہو گیا۔ سیمنٹ ملتا ہی نہیں ہے۔ چاہئے تو یہ تھا کہ سیمنٹ کی فراوانی ہوتی کم ازکم حکام بالا ارباب دست کشاء میں ان سے اپیل کروں گا وہ مخصوص علاقوں میں اگر سیمنٹ اپنی اصلی قیمت پر فروخت کر دیں تو ان کا قوم کے اوپر بہت بڑا احسان ہو گا۔ اس کے بعد میں یہ کہنا چاہتا ہوں۔

نقطہ اعتراض :- جناب اقبال مہدی صاحب

شکریہ جناب سپیکر اس بھری مجلس میں کوئی ایک ایم-این-اے نکل آیا ہے۔ میں نے کہا کہ جاؤ کوئی میرے جیسا ایم-این-اے لاؤ کہ جس نے جہلم سے لے کر مظفر گڑھ تک وہ پانی میں کودا ہو۔ جہلم سے لے کر مظفر گڑھ تک جو ایک ایک حلقے میں گیا ہو اور اس کے پاس حکومت کا پیسہ نہ ہو۔

(نقطہ اعتراض ٹوانہ صاحب)

سپیکر :-

مولانا صاحب ختم کریں۔

مولانا :

مجھے بولنے تو دیں۔

جناب سپیکر :-

میں ٹوانہ صاحب کی بڑی قدر کرتا ہوں۔ شکریہ ممبران قومی اسمبلی۔ آپ ضرور تشریف لے گئے ہوں گے۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ میری طرح پانی میں کودا ہو اور تیرتا ہو اور کسی کو ابھی بھی شوق ہو۔ وہ میرے ساتھ پانی مین تیر کر دیکھ لے۔ اگر کوئی مجھ سے آگے بڑھ جائے ان ایم-اے-او میں تو میں کہہ دوں گا کہ انہوں نے مجھ سے زیادہ عوام کی خدمت کی ہے-میں نے جہلم سے لے کر مظفر گڑھ کی بات کی ہے۔

جناب والا :-

میں سلام عقیدت پیش کرتا ہوں جنہوں نے حکومت کی دی ہوئی کشتیوں

Scanned with CamScanner

اور حکومت کے پیسے کو استعمال کیا۔ آپ لوگوں کو تیرنا سیکھنا چاہئے تاکہ قوم کو ڈوبتے ہوئے بچانا بھی چاہئے۔ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کوئی بولنا چاہتا ہے تو میں بیٹھ جاتا ہوں۔ جی آپ نے ٹائم نوٹ کیا شکریہ جناب سپیکر۔ میں ایماندارانہ طور پر میں اب بھی کہتا ہوں خدانخواستہ اپوزیشن کی حیثیت سے باقی مخالفت برائے مخالفت جو دیکھا جو سمجھا جو ذہن میں آیا۔ میرا حق ہے کہ میں بغیر کسی خوف و خطرے کے اس ایوان میں بیان کروں۔ میں نے بغیر کسی خوف و خطرے کے بغیر سوچ سمجھے کی مثال چونکہ آپ کے ہاں قائم ہے۔ مجھے اس کے دہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔

تو جناب والا:۔

میں نے عرض کیا ہے۔ سیمنٹ خاص طور پر سیمنٹ بازاروں میں مفقود ہو چکا ہے۔ آپ سے عرض کروں گا کہ آپ اپوزیشن کے ساتھیوں کو ساتھ لیں تاکہ ایماندارانہ طریقے سے حق دار کو حق پہنچے اور کسی قسم کا غبن نہ ہو۔ جس کے اوپر عوام پریشان ہے۔ عوام محسوس کر رہی ہے اگر ایسا نہیں ہے تو مرضی آپ کی ہے۔ ہم نے تو آپ کی مدد کے بغیر' اللہ کے بھروسے پر جو ہم سے عوام کی خدمت ہو سکی ہم نے کی۔ شکریہ جناب سپیکر۔

○ ○ ○

Scanned with CamScanner

موضوع: اسمبلی کی اہمیت

جناب سپیکر صاحب :-

ہمارے اس معزز ایوان میں 14 نومبر کو جو کچھ ہوا۔ چاہے وہ ایوان کے اندر ہو یا ایوان سے باہر ہو وہ پارلیمانی تاریخ میں سیاہ باب کی حیثیت رکھتا ہے اور اس سے ہماری پوری قوم کے سر شرم اور ندامت سے اس انداز میں جھک گئے ہیں کہ ہم اپنا سر عزت اور احترام کے ساتھ اٹھا کر چلنے کے قابل نہیں رہے۔ یہ ہماری اپنی سوچ ہے کہ ہم کس انداز میں اپنے مخالفین کے ساتھ انتقامی کارروائیاں یا حکمرانوں کے سامنے اپنا احتجاج نوٹ کروانے کا اسلوب اور طریقہ اختیار کرتے ہیں

جناب والا :-

سب سے پہلے یہ بات بڑے دکھ سے کہنا پڑتی ہے۔ آج ہمیں اس بات کا احساس نہیں ہے کہ جس ہال کے اندر ہم بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس ہال اور ایوان کی کیا اہمیت ہے۔ آپ جانتے ہیں اس ایوان کی اہمیت یہ ہے کراچی سے لے کر کلفان کی چوٹیوں تک جس قدر بھی پاکستان کے نقشے پر عوام موجود ہے۔ ان سب کے نمائندے عوام کے ذریعے سے منتخب ہو کر یہاں آتے ہیں۔ یہ پورا پاکستان ہے' یہ پورے ملک کا نمائندہ ایوان ہے۔ اسی ایوان سے جو قانون جو آئین ترتیب دیا جاتا ہے۔ اسی قانون سے عدالتوں کو احترام حاصل ہے۔ اسی قانون کے ذریعے سے انتظامیہ کے پاس قوت نافذہ ہے۔ وہی قانون پورے ملک میں اختیارات کو بھی تقسیم کرتا ہے۔ وہی یہاں پر ترتیب پانے والا اور یہاں پر وجود میں آنے والا قانون پورے ملک میں لاگو ہوتا ہے۔ پورے ملک میں کوئی ایسی فورس اور شعبہ نہیں ہے جو اس ایوان میں مرتب ہونے والے قانون سے بالا تر ہو۔ لیکن کس قدر افسوس کی بات ہے کہ آج ایک S.H.O کے تھانے کی ویلیو Value اور اہمیت ہے اور ایک علاقے کے مجسٹریٹ کی اہمیت اور ویلیو Value ہے۔ یہاں پر جو قانون مرتب ہوتا ہے۔ احترام اس کو ترتیب دینے والوں کا نہیں ہے۔ بلکہ میں تو یہ کہتا

Scanned with CamScanner

ہوں کہ ہماری اس وقت مثال یہ ہو چکی ہے۔ کسی باپ کی لائق اولاد کو تو سلام کیا جائے۔ کسی باپ کی لائق اولاد کی تعریف تو کی جائے۔ لیکن اس باپ کی عزت و احترام کرنے کے لیے کوئی آدمی تیار نہ ہو یہ ایوان' اس ایوان کے ممبران پورے شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والے جتنے بھی زندگی کے شعبے ہیں۔ ان کے لیے ایک باپ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ایک والد اور ایک بڑے بھائی کی اہمیت رکھتے ہیں۔ لیکن ان کی اپنی عزت تو ہے' ان کا اپنا تو احترام ہے۔ لیکن یہاں پر جو ان کے والد اور بڑے بھائی کی حیثیت رکھتے ہیں ان کا کوئی احترام نہیں ہے۔ ان کا کوئی مقام اور ویلیو Value نہیں ہے۔ یہ بات حکومت کی طرف سے جو کچھ ہوا۔ سب سے پہلی بات ہم لوگوں نے پچھلے دور میں بھی اپوزیشن دیکھی اور آج بھی ہم اپوزیشن دیکھ رہے ہیں۔ مستقبل میں بھی وزارت عظمیٰ کے سہانے خواب نہ ہم دیکھ رہے ہیں۔ نہ ہمیں توقع ہے اور نہ ہمیں امید ہے۔ لیکن اتنی بات ضرور کہیں گے جو حقیقت ہے۔ جس سے بہرحال آگاہ ہونا چاہئے۔ ہم نے اس ایوان میں بیٹھ کر 14 نومبر کو جب یہاں غیر ملکی نمائندے بیٹھے ہوئے تھے اور یہاں فوج کے بڑے بڑے جرنیل تھے۔ اس دن کس چیز کا ہم نے مظاہرہ کیا۔ کیا احتجاج کا یہی طریقہ کار ہوتا ہے۔ ایسا احتجاج تو ہم سڑکوں پر بھی نہیں کرتے' ایسا احتجاج تو ہم روڈوں پر بھی نہیں کرتے۔ یہ انداز آج اگر آپ ٹیلی ویژن پر وہ ساری کی ساری فلم لگا کر دکھائیں کہ کس طرح ایک دوسرے کو پاؤں کی ٹھوکریں' ایک دوسرے کو دھکے' ایک دوسرے کو گھونسے' ایک دوسرے کو مکے' یہ کوئی ایوان تھا' یہ تو باکسنگ کا میدان تھا۔ یہ تو فٹ بال کا گراؤنڈ تھا۔ یہ ایوان جس کو ہمارے ملک میں ہی نہیں بلکہ پوری دنیا میں شرافت اور عزت کا مقام حاصل ہے۔ ہم نے اسے فٹ بال کا گراؤنڈ بنایا۔ ہم نے اسے بچوں کا کھیل بنایا اور ہم نے اس کے ساتھ وہ مذاق کیا۔ اب اگر اس مذاق کے نتیجے میں اس ملک میں اسمبلی کے وقار کو نقصان پہنچا اور یہ نظام تباہ و برباد ہوتا ہے۔ اب اگر جمہوریت اپنے انجام کو پہنچ جاتی ہے تو اس میں کسی کا کوئی قصور نہیں ہوگا۔ اس میں ہم سب کا قصور ہوگا' ہم ہی اس

Scanned with CamScanner

کے ذمہ دار ہوں گے، ہم ہی اس کے قصور وار ہوں گے کہ ہم اس قابل نہیں ہے کہ یہ ایوان چل سکتا اور ہم نے عملی طور پر یہ ثابت کر دیا کہ ہم ناقابل ہو چکے ہیں۔ آپ یہاں سے اٹھیں ہمیں باہر نکال دیجئے اور پوری دنیا کے لوگ کہتے کہ جو کچھ ہوا ہے ٹھیک ہوا ہے۔ ہر ملک کا سفیر بیٹھا ہوا تھا۔ وہ اپنی قوم کو بتلاتا کہ اب پاکستان کے نمائندے اس قابل نہیں کہ پاکستان کی سرزمین پر جمہوریت کو ایک قدم بھی چلایا جا سکتے۔

جناب والا:۔

جو کچھ ہوا یہاں پر جو کچھ کیا گیا ہے۔ یہ کبھی بھی کسی صورت میں اپوزیشن میں بیٹھ کر بھی ہم اس کی تعریف نہیں کر سکتے۔ ہم اسے قدر کی نگاہ سے نہیں دیکھ سکتے۔ لیکن جناب والا سوال یہ ہے کہ وہ شواہد وہ وجوہات وہ اسباب کیا تھے کہ ممبر اسمبلی کو اسمبلی کے اندر اس حد تک احتجاج کرنے پر مجبور کر دیا گیا۔ ایک قومی اسمبلی کے ممبر کو اسمبلی میں آکر اس حد تک مجبور کر دیا گیا کہ وہ اپنی عظمت کا علم ہونے کے باوجود وہ اس نوبت تک پہنچا۔ وہ اس احتجاج تک پہنچا کہ اسے یہاں نعرے بازی کرنا پڑی۔ بات یہ ہے کہ بدقسمتی سے جو لوگ عوام سے نکل کر حکومت کے راج محلوں میں چلے جاتے ہیں۔ ان کی آنکھیں ایسی بند ہو جاتیں ہیں، ان کے کان بند ہو جاتے ہیں، ان کی سوچ سمجھ کے زاویے اس قدر مفلوج ہو جاتے ہیں۔ پھر مظلوم کی آواز ان تک نہیں پہنچتی ہے۔ کسی پر ظلم ہوتا ہوا انہیں نظر نہیں آتا، حق و صداقت کی بات انہیں سمجھ میں نہیں آتی۔ جب بات یہاں تک ہوتی ہے تو مایوسی ہوتی ہے۔ پھر مایوس آدمی اپنی آواز پہنچانے کے لیے اگر ایک حکومت ایک حکمران معمولی سے احتجاج پر کان نہ دھرے اور اگر وہ تھوڑی سی بات پر توجہ دے معمولی سے مسئلے کو مل کر حل کرنے کے لیے عملی طور پر قدم آگے بڑھائے تو وہ مسئلہ وہی پر ختم ہو جاتا ہے۔ یہ کوئی بات نہیں ایک چھوٹا سا بچہ ہے۔ آج وہ اپنے باپ سے چھوٹی سی سفارش کرتا ہے۔ آپ اس کا مطالبہ پورا کر دیتے ہیں اس کا احتجاج ختم ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر آپ اس کی بات نہیں مانتے

Scanned with CamScanner

وہ کل اس کے ساتھ رونا بھی شروع کر دے گا۔ آپ اس کے رونے پر بھی توجہ نہیں دیں گے، وہ اگلے دن کوئی نہ کوئی برتن توڑ کر اپنا احتجاج پورا کرائے گا۔ آپ نے برتن توڑنے پر بھی اس کا احتجاج نہیں سنا۔ وہ آگے چل کر ماں کی بے عزتی پر بھی تیار ہو جائے گا۔ ماں کی بے عزتی پر بھی اس کا احتجاج نہیں سنا گیا۔ وہ آگے چل کر باپ کی داڑھی بھی پکڑ سکتا ہے۔ اگر اپوزیشن اور مخالف جماعتوں کے چھوٹے چھوٹے مسائل پر پہلے سے توجہ دے لی جاتی تو آج آپ کی داڑھیاں نہ نوچی جاتیں۔ آج اس ایوان میں یہ انداز کبھی نہ اختیار کیا جاتا اور دوسری بات

جناب والا:-

یہ راستہ دکھایا کس نے ہے؟ آپ ہی کا دکھایا ہوا راستہ ہے۔ لیکن بدقسمتی یہ ہے۔ ہم ایک دوسرے کے غلط دکھائے ہوئے راستے پر چلنے کے لیے بڑی تیزی سے دوڑتے ہیں۔ مجھے یاد ہے۔ پچھلے دور میں جب ہم یہاں تھے اور یہی حکومت کے لوگ ان کرسیوں پر تھے۔ یہاں پر خورشید شاہ صاحب کھڑے ہوا کرتے تھے۔ وہ کہتے تھے اگر ہم نے غلطیاں کیں ہیں بابا تم ہمارے ساتھ وہ سلوک کیوں کرتے ہو۔ ہم نے مانا کہ ہم نے غلطیاں کیں ہیں اور ان سے کہتے تھے۔ ہماری غلطیاں آپ نے کیوں اپنا لیں ہیں اور میں آج ان سے کہتا ہوں۔ کل والی غلطیاں جو ان حضرات نے کیں تھیں۔ وہ آپ نے کیوں اپنا لیں۔ ہم ایک دوسرے کی غلط باتوں کو اپنانے کے لیے بڑی تیزی کے ساتھ چلتے ہیں۔ لیکن ایک دوسرے کی صحیح بات کو اپنانے کے لیے تیار نہیں۔

جناب والا:-

اس ایوان میں جو کچھ کہا گیا اور جو کچھ اس ایوان میں ہمارے سامنے آیا۔ وہ تو پھر بظاہر سب کچھ ہونے کے باوجود ممبران اسمبلی کا ایک باہم اختلاف تھا ایم۔ این۔ اے تھے۔ قوم کے منتخب نمائندے تھے۔ چلو میں مان لیتا ہوں یہ بھی بدقسمتی ہے کہ اس کرسی سے سپیکر اور اسی طرح ہمارے ملک کے وزیراعظم، ہمارے صدر

صاحب' دوسرے جب بیان دیتے ہیں تو بجائے یہ کہنے کہ بڑی شرم کی بات ہے۔ بڑی ندامت کی بات ہے تو کہتے ہیں کہ یہ جمہوریت کا حصہ ہے۔ یعنی لڑنا جمہوریت کا حصہ ہے' یہ پارلیمنٹ کی روایات ہیں۔ کون سی پارلیمنٹ کی روایات لڑنا ہے' کون سی روایات عورتوں کی بے حرمتی کرنا ہے' کس پارلیمنٹ کی روایات' ان روایات کو اپنانا چاہتے ہیں۔ ہمیں شرم و ندامت والی باتوں کی مذمت کرنا چاہئے۔ کہیں ہم ایسی روایات کو باقی نہیں رکھنا چاہتے۔ ہمیں آپس میں ایک دوسرے کو یہ احساس دلانا چاہئے کہ قطعی طور پر یہ روایات ہماری نہیں ہے۔ اگر غلط روایات ہیں۔ ہم اسے ماننے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ ہم اپنے عیبوں پر پردہ ڈالنے کے لیے یہ کہیں کہ یہ جمہوریت ہے۔ یہ ایوان کی روایات ہیں۔ یہ ملکی روایات ہیں۔ ہم بجائے اس کہ یہ کیوں نہیں کہتے کہ یہ غلط چیز تھی۔ آئندہ اس کا اعادہ نہیں ہونا چاہئے۔ آئندہ ہم ایک مہذب طریقے سے ایک اعلیٰ طریقے سے اپنی بات کو پیش کرنے کا انداز ہمیں اپنانا چاہئے۔

تو جناب والا:۔

جو کچھ یہاں ہوا میں اس کی مذمت بھی کرتا ہوں۔ لیکن میں اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی کہتا ہوں۔ اس کے پیچھے وہ کون سے عوامل کارفرما تھے۔ ہماری حکومت کو یہ نہیں پتہ تھا کہ کل 14 تاریخ کو صدر مملکت نے خطاب کرنا ہے' کیا حکومت کو نہیں پتہ تھا کہ یہاں سفراء بیٹھے ہوں گے' کیا حکومت نہیں جانتی تھی کہ یہاں فورسس کے افسران بیٹھے ہوں گے' کیا حکومت کو نہیں پتہ تھا کہ کل ہم نے اپوزیشن کے ساتھ بیٹھنا ہے۔ کل اپوزیشن کے سامنے ایک دوسرے سے ہم کلام ہونا ہے۔ جب ہر چیز کا پتہ تھا تو پہلے سے اختلافات کی جلتی ہوئی آگ پر پٹرول ڈالنے کے لیے کسی بھی ممبر اسمبلی کے محترم قابل احترام بزرگ والد کو گرفتار کر کے اس کی جلتی ہوئی آگ پر پٹرول ڈالنے کا کیا جواز تھا۔ وہ اور بھڑک اٹھے غم و غصہ اور آ جائے۔ میں آپ سے عرض کرتا ہوں۔ اگر آپ کے والد محترم باحیات ہیں ابھی فون آ جائے کہ آپ کے والد محترم کی بے حرمتی کر دی گئی

Scanned with CamScanner

ہے' انہیں گرفتار کر لیا گیا ہے' ان کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے۔ آپ کرسی چھوڑ کر بھاگ جائیں گے۔ آپ یہاں سے اٹھیں گے۔ سب سے پہلے آپ وہاں کی خبر لیں گے اور پھر آپ کہیں گے ہوا کیسے؟ کس نے کیا؟ جرات کس کو ہوئی؟ اگر آپ کا اور آپ کے والد کا احترام ہے۔ آپ کا اور آپ کے متعلقین کا احترام ہے تو میاں شریف بھی کسی کے والد تھے۔ وہ بھی احترام کے قابل تھے۔ اگر وہ اتنے ہی گھناؤنے مجرم تھے۔ اگر اتنے ہی ناقابل معافی شخصیت تھے تو سوال یہ ہے کہ تین دن کے بعد بغیر ضمانت طلب کرنے کے بغیر درخواست دیئے برائے Application دیئے۔ آپ نے ہاتھ جوڑ کر رہا کیوں کر دیا ہے۔ یہ جو تین چار دن کا ڈرامہ تھا۔ آپ ثابت کریں کہ آپ کو کس نے اپیل کیا' کسی نے ضمانت کے لیے اپیل نہیں کیا۔ اگر اتنا معمولی کیس تھا کہ تین دن کی بعد ضمانت ہو جانا تھی۔ اتنا معمولی کیس تھا کہ تین دن کے بعد انہوں نے گھر چلے جانا تھا تو کیا تین دن کے لیے انہیں گرفتار کرنے کا یہی موقع تھا۔ جب صدر مملکت نے قوم سے خطاب کرنا تھا۔ یہ کون لوگ تھے؟ جو آپ کی صفوں میں گھسے ہوئے آپ سے وہ فیصلہ کروا رہے ہیں۔ آپ کے ذہنوں میں وہ بات ڈال رہے ہیں۔ آپ ممبران سینٹ پر فراڈ کے مقدمے قائم کیے جا رہے ہیں۔ یہ کون لوگ آپ کے اندر فراڈی بیٹھے ہوئے ہیں۔ جو آپ سے فراڈ کر رہے ہیں۔ ایسے لوگوں کو اپنی صفوں سے نکالیں ایسے لوگوں کو باہر کھینچیں۔ بہت خوب کہا۔ گیلانی صاحب نے اگر تلاش کرنے لگیں گئے ایک ایک نہیں آدھے ادھر سے مل جائیں گے۔ آدھے ادھر سے مل جائیں گے۔ اس طرح تو ہر ایک نے کچھ نہ کچھ کھایا ہے۔ ہر ایک کے پیٹ میں کچھ نہ کچھ اترا ہے۔ ہمارے مقدر میں ہر دور میں مار کھانا ہی لکھا ہے۔ جس طرح ہر ایک نے کھایا ہے۔

Scanned with CamScanner

جناب والا:۔

ظلم ہم نے بھی دیکھے ہیں۔ گیلانی صاحب ہم نے بھی اپنا دور دیکھا ہے۔ آپ جب وزیر اعظم تھے تو آپ بتلائیں آپ نے ہمارے ساتھ کیا کیا۔ یہی ہم آپ سے لڑا کرتے تھے۔ کسی کو کیا جرات کہ وہ ہماری جنگ میں مداخلت کرے۔ باہر والوں کو کیا جرات ہوئی کہ وہ آئے اور آ کر ایم۔این۔اے کو مارنا شروع کر دے۔ ہمارا یہ سوال ہے کہ ابھی جبکہ کوئی (President) صاحب کا خطاب نہیں ہے۔ آج میرا سیکرٹری تو اسمبلی میں نہیں آ سکتا۔ ہمارے ساتھ کوئی مہمان ہے۔ وہ تو اسمبلی میں نہیں آ سکتا۔ اس وقت تو ممبران قومی اسمبلی کے علاوہ کوئی بھی نہیں آ سکتا تھا۔ سینٹر کے لئے بڑی مشکلات تھیں۔ لیکن جو 250 M.P.A آدمی جوان گیلریوں میں بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ کس نے بھیجے۔ وہ کیسے آئے۔ اس کو لانے والے کون تھے؟ وہ کیسے آ پہنچے۔ کیا ان کی حیثیت ممبران اسمبلی سے بھی زیادہ تھی۔ کیا وہ سینٹر سے بھی زیادہ ویلیو Value رکھتے تھے۔ کیا وہ غیر ملکی سفیروں سے بھی زیادہ ویلیو Value رکھتے تھے۔ کیا وہ فورسس کے جرنیلوں سے بھی زیادہ عزت رکھتے تھے۔ کیا ان کی حیثیت وزراء اعلیٰ سے بھی زیادہ تھی۔ کیا وہ گورنروں سے بھی زیادہ حیثیت رکھتے تھے۔ جو یہاں لائے گئے اور پھر ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اختلاف اپنی جگہ پر ہے۔ یہاں سے جب ہم فارغ ہوئے تو وہ جناب وہاں سے چھلانگیں مارنے کے لئے تیار تھے۔ وہ نیچے آ کر گالیاں دے رہے تھے۔ جوتے دکھا رہے تھے۔ اگر آپ نے ممبران اسمبلی کو یہاں بلوا کر انہیں جوتے دکھوانا ہیں انہیں (Under Pressure) کرنا ہے۔ اور اگر آپ اس ایوان میں بھی ہمارا تحفظ نہیں کر سکتے۔ آپ چھوڑ دیجئے کرسی۔ ہم اپنا تحفظ کرنا بھی جانتے ہیں۔ اپنی عزت کروانا بھی جانتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ جو کچھ بھی پارلیمنٹ کے نیچے والی منزل میں ہوا اگر ملک کے کسی حصے میں ہوتا تو اب تک کیا ہوتا۔ اگر کسی عام آدمی کے ساتھ ہوتا جو راؤ قیصر سے ہوا ہے۔ یہی حال اگر ایک عام آدمی کے ساتھ ہو جائے تو کیا اس کے مارنے والے کے خلاف کیا کوئی کارروائی نہ ہوئی

Scanned with CamScanner

ہوتی۔ کیا چالان ہو کر وہ جیل میں نہ چلا گیا ہوتا۔ کیا آج اس کے خلاف مقدمے کی سماعت نہ ہو رہی ہوتی۔ اگر ہم اسمبلی سے باہر ہوتے تو کیا یہ سب کچھ ہوتا۔ اگر یہ سب کچھ اسمبلی کے اندر ہوا ہے۔ تو کچھ کیوں نہیں ہوا۔ وجہ کیا ہے؟ مجھے بتلاؤ حکومت بھی بتلائے کیا کوئی F.I.R کٹی ہے۔ کیا کسی آدمی کو اریسٹ کر کے حوالات میں بند کر دیا گیا ہے۔ کیا کوئی آدمی جیل میں چلا گیا ہے۔ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ اس ایوان میں آدمی اتنا بھی محفوظ نہیں ہے۔ جتنا آدمی چوکوں' چوراہوں اور گلیوں میں محفوظ ہے۔ اس ایوان میں وہ بھی قانون نہیں ہے۔ جو چوکوں' چوراہوں اور گلیوں میں ہے۔

جناب والا:-

اگر کوئی قانون ہے۔ آپ بے اختیار ہیں۔ تو پہلے ہمیں کہا جاتا تھا۔ کہ آپ اسلحہ لے کر نہ آئیں۔ میں تو کہتا ہوں کہ خدانخواستہ یہ تو میری خوش قسمتی ہے کہ میں نیچے نہیں گیا۔ مجھے علم نہیں تھا۔ اگر میں چلا جاتا تو مصدقہ اطلاع کے مطابق ہمارے مخالفین بھی آپ کے جیالوں کا روپ دھار کر یہاں آئے ہوئے تھے۔ اگر خدانخواستہ وہ کچھ کرتے تو یہاں گولی چل جاتی۔ میں تو جانتا ہوں کہ یہاں اپنا تحفظ آپ کرنا ہے۔ اپنی جان کی حفاظت آپ کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ حضرات کے سپرد جو کیا ہے۔ یہ ہماری بد اعمالیوں اور بدقسمتیوں کا نتیجہ ہے۔ لیکن ہم بہرحال اپنا تحفظ ضرور کر سکتے ہیں۔ اگر میرے ساتھ ایسا ہوتا تو لوگ دیکھتے کہ یہاں لاشیں تڑپتیں۔ میں گولی کے ساتھ ان کا مقابلہ کرتا۔ میں خالی ہاتھ یہاں اس لئے نہیں آتا کہ مجھے پتہ ہے۔ یہاں کبھی بھی کچھ ہو سکتا ہے۔ اس لئے باقی ممبران اسمبلی بھی ایسا کریں۔ میں تو سب سے یہی کہوں گا کہ اگر سپیکر صاحب کی طرف سے کچھ نہیں ہوتا۔ اگر وزارت داخلہ کا قانون اس دائرے میں نہیں چلتا تو پھر آپ ہمیں لائسنس (Provide) کیجئے کہ جب ہم ہال میں داخل ہوں تو ہمارے ہاتھوں میں کلاشن کو فیں دے دیا کریں۔ جب ہم واپس جائیں تو واپس لے لی جائیں۔ پھر ہم جانیں اور وزارت داخلہ جانے۔

Scanned with CamScanner

جناب والا:-

یہ کوئی معمولی کیس نہیں۔ غیر ایم این اے بلائے ہوئے لوگ پھر کیا وہ اچانک آ گئے۔ وہ زبردستی آ گئے اگر وہ زبردستی آ گئے تو ہمارے لوگ کیوں زبردستی نہ آ گئے۔ وہ کس مقصد کے لئے بلائے گئے تھے۔ 250 افراد جو یہاں بلا کر جمع کئے تھے۔ بغیر مقصد کے سمجھ نہیں آتے۔ آپ اس بات کی تحقیق کیجئے۔ کہ کون ہیں وہ لوگ جنہوں نے سپیکر، ڈپٹی سپیکر، کو اعتماد میں لئے بغیر 250 افراد کو گیلریوں میں بٹھایا جب آپ ایک آدمی پر اتنی نوازشات کرتے ہیں۔ اسے گلی سے اٹھا کر اسے گھر سے بلا کر اسمبلی میں بٹھاتے ہیں۔ اس کا کوئی مقصد تو ہوگا؟ مقصد تالی بجانا تو نہیں ہے۔ مقصد تعریف کرنا تو نہیں ہے۔ لازما اس کا مقصد ہو گا کہ آپ نے ہمارا اشارہ ابرو کو دیکھنا ہے اور بالکل یہ بات صحیح ہے۔ اگر خوانخواستہ کوئی اور بات ہوتی وہ اوپر سے چھلانگیں لگاتے۔ یہاں ساری دنیا دیکھتی۔ یہاں ایم۔این۔اے کی اسی ہال میں پٹائی ہوتی۔ اگر اس ہال میں یہ سب کچھ ہوتا تو اسی وقت اسی لمحے اس جمہوریت کا خانہ خراب ہو گیا ہوتا۔

جناب والا:-

وہ لوگ آئے ہیں۔ کوئی F.I.R نہیں۔ ان کے خلاف کوئی قانون حرکت میں نہیں۔ پھر ان کی جرات دیکھئے وہ بازاری عورتیں باہر جا کر کہتیں ہیں کہ ہمیں تو موقع ہی نہیں ملا۔ ورنہ ہم اس سے بھی زیادہ کرتیں۔ وہ اپنے جرم کا اقرار کر رہے ہیں۔ اور آپ ان کو پکڑنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ وہ اپنے جرم پر فخر کر رہے ہیں۔ اور میں کہتا ہوں کہ آپ کے پاس اتنا بہترین موقع تھا۔ جو کچھ اسمبلی میں ہو گیا تھا۔ احتجاج تھا۔ سب کچھ تھا۔ لیکن گیند آپ کے کورٹ میں تھی۔ آپ زیادتی اسے کہہ سکتے ہیں۔ لیکن اس کے بعد جو کچھ ہوا اس نے پانسہ پلٹ دیا۔ اس میں پہلی بات احتجاج والی ختم ہو گئی۔ اب تو ایک ہی بات رہ گئی کہ ممبران قومی اسمبلی کے ساتھ غیر ممبران نے کیا کیا۔

جناب والا:-

یہ وہ ایوان ہے جس سے ہمیں توقعات ہیں پوری قوم کو توقعات ہیں۔ کراچی میں اگر کوئی مظلوم مرتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ اس ایوان میں میرے تحفظ کی آواز اٹھے گی۔ لیکن اگر ایوان میں خون ہو۔ تو بڑا خوب مصرع کسی نے کہا ہے۔

چوں کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

اگر کعبے سے کفر اٹھنا شروع ہو جائے کعبے سے کفر پھیلنا شروع ہو جائے تو مسلمان کہاں جائیں۔ اگر اسی ایوان سے اسی مرکزیت سے لاقانونیت کا دور دورہ ہو جائے۔ لاقانونیت شروع ہو جائے یہاں پر کسی کا احترام نہ ہو یہاں پر کسی کا تحفظ نہ ہو۔ تو عوام کا تحفظ کون کرے گا۔ عوام کی آبرو کا کیا ہو گا۔ یہاں پر ہمارے وزیر داخلہ صاحب موجود نہیں ہے۔ باجوڑ میں ابھی تک لاشیں پڑی ہوئیں ہیں۔ ان لاشوں سے بو پھیل رہی ہے۔ کوئی ان لاشوں کو اٹھانے والا نہیں۔ ایک ایک گھر میں اگر ایک ایک آدمی تھا۔ تو وہ بھی وہاں گولیوں کا نشانہ بنا دیا گیا ہے۔ ایک ایک کو گرفتار کرنے کے لئے پوری پوری بستی کو جلا کر راکھ کر دیا گیا ہے۔ جرم ان کا کیا تھا؟ کیا انہوں نے بغاوت کی تھی۔ کیا انہوں نے آپ کے خلاف علم بغاوت بلند کیا تھا۔ کیا وہ ہیروئن فروش تھے۔ جرم یہ تھا۔

کہ رقیبوں نے رپٹ لکھوائی ہے جا جا کے تھانے میں
خدا کا نام لیتا ہے اکبر اس زمانے میں

یہ جرم تھا اس جرم کی پاداش میں ان کی بستیاں راکھ کر دی گئیں۔ اس جرم کی پاداش میں ان کے گھر جلا دیئے گئے۔ اس جرم کی پاداش میں ان کی لاشیں بے گور و کفن پڑی ہوئیں ہیں اس جرم کی پاداش میں لوگ علاقہ چھوڑ گئے ہیں۔ اس جرم کی پاداش میں لوگ اپنے علاقے سے ہجرت کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ کیا P.P کی حکومت میں خدا کا نام لینا جرم ہے۔ اگر یہ جرم ہے تو یہ جرم بار بار کیا جائے گا۔ اگر اس کی سزا گولی ہے۔ تو یہ سینہ حاضر ہے۔ اگر اس کی سزا اپنے گھر بار کو راکھ کروانا ہے۔ تو ہم بھی اپنے گھر بار کو اس مقصد کے لئے درج کر سکتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

اس مشن کے لئے اپنی جان دے سکتے ہیں۔ مگر پیچھے نہیں ہٹ سکتے۔ جو بات انہوں نے وہاں کہی تھی۔ وہی بات ہم یہاں کرتے ہیں۔ باقی تقریر بعد میں ہو گی۔ ہم باجوڑ کے مسئلے پر احتجاج کرتے ہوئے علامتی واک آوٹ کرتے ہیں۔

○ ○ ○

Scanned with CamScanner

موضوع: صدر محترم کی تجاویز پر بحث

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

جناب سپیکر:

بھائی فاروق لغاری نے قومی اسمبلی کے بارے میں جو تجاویز دیں میں اس کی تائید کرتا ہوں اور اس کے ساتھ ساتھ میں وفاقی حکومت کی جانب سے جو ترقیاتی قرضے اور پیشگی رقوم دی جاتیں اور جس کی تعداد 14 ارب تک پہنچ جاتی ہے۔ میں اس سلسلے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ اکثر قرضے ایسے لوگوں کو دیئے جاتے ہیں جن سے نجی تعلقات ہوتے ہیں اور سیاسی طور پر انہیں خریدنا مقصود ہوتا ہے اگر ان قرضوں کے لئے ہم پابندی لگا دیں کہ یہ قرضے نچلے درجے کے لوگوں کو دیئے جائیں گے اور خاص طور پر بے روزگاروں کو دیئے جائیں گے اور قرضہ بھی قرض حسنہ کے طور پر دیا جائے گا۔ اس پر سود وصول نہیں کیا جائے گا۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اتنی بڑی رقم سے آپ زیادہ نہیں تو کم از کم 50 ہزار بے روزگاروں کو ایک روزگار فراہم کر سکتے ہیں تو اس لئے میری یہ تجویز ہے کہ ایک تو یہ بہت بڑی رقم ہے اس کو کم کیا جائے اور کم از کم اس کو نصف کیا جائے اور یہ قرضے بھی نچلے طبقے کو دیئے جائیں تاکہ بے روزگاری کا خاتمہ ہو اور پھر جو بڑے درجے کے لوگوں دیئے جاتے ہیں۔ یہ نوازنے کی مہم بھی ختم ہو اور یہ گھپلا مہم سے بھی ملک نجات پا سکے اس کے ساتھ ساتھ الیکشن کے عنوان سے بھائی فاروق لغاری صاحب نے جو بات کی ہے میں اس کی تائید کرتا ہوں لیکن ایک اور ہے کہ بیرونی اخراجات خاص طور پر ہمارے ہاں سے جو وفود بیرون ممالک میں سفر پر جاتے ہیں وہ اصل مقصد کے لئے کم جاتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ مقصد سیر و تفریح ہوتا ہے اور سیر و تفریح پر اس طرح پانی کی طرح پیسہ بہایا جاتا ہے۔ گویا کہ وہ سمجھتے ہیں کہ ہم جتنا پیسہ اس کے اوپر لگا لیں۔ یہی ہمارے لئے کافی ہے اور یہی ہمارے لئے نعمت ہے اس کو اس طرح محدود ہونا چاہئے کہ کوئی بھی وزیر مشیر اور

کوئی بھی وفد جاتا ہے تو اس کی تعداد 3 یا 4 ارکان پر مشتمل ہونا چاہئے۔ اس کے علاوہ اگر کوئی بیرونی سفر پر جاتے ہیں اور وزارت خارجہ اس پر پیسہ خرچ کرتی ہے۔ تو وہ یہ کہہ دے کہ بھائی اپنے لوگوں کے لئے انہیں خود رقم کا بندوبست کرنا ہو گا اور وزارت خارجہ کی طرف سے اس کے اوپر ان کا کرایہ وغیرہ اور دیگر الاؤنس نہیں دیئے جائیں گے تو اس میں ہمیں ایک بہت بڑی رقم بچ سکتی ہے۔ جسے ہم دیگر اخراجات میں لا سکتے ہیں۔ پاکستان میں محکمہ ڈاک کی حالت اس وقت یہ ہے آپ آج خط ڈالیں تو انشاء اللہ وہ آپ کی آنے والی نسلوں کو پہنچ جائے گا۔ تو محکمہ ڈاک کے ملازمین زیادہ تر شکایت بھی کرتے ہیں کہ ہم کیا کریں۔ ہماری واجب سی تو تنخواہیں ہیں تو اس طرح ہمارے پاس وسائل بہت کم ہیں۔ ان بیچاروں کو وسائل وہ دیئے ہیں جو پاکستان بننے کے پہلے کے تھے۔ تو بے شک اس میں رقم کا اضافہ کر دیا جائے۔ اور ان کو جدید وسائل دیئے جائیں۔ اور ان کی تنخواہوں میں بھی اضافہ کیا جائے تاکہ ڈاک کا نظام درست ہو سکے اور ہم صحیح طور پر اس اہم مسئلہ سے صحیح طور پر نبرد آزما ہو سکیں اور ہمارا یہ نظام بھی دیگر ملکوں کے طرز پر چل سکے۔ اور ڈاک کا یہ سسٹم صحیح ہو سکے۔ میں آپ کے فرمان کے مطابق اپنے دو منٹ بھی دیتا ہوں۔ شکریہ

O O O

Scanned with CamScanner

موضوع :۔ مسئلہ کشمیر

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

شکریہ جناب سپیکر:

میں سب سے پہلے آپ کا اور موجودہ حکومت کا اس سلسلہ میں مشکور ہوں کہ آپ نے کشمیر کے اہم مسئلہ پر مشترکہ پارلیمنٹ کے اجلاس کو طلب کر کے اس پر ہر رکن اسمبلی کو اور پارلیمنٹ کے ممبر کو آزادانہ طریقے سے اپنے خیالات کے اظہار کا موقع فراہم کیا۔

جناب سپیکر:۔

کشمیر کے بارے میں سب سے پہلے ہمیں یہ بات طے کر لینا چاہئے کہ ہم کشمیر کے بارے میں کیا موقف رکھتے ہیں؟۔ اس وقت کشمیر کے مسئلہ پر ایک رائے ہندوستان کی جانب سے آ رہی ہے کہ وہ کشمیر کو اپنا اٹوٹ انگ سمجھتا ہے۔ اور ہمیں بھی اپنی رائے کا اظہار کرنا چاہئے کہ کیا ہم بھی کشمیر کو اپنا اٹوٹ انگ سمجھتے ہیں۔ اگر کشمیر ہمارا اٹوٹ انگ ہے۔ اور ہم کشمیر کو اپنا ایک حصہ سمجھتے ہیں۔ اپنے وجود کا ایک حصہ قرار دینے کے لیے ہم صبح وشام اسکے نعرے بھی لگاتے ہیں۔ تو پھر میرا سوال یہ ہے۔ کہ ہندوستان نے جس کشمیر کو اپنا اٹوٹ انگ سمجھا۔ اس نے کشمیر کو اپنے ساتھ قائم رکھنے کے لیے ہر جائز اور ناجائز حربہ استعمال کرنے سے گریز نہیں کیا اس نے جسے اپنا اٹوٹ انگ سمجھا۔ جب اس نے دیکھا کہ کشمیر کی عوام میرے ساتھ نہیں رہنا چاہتی تو اس نے ان پر زبردستی حکمرانی کرنے کے خواب پورے کرنے شروع کر دیئے جس کشمیر کو اس نے اپنا اٹوٹ انگ سمجھا آج وہ اس کشمیر کو ظلم وجبر کے ذریعے' تشدد وبربریت کے ذریعے' اپنے ساتھ ملائے رکھنا چاہتا ہے۔ وہ اٹوٹ انگ کے خواب کو پورا کرنے کے لیے آج سنگینوں کے ذریعے آج تشدد وبربریت کے ذریعے' آج خون کی ندیاں بہانے کے ذریعے' آج قتل وغارت کے ذریعے اس اٹوٹ انگ کے خواب کو پورا کرنے کے لیے اس راہ پر چل پڑا ہے میرا سوال یہ ہے کہ اگر ہم پاکستان کے لوگ

Scanned with CamScanner

کشمیر کو اپنا اٹوٹ انگ سمجھتے ہیں۔ تو ہم نے اپنے اس حصے کے لیے ہم نے اپنے وجود کے اس حصے کو آزاد کرانے کے لیے اور اسکو حاصل کرنے کے لیے کونسی عملی کارروائی کی ہے۔ سوائے ان کاغذ کی دستاویز کے' سوائے ان قراردادوں کے یہ کاغذات اکی سنگینوں کا خون نہیں پونچھ سکتے۔ آپکی قراردادیں اور آپ کے نعرے آپ کے مظاہرے اور آپ کے جذبات ان تڑپتے ہوئے لاشوں کے لیے کوئی مصیبت نہیں ٹال سکتے۔ آپکی قراردادیں اور آپکے تمام تر انداز اور طریقے کار کشمیریوں کے لیے پانی کا ایک قطرہ اور بوند ثابت نہیں ہو سکتے۔ آج اگر آپ اس کشمیر کو اپنا اٹوٹ انگ سمجھتے ہیں۔ اس کا واحد ذریعہ اور ایک ہی حل ہے۔ آپ اپنی فوجوں کو کشمیر میں داخل کر دیجئے۔ اگر انڈیا کشمیر میں اپنی فوجیں داخل کر سکتا ہے۔ آخر آپ کے لیے کونسی بات مانع ہے آخر آپ کے لیے کونسی رکاوٹ ہے۔ آپ کے راستے میں کونسی سد سکندری حائل ہے۔ جو آپ کو کشمیر کے مسلمانوں کے پاس جانے نہیں دیتی۔ جبکہ ظلم وجبر کے پہاڑ ٹوٹ چکے ہیں۔ درگاہ حضرت بلؒ کا محاصرہ ہو چکا ہے۔ اور درگاہ میں جو لوگ داخل ہوئے تھے۔ آج موت وحیات کی کشمکش میں مبتلا ہیں۔ کشمیر کی سرزمین سرسبزوشاداب سرزمین' کشمیر کی سرزمین جنت نظیر سرزمین خون مسلم سے رنگین ہو چکی ہے۔ اور ہم ہیں کہ ٹس سے مس نہیں ہوتے اور ہم ہیں کہ ایک قرار داد کے پیچھے بھاگتے پھرتے ہیں۔ جن ہندو ظالموں کے نزدیک اقوام متحدہ کی قرارداد کوئی حیثیت نہیں رکھتی میرا سوال یہ ہے کہ تین چار دن کی ڈسکس (Discuss) کے بعد جو قرارداد آپ پاس کریں گے اسکی کیا ویلیو (Value) ہو گی سب سے پہلے میں کشمیر کے صورت حال اور اس مسئلہ کے لیے پورا موقف آپ کے علم میں لانے کے لیے عرض کرتا ہوں۔ کشمیر 84 ہزار 421 مربع میل پر مشتمل اس رقبے کا نام ہے۔ جو جموں دراس وادی کشمیر' آزاد کشمیر شمالی علاقہ جات بلتستان پر مشتمل ہے۔ کشمیر ایک کروڑ بیس لاکھ آبادی پر مشتمل اس رقبے کا نام ہے جس رقبے میں آپ کے مسلمان لاکھوں کروڑوں کی تعداد میں بستے ہیں۔ کشمیر اس علاقے کا نام ہے۔ جس علاقے کے بارے میں اقوام متحدہ اپنی قرارداد میں کہہ چکا ہے کہ اس کی عوام کو یہ اختیار دیا جائے کہ تم پاکستان کے ساتھ ملنا

Scanned with CamScanner

چاہتے ہو یا انڈیا کے ساتھ ملنا چاہتے ہو۔ لیکن آج اس کشمیر کو تقسیم کرنے کی شرمناک اور اس کشمیر کے حصے بکھیرنے کرنے کی کارروائیوں پر عمل ہو چکا ہے ہمارے نادان دوست ہماری تحقیقات اور کشمیر کی حالت زار سے ناعلم دوست اور حکمران کشمیر کی جغرافیائی صورت حال کو نہ سمجھتے ہوئے امریکہ کے دیئے ہوئے' امریکہ کی طرف سے ٹھونسے جانے والے اس فیصلے کو قبول کرنے کے لیے تیار بیٹھے ہیں۔ اور یہ طے پا رہے ہیں۔ کہ جموں اور دراس اسکو تو انڈیا کے سپرد کر دیا جائے وادی کو اپنا حق خود دے دیا جائے کہ وہ آزاد ہو جائے اور آزاد کشمیر اور بلتستان کو پاکستان کے ساتھ ملا دیا جائے۔ ایسا کوئی منصوبہ جو اسرائیل کی مانند امریکہ آپکے برصغیر میں آپ پر ٹھونسنا چاہتا ہے۔ آپکو اسی اسمبلی سے یہ بات واشگاف الفاظ میں کہہ دینا چاہیے۔ کہ ہم امریکہ کے کسی منصوبے کو نہیں مانتے۔ ہم ایک آزاد قوم ہیں۔ ہم کسی کا فیصلہ اپنے اوپر نہیں مانتے۔ ہم اپنا فیصلہ آپ کرنا چاہتے ہیں۔ ہم کشمیر کے مسلمانوں کو یاد دلانا چاہتے ہیں۔ وہ مسلمان بولے کہ وہ پاکستان کے ساتھ رہنا چاہتا ہے۔ یا انڈیا کے ساتھ جانا چاہتا ہے۔

گرامی قدر سامعین:۔

آج آپ جس کشمیر پر ڈسکس (Discuss) کر رہے ہیں۔ 50 ہزار مسلمان کشمیر میں اس وقت تک شہید ہو چکا ہے۔ 45 ہزار مسلمان اس وقت زخموں سے چور پڑا ہوا ہے۔ آج کشمیر کی جیلوں میں 60 ہزار مسلمان تڑپ رہا ہے۔ آج تک ٹارچر سیلوں میں 10 ہزار مسلمان اذیتیں برداشت کررہا ہے۔ آج جس کشمیر کے مسئلہ پر ہم اور آپ ایک کھلے انداز میں بحث کرنے کے لیے بیٹھے ہوئے ہیں۔ آج اس کشمیر کے حالت زار یہ ہے۔ کہ اس کشمیر میں جو بھی انڈین فوج چاہے کریک ڈاؤن (Crecke down) کر کے تمام اس کشمیر کی وادی اور کشمیر کے لوگوں کو مجبور کرتی ہے کہ وہ اپنے گھروں کو چھوڑ کر بازاروں کو چھوڑ کر دکانوں کو چھوڑ کر کھلے میدان میں چلے جائیں اور پھر اس کے بعد فوج ان کے گھروں کی تلاشی لیتی ہے۔ پھر ایک ایک مسلمان ماں بہن بیٹی کو اپنے سامنے سے گزار کر پھر جانے دیتی ہے۔ کتنی مائیں بہنیں ہیں۔ جنکی عزت و آبرو پامال کر دی گئی ہے۔ کتنے جوان ہیں جنکے لاشے تڑپ رہے

Scanned with CamScanner

ہیں۔ اور کتنے بچے ہیں جو نیزوں کی انیوں پر اچھال دیئے گئے ہیں۔ آج ان کے لیے ہمارے پاس قرار داد کے علاوہ سوچنے کے لیے موقع بھی ہونا چاہیے۔ میں بڑے دکھ سے کہنا چاہتا ہوں عالم اسلام اور اسلامی مملکتوں کو کشمیر کے بارے میں کچھ علم نہیں ہے۔ اگر کچھ علم ہے تو مجھے بتلایا جائے کس اسلامی ملک نے آج تک کھل کر کشمیر کے مسئلہ پر آپکی حمایت کی ہے۔ کسی بھی اسلامی ملک سے آپکو حمایت حاصل نہیں بلکہ آپ تو اسی بات پر پھولے نہیں سماتے کہ فلاں اسلامی ملک نے ہمارے ساتھ تنہائی میں بیٹھ کر خفیہ ملاقات میں کشمیر کے بارے میں اظہار ہمدردی کیا ہے۔ اظہار ہمدردی گویا کہ جب کوئی آدمی میرے پاس مہمان کے طور پر آئے تو مہمان مجھے کہتا ہے۔ مجھے فلاں تکلیف ہے۔ آپ کہیں مجھے بھی بڑا احساس ہے سوائے اس سے آپ کا آگے قدم نہیں بڑھ سکا آپ کا کام یہ تھا۔ آپ امت مسلمہ کی اس تکلیف کو تمام عالم اسلام کے سامنے رکھتے آج پورا عالم اسلام آپ کی آواز کے ساتھ آواز ملاتا۔ آج کشمیریوں کے پڑے ہوئے لاشے انکی آس اور امید کی نظریں پاکستان کی طرف لگی ہوئیں ہیں۔ لیکن پاکستان اور پاکستان کی گورنمنٹ آج یہاں تک پہنچی ہے۔ 46 سال کے عرصے میں کہ ہم خود بھی اس موقف کو نہ آج تک صحیح طور پر سمجھ پائے ہیں۔ اور نہ ہم میں اتنی طاقت نہ اتنی جرات نہ ہم نے اس مسئلے کو اتنی اہمیت دی کہ ہم کسی مسلمان قوم کو اس مسئلے کی حقیقت سے آگاہ کر سکتے۔

جناب والا۔

اس مسئلہ کے حل کے لیے سب سے پہلے تمام سفارت خانوں سے جس طرح مجھ سے قبل ایک رکن اسمبلی نے کہا صرف اتنا ہی نہیں بلکہ ہم آپ کے سامنے پیش کش کرتے ہیں۔ آپ علما کرام اور اسی طرح جو کشمیر کے مسئلہ میں پوری دلچسپی اور معلومات رکھتے ہیں۔ ایسے لوگوں پر مشتمل کمیٹیاں تشکیل دیں۔ جو آپ کے ملک کے نمائندوں کی حیثیت سے بیرون ممالک میں جا کر سفارت خانوں کے تھرو (Through) باقی ممالک اور بالخصوص اسلامی ممالک کے سامنے کشمیر کی حالت زار کو بیان کر سکیں۔ اور آپ کے موقف کی وضاحت کر سکیں۔ تاکہ انہیں پتہ چل سکے کہ کشمیر میں اس

Scanned with CamScanner

وقت کیا ہو رہا ہے؟ اور اسی مسئلہ کا ایک حل یہ بھی ہے کہ تمام اسلامی ممالک کو اس بات پر آمادہ کیا جائے کہ جس انڈیا نے کشمیر میں ظلم و ستم کے پہاڑ توڑ رکھے ہیں۔ جو انڈیا کشمیر میں مسلمانوں کا خون پانی سے سستا سمجھ کر بہا رہا ہے۔ اسلامی ممالک کو اس بات پر آمادہ کرے وہ اس انڈیا کے ساتھ اقتصادی بائیکاٹ کرے وہ انڈیا کے بارے میں یہ دوٹوک فیصلہ کرے کہ جتنے انڈین ہمارے ملکوں میں آئے ہوئے ہیں۔ ہم سب کو نکال باہر کریں گے۔ واپس بھیج دیں گے انڈیا کے ساتھ کوئی تعلق نہیں رکھا جائے گا۔ اگر عالم اسلام انڈیا کو اقتصادی بائیکاٹ کی دھمکی دے ڈالے تو یہ مسئلہ نہیں ہے۔ کہ ایک دن میں انڈیا کی فوجیں کشمیر میں سے باہر نہ نکل جائیں گی۔ شرط یہ ہے کہ کوئی عالم اسلام کو آگاہ کرے۔ شرط یہ ہے کہ اس مسئلہ پر کوئی آواز اٹھا کر عالم اسلام کو اسکی اہمیت سے آگاہ کرنے کے لیے قدم اٹھائے اور دوسری بات یہ ہے کہ اگر ان کے لیے اور کچھ نہیں کر سکتے تو آپ اپنے ملک کی ان جماعتوں کو' ان غیور مسلمانوں کو ان نوجوانوں کو اتنی اجازت تو دے دیں کہ وہ کشمیر میں جا کر علم جہاد کو بلند کریں۔ اور اپنے مظلوم مسلمانوں کے تعاون کے لیے قدم آگے بڑھا سکیں۔

جناب والا:

آج کون سا ظلم کشمیر کی اس سرزمین پر نہیں ہو رہا یہاں تک کہ اس کشمیر کے ظلم وجبر سے اخبارات بھرے ہوئے ہیں اور سب باتوں کو چھوڑ کر سردست اس بات کو دنیا کے سامنے پیش کیا جائے اور بلکہ آج ہی انڈیا کے سفیر کو بلا کر یہ وارننگ دی جائے۔ کہ درگاہ حضرت بلؒ کا محاصرہ فوری طور پر ختم کر دیا جائے۔ اگر وہ اس بات پر ضد کرے ٹال مٹول کی پالیسی سے کام لے تو آپ کو فوری طور پر اس مسئلہ میں ایک لمٹ دینے کے بعد یہ اعلان کر دینا چاہیے کہ ہم محمد بن قاسمؒ کی طرح اپنے مظلوم بھائیوں کے لیے کشمیر میں اپنی فوجیں ڈالنے کے لیے تیار ہیں۔ میرا سوال یہ ہے یہ اتنی فوج' یہ تمام تر قوت طاقت کس مسئلے کا علاج ہے۔ مسلمان تڑپ رہا ہے۔ کشمیر جل رہا ہے عزت آبرو پامال ہو رہی ہے۔ آخر یہ فوج کس بیماری کی دوا ہے۔ اور آپ نے اس فوج کو کس وقت کے لیے تیار کر رکھا ہے۔ یا تو فوج کو چھٹی کروائیں گھروں میں

بھیج دیں۔ اگر آپ کشمیر کو اپنا جزو تسلیم کرتے ہیں۔ تو آپکو کشمیر کے اندر اسی طرح فوجیں بھیج دینی پڑیں گی جس طرح آپ نے سندھ میں فوج داخل کی ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ سندھ میں فوج کیوں بھیجی؟ اگر سندھ میں فوج بھیجی ہے تو اسی طرح جس طرح آپ کا حصہ سندھ ہے۔ جس طرح پنجاب ہے۔ جس طرح سرحد' بلوچستان ہے۔ اسی طرح ہمارے وجود کا حصہ کشمیر ہے۔ اگر آپ کشمیر کو اپنے وجود کا حصہ مانتے ہیں۔ فوج روانہ کیجے اگر آپ فوج روانہ نہیں کرتے آج کے بعد کشمیر کو اپنا اٹوٹ انگ مت کہیں کشمیر کو اپنا حصہ مت قرار دیجئے۔ اس لیے آپکو ٹھوس انداز میں بات کرنا چاہیے کہ کشمیر ہمارا حصہ ہے۔ کشمیر کو حق خودارادیت دینے کے لیے موقع دیا جائے۔

گرامی قدر سامعین:۔

میں اس موقع پر یہ فریضہ سرانجام دیتے ہوئے کہ ایک منتخب شدہ ہال کے اندر جہاں ملک کی تقدیر کے فیصلے ہوتے ہیں۔ جہاں سیاہ وسفید کے فیصلے کرنے کے لیے ہم قانون ساز ادارہ کی حیثیت سے اسکے کل پرزے کے طور پر کام کرتے ہیں۔ جو بات یہاں کہی جا سکتی ہے۔ وہ بات نہ بازاروں میں کہی جا سکتی ہے۔ وہ بات نہ دکانوں پر کہی جا سکتی ہے۔ کم از کم آپ اتنا موقع تو دیجئے کہ جو مجاہد کشمیر میں آزادی کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ آپ ان مجاہدین کا عملی طور پر تعاون کرنے کے لیے قدم آگے بڑھائیں آج وہ ڈنڈوں سے وہ سوٹوں سے وہ درختوں کی شاخوں سے وہ پتھروں سے اپنا دفاع کر رہے ہیں۔ انکے پاس دفاع کے لیے کچھ نہیں ہے۔ یہ کیا ہے؟ ایک طرف کشمیر کا نعرہ لگاتے ہیں ایک طرف آزادی کی بات کرتے ہیں۔ دوسری طرف کشمیر کے مسلمانوں کے ہاتھ پاؤں باندھ کر انہیں ہندوؤں کے رحم وکرم پر چھوڑے ہوئے ہیں۔ وہ چاہے تو ان پر ظلم کرتا رہے وہ چاہے تو تشدد کرتا رہے وہ چاہے تو ماؤں بہنوں کی عزت پامال کرتا رہے وہ چاہے تو بچوں کو نیزوں پر اچھالتا رہے وہ چاہے تو کشمیر کی سرزمین کو ان کے خون سے رنگین کرتا چلا جائے اور آپ ہیں کہ نعرے لگاتے چلے جائیں قراردادیں پاس کرتے چلے جائیں نہیں آپکو ایک غیرت مند مسلمان کی طرح نہیں آپکو دین اسلام کے ایک پیروکار کی طرح نہیں آپکو قرآن پر عمل پیرا ہونے والے ایک سچے مسلمان کی

Scanned with CamScanner

طرح۔ قرآن پاک کی اس آیت پر عمل کرتے ہوئے (مالکم لاتقاتلون فی سبیل اللہ) تمہیں کیا ہوا ہے۔ تم رب کے راستے میں جہاد کیوں نہیں کرتے؟ جبکہ نوبت یہاں تک آ پہنچی ہے۔والمستضعفین من الرجال والنساء والولدان الذین) کہ جو لوگ ظلم وستم کا شکار بنے ہوئے ہیں وہ پکار پکار کر کہہ رہے ہیں۔ ربنا اخرجنا من اھل ھذہ القریۃ الظالم اھلھا)اے اللہ ظالموں کی اس بستی سے ہمیں نجات دلا۔

گرامی قدر سامعین:۔

دنیا بھر کے مظلوم مسلمان فلسطین کا ہو' کشمیر کا ہو فلپائن کا ہو' برما کا ہو' صومالیہ کا مسلمان ہو اسکی نظریں آپکی طرف لگی ہوئیں ہیں۔ کل ایک بات حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب نے فرمائی۔ اسکی طرف توجہ نہیں دی گئی۔ میں یہ بات بھی کہنا چاہتا ہوں۔ صومالیہ کے مسلمان جنرل سلاجیت کے حامی آج پاکستانی فوج کے ہاتھوں قتل ہو رہے ہیں۔ بلائیے واپس پاکستان کی فوج کو خود امریکہ غنڈہ وہاں سے نکل چکا ہے وہ نکلنے کے بعد وہاں کے مسلمانوں کو پاکستان کی فوج کے حوالے کر گیا ہے ہم نے فوج اس لیے نہیں بنائی کہ دنیا میں جا کر مسلمان کو قتل کرے۔ ہم نے فوج اس لیے نہیں بنائی کہ مسلمانوں کے خلاف سنگین قدم اٹھائے ہم نے فوج اس لیے نہیں بنائی کہ جو کام اس سے امریکہ کرانا چاہے یہ وہ کرتی چلی جائے ہم امریکہ کے دم چھلا نہیں ہیں۔ ہم امریکہ کے غلام نہیں ہیں۔ ہم امریکہ کی لونڈی نہیں ہیں۔ ہم ایک آزاد مسلمان ہیں محمدؐ عربی کے پیروکار ہیں اگر تم اپنی سنگینوں کو کافروں کے مقابلے میں نہیں اٹھا سکتے ہو۔ خدارا مسلمانوں کے گلوں پر کیوں چلاتے ہو صومالیہ میں پاکستان کی فوج وہاں کے مسلمانوں کا قتل عام کر رہی ہے۔ اگر آپ کہتے ہیں کہ وہ امن کے لیے گئی ہے اگر امن کا یہ کام آپ نے کرنا ہی ہے۔ تو آپ نے امن کا یہ کام بوسنیا میں کیوں نہیں کیا؟ اگر امن کے لیے آپ فوج صومالیہ بھیج سکتے ہیں تو کشمیر میں کونسی رکاوٹ ہے۔ آپ کی فوج کشمیر میں کیوں نہیں جاتی کونسی بیڑیاں اسکے پاؤں میں ہیں۔ کونسی رکاوٹ اسکے راستے میں ہے۔ بات یہ نہیں ہے۔ ہم نے اپنے آپکو اس قدر ہیچ ذہن کا مالک بنا

لیا ہے۔ کہ ہم نے اپنی باگ دوڑ امریکہ بہادر کے ہاتھوں میں دے دی ہے۔ آج غیر مسلم قوتیں ہمیں پتلیوں کی طرح نچا رہی ہیں۔ امریکہ نچائے تو ناچتے چلے جائیں امریکہ اٹھائے تو اٹھتے چلیں جائیں۔ امریکہ اشارہ دے تو مسلمانوں کا قتل عام کرتے چلیں جائیں اور تمہیں کشمیر کے مظلوم پکاریں تم جاتے کیوں نہیں ہو؟ تمہیں کشمیر کی بہنیں بلائیں تم اٹھتے کیوں نہیں ہو؟ تمہیں کشمیر کے مظلوم پکاریں تم سنتے کیوں نہیں ہو؟ اور کون آواز سنے ان مظلوم بہنوں کی کون آواز سنے ان چیختے ہوئے بچوں کی کہ جو بچے ایک سکول میں نعرے لگا رہے تھے کہ لے کہ رہیں گے آزادی' پا کہ رہیں گے آزادی' انڈین فوج وہاں سے گزرتی ہے اس نے بچوں کے نعرے سنے تو جنرل نے کہا کہ رک جاؤ۔ فوج کو روک دیا گیا وہ سکول میں جا کر بچوں سے کہتا ہے تم کیا نعرے لگاتے ہو تو بچوں نے کہا ہم آزادی کے نعرے لگاتے ہیں۔ تو جنرل نے کہا کہ ایک کمرے میں بند ہو جاؤ سارے بچے ایک کمرے میں بند ہو گئے تو جنرل نے کہا لاؤ پٹرول ان بچوں پر پٹرول چھڑک کر آگ لگا دی گئی 200 سو معصوم بچے چلاتے چلاتے آزادی کے ترانے گاتے گاتے آگ میں جل کر راکھ ہو گئے۔ او مسلمانوں تمہارے کانوں پر جوں بھی نہ رینگی آج انڈیا کشمیر میں کیا کچھ نہیں کر رہا اٹھایئے 5 فروری 1992ء ریڈیو بی بی سی نے ایک نوجوان کا انٹرویو شائع کیا۔ وہ نوجوان ایک زخمی تھا۔ کہ تیرے ساتھ کیا بیتی۔ اس نوجوان نے بی بی سی کو انٹرویو دیا 5 فروری 1992 کو بی بی سی نے وہ انٹرویو شائع کیا۔ وہ نوجوان کہتا ہے۔ میں گھر سے سبزی لینے کے لیے نکلا میرا باپ نکلا ہم بازار میں آئے تو گولی چل پڑی ہم ایک دکان میں چلے گئے چار پانچ لوگ اور بھی آ گئے ہماری تعداد چھ ہو گئی تھوڑی دیر کے بعد ایک انڈین فوجی آیا اس کے ساتھ اس کا آفیسر تھا۔ اس نے کہا دکان بند کرو دکان بند کر دی گئی ہم اس میں محفوظ تھے پہلے اس نے اپنے فوجی سے کہا انہیں گولی سے اڑا دو۔ اس کے بعد کہا ٹھہرو ایسا نہیں جاؤ پٹرول لاؤ کہتا ہے پٹرول لایا گیا۔ دکان کے اوپر پٹرول ڈال کر آگ لگا دی گئی اس اثناء میں ہم دیواریں توڑتے رہے میں تنہا وہ انسان تھا جو دیواریں توڑ کر بھاگ نکلا۔ میرا باپ اور چار مسلمان جلتی ہوئی آگ میں جل کر راکھ ہو گئے مجھ بتلاؤ ظلم کی وہ کونسی تاریخ ہے جو

Scanned with CamScanner

کشمیر کی سرزمین پر رقم نہیں کی جا رہی۔ وہ کونسا باب ہے جو لکھا نہیں جارہا۔ کون سا انداز ہے۔ جو اپنایا نہیں جا رہا۔ پاکستان کے منتخب نمائندگان کرام مجھے بتلاؤ آپ انتظار کس بات کی کرتے ہیں۔وہ گنتی بتلاؤ جس گنتی کی انتظار ہے کہ جب ایک لاکھ مسلمان مرے گا تب اٹھیں گے اور اگر حس چلی نہیں گئی غیرت نیلام نہیں ہوئی غیرت کا جنازہ نہیں نکلا ہے تو پھر سنو 50 ہزار نوجوان شہید ہو چکا ہے۔ 60 ہزار قیدی ہو چکا ہے۔ 40 ہزار زخمی ہو چکا ہے۔ اور زمین آج خون سے رنگین ہو چکی ہے۔ اٹھو فیصلہ کرو چین سے نہیں بیٹھیں گے سکون نہیں لیں گے۔ جب تک اپنے مسلمانوں بھائیوں کے لیے آگے نہیں بڑھ جاتے۔

جناب سپیکر:۔

یہ صرف جذبات نہیں یہ ہماری ایمانی غیرت ہے۔ اور میں آج کہنا چاہتا ہوں چاہے یہ بات کسی کو اچھی لگے یا نہ لگے ہم کشمیر کی جنگ میں ملوث ہو چکے ہیں۔ ہم ہیں ہم رہیں گے۔ جنگ لڑیں گے بے دست و پا بھی لڑیں گے تنہا بھی لڑیں گے برف پوش پہاڑوں کو پھلانگ کر بھی لڑیں گے اگر تم کچھ نہیں کر سکتے۔ کم از کم ہمارے راستے تو نہ روکو کچھ نہیں کرتے ہمیں جانے دو پھر دیکھو اگر افغانستان میں مجاہدین تھوڑی تعداد میں اٹھ کر روس کے حصے الگ کر سکتے ہیں۔ آج میں کہتا ہوں کشمیر کی آزادی انڈیا کے ٹکڑوں کا سبب بنے گی۔ کشمیر کی آزادی انڈیا کے مسلمانوں کی آزادی کا سبب بنے گی۔ کشمیر کا آزادہونا مسلمانوں کے لیے جو انڈیا میں ہیں ان کے لیے یقیناً آزادی کا پیغام ثابت ہو گا۔ خدانخواستہ اگر یہ حریت کی تحریک دب گئی اگر کشمیر کے مسلمان عزت کو بچانے میں کامیاب نہ ہوئے اور آج کشمیر کی بات ہے۔ کل کو تم انڈیا کے مسلمانوں کو روؤ گے۔ مگر ان کا کوئی پوچھنے والا نہیں ہو گا۔ کشمیر دفاع پاکستان کی جنگ ہے۔

جناب والا:۔

یہ درست ہے کشمیر پاکستان کے دفاع کی جنگ ہے۔ کشمیر مسلمانان ہند کے دفاع کی جنگ ہے۔ کشمیر اس ملک میں اسلام اور کفر کے مابین برپاہونے والی وہ جنگ ہے۔

Scanned with CamScanner

جس جنگ میں ہمیں فیصلہ کرنا ہو گا کہ ہم اسلام کا جھنڈا بلند کرنا چاہتے ہیں۔ یا گائے کا پیشاب پینے والے ہندوؤ کے سامنے جھک جانا چاہتے ہیں۔ آج ہمیں یہ طے کرنا ہو گا۔ تاریخ کے اس موڑ پر کہ ہم برصغیر میں کس حیثیت سے زندہ رہنا چاہتے ہیں۔ ہم ایک آزاد' غیرت مند' بہادر مسلمان بن کر زندہ رہنا چاہتے ہیں یا ایک بے حس بے کار اور مفاد پرست ایک عام انسان کی طرح زندہ رہنا چاہتے ہیں۔ یہ فیصلہ آج آپکو تاریخ کے اوراق پر لکھنا ہو گا۔ اللہ کرے ہماری گورنمنٹ اس مسئلے میں سرخرو ہو۔ خدا کرے تاریخ میں ہمارا فیصلہ ایسے نقوش چھوڑ جائے۔ اللہ کرے ہم ایسے قدم اٹھا جائیں جس سے کشمیر اور ہندوستان کے مسلمانوں کو آزادی نصیب ہو۔ خدا کرے ہم وہ فیصلہ کر گزریں۔ کہ ہماری آنے والی نسلیں اسے خراج تحسین پیش کریں۔ شکریہ جناب سپیکر۔

○ ○ ○

Scanned with CamScanner

موضوع: تحفظ ناموس رسالت ﷺ

جناب سپیکر:-

ہمارے اقلیتی بھائیوں نے جو ایک قتل کا پوائنٹ آف آرڈر پر نکتہ اٹھایا ہے ہم ان کے دکھ درد میں برابر کے شریک ہیں ان کا جو جائز مطالبہ ہاؤس میں آیا ہے ہم ان سے بھی زیادہ ان سے تعاون کی اپیل کرتے ہیں لیکن ایک بات ضرور کہتے ہیں کہ آپ حضرات بھی تحقیق کرلیں ہم بھی تحقیق کرتے ہیں اگر قتل ہونے والا شخص یا کوئی اور جو کہ اس وقت جیل میں ہے یا کسی مقدمے میں ملوث ہے وہ واقعی طور پر ناموس رسالتؐ کی گستاخی کا مرتکب ہوا ہے پھر میں ان حضرات سے بھی دست بستہ التجا کروں گا کہ یہ اپنی پوزیشن کو اور اپنی پوری کی پوری مناریٹی کو مسلمانوں کے جذبات مجروح کرنے کی ناپاک سازش سے الگ کریں اور یہ اس سے بیزاری کا اور علیحدگی کا اعلان کریں کیونکہ یہ ایک ایسا جذباتی مسئلہ ہے کہ اگر ایک شخص نے واقعی پیغمبر اسلامؐ کی گستاخی کی ہو اور بے جا اس کی حمایت کی جائے کہ جی ہاں گستاخی بھی کی لیکن ٹھیک ہے کہ گستاخی کی اس کی تحقیق کرلی جائے اور جہاں تک اس کا قتل ہے میں یہ بات واضح کرنا چاہتا ہوں کہ کوئی کتنا بھی بڑا اگر گستاخ ہے اسکی سزا حکومت دیتی ہے کسی کو قانون اپنے ہاتھ میں لینے کی اجازت نہیں ہے ہم بھی اسکی مذمت کرتے ہیں لیکن آپ نے گذشتہ دنوں سے اخبارات پڑھے ہیں کہ ہمارے وزیر قانون صاحب کا یہ بیان آیا ہے کہ ہم ناموس رسالتؐ کے قانون میں کمی کرکے موت کی سزا کی بجائے دس سال سزا کرنے پر غور کر رہے ہیں اس مسئلے پر ملک میں شدید اشتعال ہے اور ہم اس عنوان پر کوئی بات نہ اخباروں میں پڑھنا چاہتے ہیں اور اگر اس عنوان پر کسی کو شوق ہے وہ اس اسمبلی میں بل لائے ایسی ترمیم کا جس میں نبی کریم ﷺ کی توہین کرنے والے کی سزا کم کرنے کی پیشکش کی گئی ہو پھر انشاء اللہ فیصلہ اسمبلی کرے گی ہم دیکھیں گے کہ اس کے حق میں ووٹ کون دیتا ہے اور فادر روفن جولیو صاحب نے جو یہ بات کہی کہ باقی انبیاء علیہ السلام کی توہین پر بھی وہی سزا ہونی چاہیے ہم بالکل ان کے ساتھ ہیں اگر حضرت مریم سلام اللہ علیہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت موسیٰ

Scanned with CamScanner

علیہ السلام کی کوئی توہین کرے ہم سب سے پہلے اس حق میں ہیں کہ اس آدمی کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔ لیکن کسی ملزم کی حمایت نہیں کی جانی چاہیے ان کو حق ملنا چاہئے ان کی بیواؤں اور یتیموں کی حکومت معاونت کرے شرط یہ ہے کہ وہ اس میں ملوث نہ ہوئے ہوں اور اگر انہوں نے گستاخی کی ہے تو پھر کوئی رعائیت نہیں ہے بلکہ میں ان سے بھی کہوں گا کہ یہ اپنے تعاون کا ہاتھ اٹھالیں۔

○ ○

Scanned with CamScanner

موضوع: گستاخ صحابہؓ کون؟

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

شکریہ جناب والا:۔

صدارتی خطاب اپنی نوعیت کا ایک بہت ہی اہم خطاب ہوتا ہے۔ جس میں حکومت کی کارکردگی، حکومت کی پالیسیاں، حکومت کے ماضی کے کارناموں کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ حکومت کے لیے صدارتی خطاب میں مستقبل کے واسطے تجاویز اور اسی طرح ان سے نیک تمناؤں اور آرزوؤں پر مبنی خطاب ہوتا ہے۔ میں اپنا وقت ضائع کیے بغیر صدر مملکت کے خطاب کے اس حصے کو جس میں انہوں نے یہ میرے پاس ان کا خطاب ہے صفحہ دس پر فرقہ واریت کے بارے میں بڑی پریشانی کا اظہار کیا اور واقعی اس وقت فرقہ واریت ہمارے ملک کا بڑا ہی حساس مسئلہ ہے۔ اس سے بڑھ کر اور اسکی حساس نوعیت کیا ہو سکتی ہے۔ کہ آپ دیکھ رہے ہیں۔ کہ روزانہ درجنوں کی تعداد میں لوگ اسکی بھینٹ چڑھ رہے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ یہ مسئلہ اس وقت ہماری دسترس سے باہر کیوں ہوتا چلا جا رہا ہے۔ اور ہم اسے کیوں نہیں حل کر پا رہے۔

جناب والا:۔

میں سمجھتا ہوں ہم اس مرض کی اصل تشخیص نہیں کرپارہے ہیں۔ اور جب تک کسی مرض کی تشخیص نہ کی جائے اس وقت تک اس کا علاج ناممکن ہے۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ مذہبی اختلافات صدیوں سے ہیں اور شاید صدیوں تک رہیں گے مذہب کا اختلاف ہو۔ سیاست کا اختلاف ہو۔ قوم کا اختلاف ہو زبان کا اختلاف ہو اختلاف ہونا ایک قدرتی امر ہے۔اختلاف باپ بیٹے کی سوچ میں بھی ہو سکتا ہے۔ الیکشن میں بھی ہوتا ہے۔ اختلاف نہ باعث تشویش ہے نہ اختلاف پریشانی کی بات ہے۔ باعث تشویش فساد ہے۔ کہ لڑائی نہ ہو۔ لڑائی دو ملکوں کے درمیان میں ہو تب بھی تشویش ہے۔ دو مذہبوں کے درمیان میں ہو

Scanned with CamScanner

تب بھی پریشانی کا باعث ہے۔ دو بھائیوں کے درمیان میں ہو تب بھی پریشانی کا باعث ہے۔ تو میں عرض کروں گا کہ ہمیں اس بات کے پیچھے نہیں پڑنا چاہیے۔ کہ مذہبی اختلافات ختم ہو جائیں یہ ناممکن بات ہے۔ اگر ہمارے ملک میں شیعہ سنی مذہبی اختلافات ہیں تو یہ صدیوں سے ہیں اور قیامت تک رہیں گے۔ نہ یہ ممکن ہے کہ شیعہ سنی ہو جائے اور نہ یہ ممکن ہے کہ سنی شیعہ ہو جائے ہاں فساد نہیں ہونا چاہیے۔ لڑائی نہیں ہونی چاہیے۔ جس طرح ہمارے ملک میں مسلمان اور عیسائی۔ مسلمان اور ہندو، مسلمان اور سکھ دوسرے مذاہب ہیں۔ اس طرح مختلف مذاہب کے لوگ ہمارے ملک میں موجود ہیں۔ اور آپس میں بھائیوں کی طرح رہتے ہیں۔ تو سوال یہ ہے کہ شیعہ اور سنی آپس میں اختلاف کے باوجود آپس میں کیوں لڑ رہے ہیں؟ ان میں لڑائی کے اسباب کیا ہیں؟ ان میں آج جو ایک دوسرے کی طرف سے جارحیت پیدا ہو چکی ہے۔ اسکی وجہ کیا ہے؟

جناب والا:۔

میں آپکی موجودگی کا احترام کرتے ہوئے میں نام نہیں لوں گا لیکن حقائق بیان کرنے چاہئے۔ تاکہ صحیح مرض کی تشخیص ہو سکے۔ ہمارے پڑوس ایک ملک میں اسلامی انقلاب کے نام پر۔ وہ انقلاب اسلام کا تھا یا نہیں تھا۔ میں اس بحث میں بھی نہیں جاتا اس انقلاب کو پاکستان میں بھی اسکی راہیں ہموار کرنے اور پاکستان میں بھی اس انقلاب کے اثرات چھوڑنے کی کوشش کی گئی اسکے نتیجے میں پاکستان میں اس پڑوسی ملک نے ایسا مواد، ایسا لٹریچر، ایسی کتابیں اور اس ملک کے ریڈیو، ٹی۔وی نے ایسے پروگرام ایسی تقاریر شائع کرنا شروع کیں۔ کہ جس سے یہاں پر جو عوام ہے۔ اور پوری دنیا میں جو عوام اہلسنّت ہے۔ اسکے جذبات بڑی شدت کے ساتھ مجروح ہوئے اس ملک میں انقلاب لانے والی شخصیت نے اس ملک کے سرکاری پریس پر جو کتابیں شائع کیں وہ اس وقت میرے ہاتھ میں ہیں۔ یہ اس ملک کی شخصیت کی اپنی تصنیف ہے۔ "کشف اسرار" اسکا نام ہے۔ یہ فوٹو بھی نظر آرہا ہے کہ کس کا ہے۔ یہ وہاں سے شائع ہو کر یہاں تقسیم ہو رہی ہے۔ اخبار

Scanned with CamScanner

میں اشتہار ہوتا ہے۔ ہمارے ملک کے منسٹر (Minister) باضابطہ جا کر افتتاح کرتے ہیں اور یہ کتابیں تقسیم ہو رہی ہیں۔ کتاب کا نام آپ نوٹ کر لیجئے۔ یہ کتاب یہاں عام تقسیم ہو رہی ہے۔ اس پر کوئی بین نہیں ہے۔ "کشف اسرار" کتاب کا نام ہے۔ پڑوسی ملک سے چھپ کر آئی ہے۔ اسمیں خلفاء راشدین، اہل بیت عظام، حضرت خالد بن ولیدؓ اور اسی طرح صحابہ کرامؓ کے خلاف بہت زیادہ بدزبانی اور بہت زیادہ بد کلامی کی گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں جب تک یہ کتاب اس ملک میں آتی رہے گی یہاں کی عوام کے جذبات مجروح ہوتے رہیں گے اس طرح جناب یہ دوسری کتاب ہے۔ "ولایت فقیہہ" یہ بھی اس شخصیت کی لکھی ہوئی ہے۔ وہیں سے چھپ کر آئی ہے۔ اس میں سارے انبیاء علیہ السلام کی توہین کی گئی عقیدہ ختم نبوت کی نفی کی گئی۔ حضرت ابوُ ھریرہؓ جو ہماری 5500 احادیث کے راوی ہیں۔ ان کو سنگین گالیاں دی گئیں۔ گستاخی کی گئی یہ کتاب ہے۔ ہمارے یہاں جو منسٹر ہیں یہ بھی ان کی موجودگی میں مفت تقسیم کی گئی یہ ان کی کتاب ہے۔ یہ انہی کی ہے۔ انہوں نے اپنے مرنے سے چند روز پہلے یہ وصیت نامہ لکھا تھا۔ یہ ہمارے ملک میں اردو میں شائع کی جارہی ہے۔ یہ فارسی میں تھی۔ یہ اردو میں ہے۔ جس میں سارے صحابہ کرامؓ کی توہین کی گئی اور ان کے بارے میں کہا گیا۔ کہ آج کی جو ہماری قوم ہے یہ ان سے بہت زیادہ بہتر ہے۔ اس کتاب کا نام ہے۔ "صحیفہ انقلاب" یہ کتاب ہے جو تقسیم کی گئی۔ اسی طرح جناب اتنی بڑی بڑی کتابیں جن کا سائز آپ دیکھ رہے ہیں۔ کہ بارہ بارہ سو صفحات کی کتاب ہے۔ اس کتاب کا نام "حق الیقین" ہے۔ یہ بھی اسی ملک سے شائع ہو کر آئی ہے۔ اور اس کتاب کے صفحات پر نہ قرآن مجید کو بخشا گیا ہے۔ نہ حضورؐ کی گھر والیوں کو معاف کیا گیا ہے۔ نام لیکر اہل بیت عظام ازواج مطہراتؓ صحابہ کرامؓ کو وہ کچھ کہا گیا ہے۔ معاذاللہ جو آدمی برداشت نہیں کر سکتا۔ یہ کتاب حق الیقین ہے۔ اسی طرح یہ کتاب بھی مفت تقسیم ہوئی ہے وہاں اس کتاب کا مصنف ہے۔ "ملاں باقر مجلسی" جو مر گیا ہے۔ یہ کتاب ہے۔ "جلاء العیون" یہ بھی اس ملک سے آئی

ہے۔ یہ پرچیاں میں نے لگائیں ہیں۔ میں اسے نہیں پڑھتا اس طرح یہ کتاب بھی اس ملک سے آئی ہے۔ اس کتاب کا نام ہے۔ "عین الحیات" یہ بھی مفت تقسیم ہو رہی ہے۔ اس کتاب میں بھی اتنی توہین ہے۔ یہ تو اس ملک کی باتیں ہیں۔ اس کے علاوہ سینکڑوں کتابیں اس ملک کے جو ذمہ دار سرکاری عہدیداران آتے ہیں۔ صدر ہو یا دوسرے ہوں ہمارے ملک کے بعض نجی ادارے پرائیویٹ ادارے " انہیں اعزازیے دیتے ہیں استقبالیے دیتے ہیں۔ اور ہم حکومت کی ایسی پالیسی سے بالکل متفق ہیں۔ اور ہم تائید کرتے ہیں کسی غیر ملکی سرکاری مہمان کو یہاں نجی پرائیویٹ مذہبی اداروں میں مہمان بننے کی اجازت نہیں دینی چاہیے وہ یہاں آکر نجی اداروں کے مہمان خصوصی بن کر ان کی سپورٹ کر کے ایسی موشگافیاں چھوڑ کر اپنے ملکوں میں واپس چلے جاتے ہیں۔ جسکی وجہ سے ہمارے ملک میں مذہبی منافرتیں پھیلتی ہیں۔ ہمارے ملک میں مذہبی لڑائیاں ہوتیں ہیں۔ حکومت کو چاہیے کہ وہ ایسے تمام ملکوں کو کوئی بھی ملک بھی ہو۔ کوئی اسلامی ملک ہو۔ کوئی غیر اسلامی ملک ہو۔ ہماری حکومت کے لیے ضروری ہے۔ کہ وہ پابندی لگائے اور اسطرح تمام جماعتوں کے اکاؤنٹ چیک کئے جائیں۔ جن مذہبی جماعتوں کو غیر ملکی رقوم مل رہی ہیں۔ (سپیکر مولانا صاحب آپ کے پانچ منٹ باقی ہیں)

جناب والا:۔

ایک بجے میری بات شروع ہوئی ہے۔ ابھی میرے دس منٹ باقی ہیں۔ پانچ منٹ آپ نے خود گفتگو کی ہے۔ اس لیے 1:25 پر آپ مجھے روک سکتے ہیں۔ آپ اپنے سیکرٹری سے پوچھ لیجئے ایک بجے میں نے گفتگو شروع کی ایک بجکر گیارہ منٹ ہو رہے ہیں۔ میں پارلیمانی لیڈر ہوں بیس منٹ میرے ہیں۔(سپیکر گیارہ منٹ میں سے پانچ منٹ میرے ہو گئے) مولانا پانچ منٹ آپ کے ہو گئے۔ ایک منٹ آپ نے اور لے لیا۔

تو جناب والا:۔

میں اس لیے یہ عرض کررہا ہوں یہ جو خون بہہ رہا ہے۔ یہ جو قتل عام ہو

رہا ہے۔ یہ کیا ہے؟ یہ منافرتیں کہاں سے پھیلیں؟ یہ جذبات کہاں سے مجروح ہوئے یہ ایک دوسرے کی دشمنیاں کہاں سے آئیں اب یہ جو میں نے حوالے دیئے ہیں۔ اور آپ کے فرمان کے مطابق میں نے ایک عبارت بھی نہیں پڑھی میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں اگر میں ایک حوالہ پڑھ دیتا یہاں آگ لگ جاتی لیکن جو لوگ یہ بھیج رہے ہیں۔ان لوگوں کو اگر آپ نہیں روکیں گے ہماری حکومت نہیں روکے گی اور ہم ان سب کے بارے میں صدر صاحب کو وزیراعظم صاحب اور ملک کے اعلیٰ عہدوں پر جو لوگ ہیں مطلع کر چکے ہیں بار بار مطلع کر چکے ہیں۔ لیکن شاید ان کے بس میں نہیں ہے۔ شاید یہ ملک کسی اور ملک کی کالونی بن گیا ہے۔ اور شاید دوسرے ملک اسے اپنا ایک نجی کارخانہ سمجھتے ہیں جو چاہیں ہمارے ملک میں کرتے چلیں جائیں تاکہ ہمارے ملک کے اندر ھنگامہ اور فساد ہو تو میں نے عرض کیا تھا۔

جناب والا:۔

کہ لاہور میں ایک ادارہ ہے۔ اگر آپ فرمائیں تو میں اس کا نام بھی نہیں لیتا ایچ - بلاک ماڈل ٹاؤن میں ایک ادارہ ہے۔ جس میں ان سرکاری غیر ملکی مہمانوں کو اعزازیئے دیئے جاتے ہیں۔ اس ادارے نے اب تک 50 کتابیں شائع کیں ہیں۔ یہ ایک کتاب اس ادارے کی میرے پاس ہے۔ ''سہم مسموم'' کے نام سے یہ کتاب (شاہ صاحب) توجہ فرمائیں یہ کتاب تقریباً 440 صفحات کی ہے۔ یہ میں ابھی دکھا رہا تھا۔ اس کتاب کے 428 صفحے پر حضرت عمرؓ کے بارے میں وائٹ پیپر شائع کیے ہیں۔ 100 نمبر لگائے گئے ہیں۔ 100 نمبر لگا کر سو گالیاں دی گئیں ہیں۔ جس ادارے میں یہ غیر ملکی سرکاری مہمان آتے ہیں۔ 100 گالیاں اس کتاب میں نمبر لگا کر ایک دو تین اسی طرح سو گالیاں دی گئی ہیں۔ یہ بھی اسی ادارے نے شائع کی ہے۔ ''حقیقت فقہ حنفیہ'' اس میں حضور پاکؐ کے خاندان کو آپکی ازواج مطہراتؓ کو وہ وہ ننگی گالیاں دی گئی ہیں۔کہ جس کا کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا۔ کسی عام انسان کے بارے میں بھی ایسی زبان درازی نہیں کی جا سکتی۔ اس

Scanned with CamScanner

طرح۔

جناب والا:۔

کراچی میں ایک کتاب ہے۔ اس کا ٹائٹل جو ہے اتنا بھیانک ہے۔ کہ ٹائٹل کے اوپر حضرت ابو بکرؓ کا نام لکھ کر معاذاللہ نیچے ایک بہت برے جانور کی تصویر دی گئی ہے۔ وہ کراچی سے مسلسل کتابیں شائع کررہا ہے۔ اس کتاب کا نام "شیخ سقیفہ" ہے۔ اس طرح اور کتابیں ہیں۔ یہ بھی اسی طرح لاہور سے شائع ہوئی ہے۔ اسی ادارے سے اسمیں اتنی غلیظ گالیاں دی گئی ہیں۔ اس وقت تک جو کتابیں ہمارے پاس ہیں۔ جو کتابیں مارکیٹ میں آ چکی ہیں۔ ان کی تعداد 500 سے زائد ہے۔ 500 سے زیادہ ہے۔ 500 سو کے لکھنے والے 50 سے زیادہ مصنف ہیں۔ جن میں پاکستان سے تعلق رکھنے والوں کی تعداد 30 سے زیادہ ہے۔ وہ کتابیں بڑے بڑے اداروں سے شائع ہو کر جب مارکیٹ میں آتیں ہیں۔ آپ جانتے ہیں رشدی (ملعون) نے ایک کتاب لکھی تھی۔ وہ بھی یورپ میں بیٹھ کر لکھی تھی۔ تو پوری دنیا سراپا احتجاج ہو گئی تھی۔ میرا دعوی ہے جو کچھ ان کتابوں میں ہے۔ خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ رشدی کی کتاب میں وہ کچھ نہیں ہے۔ رشدی کی کتاب میں وہ غلاظت نہیں ہے۔ جو ان کتابوں میں غلاظت ہے۔ اگر اسکی کتاب کے خلاف احتجاج کرنا یہ فرقہ واریت نہیں ہے۔ یہ لڑائی پیدا کرنے کی بات نہیں ہے۔ تو کیا ان کتابوں کے خلاف احتجاج کرنا فرقہ واریت ہے۔ یہ احتجاج کرنا مسلمان کو اسکا حق نہیں ہے۔ لیکن ہوا کیا۔ اس کا راستہ روکنے کی بجائے ان لکھنے والوں کی زبانیں اور قلم توڑنے کی بجائے اور ان کے خلاف موثر قانون بنانے کی بجائے انہیں اٹھا کر جیلوں میں بند کرنے کی بجائے اور ایسی کتابوں کو بین کر کے ان کی نشرواشاعت پر پابندی لگانے کی بجائے ایسے پریس حکومت کی تحویل میں لینے کی بجائے آج ان کی ملکی سپورٹ بھی ہو رہی ہے۔ غیر ملکی طور پر بھی ان کو سپورٹ کیا جارہا ہے۔ اور جب بھی کسی حکومت نے ان کے خلاف احتجاج کیا ہے۔ تو الٹا اس حکومت کو معذرت کرنا پڑی کہ ہم سے بڑی غلطی ہو گئی آئندہ

Scanned with CamScanner

آپ جو کچھ مرضی کرتے چلیں جائیں ہم ان کو ہاتھ بھی نہیں لگائیں گے۔ یہ لاڈلے بیٹے بنا کر پالے جا رہے ہیں۔ اور لاڈلے بیٹوں کی طرح انہیں پروان چڑھایا جارہا ہے۔ جب آپ سانپ کو دودھ پلائیں گے۔ جب اپنے ملک میں رشدی پالیں گے تو پھر غازی علم الدین بھی پیدا ہوں گے۔ جو ان راجپالوں کو کیفرِ کردار تک پہنچائیں گے۔ تو پھر غیرت اور ہمیت کے متوالے بھی اس ملک میں آئیں گے جو اپنی جان دے دیں گے۔ لیکن اس کفر کو پھیلنے اور پھولنے کا موقع نہیں دیں گے۔ آپ جانتے ہیں کہ مذہبی مسئلہ بڑا حساس ہوتا ہے۔ یہاں کوئی عام آدمی کی عزت کے خلاف کوئی بات ہو جائے ابھی آپ دیکھ رہے تھے۔ کہ سپیکر صاحب کو کہا جارہا تھا کہ آپ کے خلاف یہ آرٹیکل لکھا گیا ہے۔ میرے خلاف آپکے خلاف یہ میرا اور آپکا پرسنل مسئلہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں ہماری ایک ذات تو کیا ہماری لاکھوں اور کروڑوں جانیں ان مقدس شخصیات کے پاؤں کی خاک پر قربان ہو سکتیں ہیں۔ جن کے بارے میں یہ بکواسات کی جاتیں ہیں۔ اور یہ غلاظت بکی جاتی ہے۔ سب سے پہلے اسکا راستہ روکنا چاہیے۔ لیکن کوئی اس طرف نہیں آرہا۔ اسکو کوئی سننے کو تیار نہیں۔ یہ بات کہاں سنائیں آپ سننے کے لیے تیار نہیں۔

جناب والا:۔

اب میری تجاویز ہیں۔ میں ٹائم بھی دیکھ رہا ہوں۔ میری تجاویز ہیں۔ کہ ملک میں جو مذہبی فسادات ہیں۔ انہیں ختم کیسے کیا جائے پہلی میری تجویز یہ ہے کہ ملک میں اس وقت مذہبی عنوان پر دو جماعتیں آپس میں لڑ رہی ہیں۔ ایک جماعت کو سپاہ صحابہؓ کے عنوان سے لوگ جانتے ہیں۔ جس کا میں ذمہ دار ہوں۔ ایک جماعت کو لوگ تحریک جعفریہ کے نام سے جانتے ہیں۔ دونوں نے ایک دوسرے کے سینکڑوں آدمی قتل کر دیئے ہیں۔ سب سے پہلے میرا رضاکارانہ مطالبہ ہے۔ اپنے ایم۔ این۔ اے ہونے کے باوجود اپنی جماعت کے ذمہ دار ہونے کے باوجود میں رضاکارانہ طور پر اپنے آپکو اپنی قیادت کو حکومت کی تحویل میں دینے کے لیے تیار ہوں وہ ہمیں پکڑے اپنی تحویل میں لیکر ہماری تحقیقات کرے ہمارے بینک

Scanned with CamScanner

اکاؤنٹ چیک کرے ہماری جماعت کی آمدن چیک کرے اور جو الزامات ہمارے اوپر فریق مخالف نے لگائے ہیں۔ ہم سب الزامات کے بارے میں اپنی تحقیقات کرانے کے لیے تیار ہیں۔ لیکن حکومت اسی طرح اس طبقے کے ذمہ داروں کو بھی گرفتار کرے۔ اگر وہ بھی رضاکارانہ طورپر گرفتاری دے دیں تو وہ بھی جو الزامات ہمارے ہیں۔ ہمارے الزامات کارکنوں کے قتل کے ہوں یا ہمارے الزامات غیر ملکی مداخلت کے ہوں یا ہمارے الزامات ان کتابوں کے بارے میں ہوں۔ ان سے پوچھ گچھ کی جائے۔ تا کہ یہ محسوس ہو سکے کہ قانون سے بالاتر کوئی نہیں ہے۔ پاکستان کی گورنمنٹ کسی کی دم چھلا نہیں ہے۔ پاکستان کی گورنمنٹ ایک مضبوط اور خود مختار گورنمنٹ ہے۔ اور اس سے پتہ چل جائے گا۔ اور میں آج کہتا ہوں کہ میں تو رضاکارانہ طورپر گرفتاری دینے کے لیے تیار ہوں۔ آپ ان کی گرفتاری کا سوچ بھی نہیں سکتے۔ اس لیے کہ ان کے پیچھے اتنی بڑی بڑی قوتیں اور ملک ہیں۔ کہ آپ اگر ان کی طرف میلی آنکھ سے دیکھیں گے۔ تو فورا آپ شرمندگی سے اپنی آنکھ کو نیچا کرلیں گے۔ دوسری میری تجویز یہ ہے۔

جناب والا:۔

دونوں طرف سے سینکڑوں قتل کے مقدمات ہیں۔ قتل کے مقدمات میں 302 میں جو ملزمان نامزد کیے گئے ہیں۔ ان ملزمان کے بارے میں دونوں جماعتوں کو کہا جائے کہ یہ ملزمان کی فہرست ہے۔ آپ ان ملزموں کو حکومت کی تحویل میں دے دیں۔ جو ملک کا وفادار ہو گا۔ جو محب وطن جماعت ہو گی۔ وہ جو جو آدمی حکومت طلب کرے گی۔ حکومت کے ہاتھ میں دے گی۔ اگر فریق مخالف اس بات کے لیے تیار ہو میں اسمبلی میں شورٹی (Surety) دیتا ہوں جو جو میرا کارکن، میرا عہدیدار حکومت کو کسی مقدمے میں مطلوب ہے۔ میں رضاکارانہ طور پر حکومت کے حوالے کرنے کے لیے تیار ہوں۔

جناب والا:۔

میری تیسری تجویز یہ ہے۔ کہ اس کے ساتھ ساتھ دونوں جماعتوں کے ذمہ

Scanned with CamScanner

داران کو بٹھا کر یہ بات طے کی جائے کہ آپ بھی اہل بیت کو مانتے ہیں۔ ہم بھی اہل بیت کو مانتے ہیں۔ آپ یہ بتلائیں کہ اگر کوئی آپکے مذہب کے مقدس شخصیات کی توہین کرے تو اس کی کیا سزا ہونی چاہیے؟ ہم سے پوچھے کہ ہماری مذہبی مقدس شخصیات کی توہین کرے اسکی کیا سزا ہونی چاہیے؟ جن سزاؤوں پر ہم اتفاق کر لیں۔ حکومت ان سزاؤوں کو یہاں سے قانون کی شکل دلوائے تاکہ نہ کوئی ان کے مقدس شخصیات کی توہین کر سکے نہ ہماری مقدس شخصیات کی توہین کر سکے۔ تاکہ یہ گستاخی کا دروازہ مستقل بنیادوں پر بند ہو جائے مجھے پتہ ہے۔ آپ مجھے کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ جناب والا میری نظر گھڑی کی طرف ہے۔

جناب محترم:۔

میری آپ سے التماس ہے۔ کہ یہ وہ بنیادی چیزیں ہیں۔ بنیادی نکات ہیں جن پر اتفاق کئے بغیر اس ملک میں مذہبی فسادات کا خاتمہ ناممکن ہے۔ اور آپ نے دیکھا ہے اور میں یہ بھی تجویز پیش کروں گا حکومت سے کہ کراچی میں حکومت ساری مساجد کے تحفظ کے لیے اپنی ذمہ داری کو پورا کرے۔ اگر خانہ خدا میں کوئی آدمی تراویح میں قرآن نہیں سن سکتا۔ اگر مسجد میں کوئی نماز نہیں پڑھ سکتا۔ اگر مسجدوں میں بھی امن نہیں ہے۔ تو پھر امن کہاں ملے گا؟۔ مسجد تو جائے امن تھی۔ امن کی پناہ گاہ تھی۔ آج مسجدوں کو بھی بدامنی میں تبدیل کر کے وہاں گولیوں کی بوچھاڑ کردی جاتی ہے۔ اور خاص طور پر تبلیغی جماعت کی مسجدوں میں اور جو بیچارے کسی کو کچھ بھی نہیں کہتے۔ یہ بیچارے اپنا کام کرتے ہیں۔ ان کی مساجد پر فائرنگ کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے۔ سوال یہ ہے۔ آخر اتنی لاقانونیت ہورہی ہے۔ کوئی ایک ملزم بھی نہیں گرفتار ہورہا کوئی ایک بھی اریسٹ نہیں کیا جارہا۔ کسی ایک پر بھی ہاتھ نہیں ڈالا جارہا (سپیکر مولانا صاحب اسکو Complete کیجئے) مولانا شکریہ جناب ویسے بھی اذان ہونے والی ہے۔ پانچ منٹ کے بعد آپ کس کو ٹائم دیں گے میں دوچار تجاویز پیش کردیتا ہوں۔ (سپیکر: جی میں بلاتا ہوں ابھی جناب افضل خان صاحب) ٹھیک ہے۔

Scanned with CamScanner

جناب والا:۔

میں آپکی وساطت سے حکومت سے یہ مطالبہ کر رہا ہوں۔ کہ اس ایوان کی ایک کمیٹی بنا دی جائے وہ بااختیار کمیٹی ہو۔ جس طرح سینٹ میں بنائی گئی ہے۔ یہ نئی بات نہیں سینٹ میں بنائی گئی ہے۔ اس ایوان کی کمیٹی ہو۔ وہ کمیٹی دونوں طبقوں کے ذمہ داروں کو بلائے اور ان سے کہے کہ آخر کیا وجہ ہے؟ کہ چودہ سو سال پرانے اختلاف کی بنیاد پر آپ ایک دوسرے سے نبرد آزماں ہیں۔ وہ کمیٹی دونوں کی بات سنے۔ جس نتیجے پر وہ کمیٹی پہنچے۔ جو رپورٹ وہ کمیٹی حکومت کو دے ہم من و عن اس کمیٹی کی پابندی کرنے کو تیار ہیں۔ لیکن

جناب والا:۔

میں آپ کو بتلا رہا ہوں آج ریکارڈ پر یہ بات لا رہا ہوں۔ کل میں نے بتلایا تھا۔ کہ جنہوں نے مجھ پر قاتلانہ حملہ کیا۔ میرے دو باڈی گارڈ شہید ہوئے۔ اور مقابلے میں وہ بھی زخمی ہوئے 302 میں نامزد ملزم ہیں۔ وہ دندناتے پھر رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کوئی ہے ہمیں پکڑنے والا۔ ایک تو وہ ہیں جن کا علم نہیں۔ کراچی میں تو چلو ملزمان کا علم نہیں۔ ایک آپ جانتے ہیں۔ نامزد ملزمان ہیں۔ وہ مقابلے میں خود زخمی ہوئے ہیں۔ اور وہ کہتے ہیں۔ آؤ ہم نے یہ کام کیا ہے۔ وہ اقراری ملزم بھی ہیں۔ لیکن حکومت انہیں گرفتار کرنے کے لیے تیار نہیں۔

تو جناب والا:۔

جب اس طرح بے حسی ہو گی۔ تو پھر ملزمان کے حوصلے تو اور بلند ہوں گے۔ پھر تو وہ اور زیادہ جو کچھ کرنا چاہیں گے۔ اس کے لیے اور زیادہ تیار ہوں گے۔ اس لیے میری التماس ہے کہ اگر کمیٹی محسوس کرے ملک میں قانون سازی کی ضرورت ہے۔ تو قانون سازی کی جائے غیر ملکی مداخلت کا دروازہ بند کیا جائے۔ غیر ملکی اثرات جو ملک میں برپا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ ان کا راستہ روکا جائے اور یہ سلسلہ ختم ہونا چاہیے۔ تو

Scanned with CamScanner

جناب والا:۔

میں آدھے منٹ میں آخری بات کہہ رہا ہوں۔ میرے علم میں یہ بات آئی ہے۔ کہ یہاں پنجاب کی اہم شخصیت نے ہی آرڈر کیا ہے۔ کہ بعض وعدہ معاف گواہ بنائیں جائیں۔ جو جیلوں میں ہمارے کارکن بند ہیں۔ انہیں کہا جارہا ہے۔ کہ ہم آپکو باعزت بری کرتے ہیں۔ آپ وعدہ معاف گواہ بنیں۔ کہ اعظم طارق نے ہمیں کہا تھا ہمیں اسلحہ دیا تھا کہ فلاں آدمی کو قتل کر دیا جائے۔ تاکہ ہم وعدہ معاف گواہ کی گواہی کی بنیاد پر اعظم طارق کے ساتھ وہی حشر کریں۔ جو بھٹو کے ساتھ کیا گیا۔ آج میں خود بتانا چاہتا ہوں دنیا کی کوئی طاقت اعظم طارق پر ایک پیسے کا الزام نہ مالی طور پر ثابت کر سکتی ہے۔ اور نہ اسی طرح ایک اشارہ بھی میرا ثابت نہیں کر سکتی ہے۔ لیکن میں انہیں بتلاؤں گا کہ نہ سپاہ صحابہؓ بھٹو ہے۔ نہ سپاہ صحابہؓ پیپلز پارٹی ہے۔ سپاہ صحابہؓ پی پی نہیں۔ اگر ایسی کوشش کی گئی ہم اسکا راستہ روکیں گے۔

○ ○ ○

Scanned with CamScanner

موضوع: قاتلانہ حملہ پر احتجاج

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

جناب والا:-

میں پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے جو پوائنٹ آف آرڈر کا تقاضہ ہے۔ نقطہ اعتراض کہ یہاں میرے قاتلانہ حملہ کے بعد جو کارروائی ایوان میں ہوئی ہمارے محترم وزیر داخلہ صاحب نے جو اس کی تفصیلات بیان فرمائیں' میں اس عنوان پر پوائنٹ آف آرڈر لیتا ہوں۔

جناب والا:-

میں ریکارڈ کی درستگی کے لیے کہ اس ایوان میں وہ کچھ کہا گیا جو وہاں نہیں ہوا تھا۔ اس لیے میں وضاحت کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ پہلی بات' یہ بات آپ کے نوٹ میں لانا چاہتا ہوں کہ اس اسمبلی میں ہمارے ذمہ دار وزراء جو وعدہ کرتے ہی' جو بات کرتے ہیں' قطعی طور پر وہ اس کا اظہار نہیں کرتے' وہ اپنی بات سے اس طرح پھر جاتے ہیں۔ جیسے طوطا اپنی آنکھیں بدل لیتا ہے' اور اس کی سب سے پہلی میں آپ کے سامنے دلیل پیش کرتا ہوں کہ یہاں پر ایوان میں وعدہ کیا گیا کہ کراچی میں جو کچھ ہوا ہے۔ ہم اس پر کمیشن بٹھائیں گے۔ اس معاملے کو آج بیس دن ہو رہے ہیں اگر کراچی میں کوئی کمیشن بٹھایا گیا ہو' میں اس کی ذمہ داری لینے کے لیے تیار ہوں۔ ورنہ اس ایوان میں غلط بیانی سے کام لیا گیا اور کہا وہاں کچھ نہیں ہوا۔ وہ لوگ جن کو مسجد کے اندر شہید کیا گیا ان کا نوٹس نہیں لیا گیا۔ دوسری بات مجھے محترم وزیر داخلہ نے روکا کہ آپ کراچی نہ جائیں۔ 25 تاریخ تک آپ پر پابندی ہے اور یہاں مجھے مظفر ہاشمی صاحب کے سامنے کہا کہ آپ جھنگ چلے جائیں اور میرے اوپر جب قاتلانہ حملہ ہوا تو انہوں نے یہ فرمایا کہ میں نے انہیں جھنگ جانے سے بھی روکا تھا۔ حالانکہ کوئی ایسی بات نہیں تھی۔ مجھے

Scanned with CamScanner

کسی نے جھنگ جانے سے نہیں روکا۔ دوسری بات میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ محترم وزیر داخلہ صاحب نے یہاں میری عدم موجودگی میں بیان فرمایا کہ یہ جو میرے اوپر قاتلانہ حملہ ہوا ہے' یہ میری سرگودھا کی تقریر کی وجہ سے ہوا ہے۔ میں ابھی S.P سرگودھا سے آپ کی بات کراتا ہوں۔ D.C سرگودھا سے بات کراتا ہوں۔ انہوں نے مجھے اس بیان کے بعد میں نے ان سے فون پر رابطہ کیا انہوں نے کہا کہ ہمیں تمام مکاتب فکر نے کہا کہ مولانا اعظم طارق کی تقریر پر ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ تیسری بات انہوں نے یہ فرمایا کہ مجھ پر دفعہ 144 تھی۔ مجھے اجازت تھی' میں نے اجازت کے ساتھ وہاں تقریر کی۔ میں نے دفعہ 144 توڑ کر وہاں تقریر نہیں کی۔ چوتھی بات انہوں نے یہاں فرمایا کہ میرے اوپر داخلہ بندی تھی۔ میں سرگودھا نہیں جا رہا تھا۔ میں سرگودھا سے 30 کلومیٹر دور کے فاصلے سے اسلام آباد آ رہا تھا۔ پانچویں بات میرے اوپر حملہ کرنے والے سرگودھا سے تعلق نہیں رکھتے ہیں۔ یہ حملہ آور ڈیڑھ مہینے سے میرے پیچھے لگے ہوئے تھے اور ہماری وزارت داخلہ کے علم میں تھا کہ جب انہوں نے لاہور میں میرے قتل کا فتویٰ دیا اور پوسٹر شائع کیے اور اخبارات نے شہ سرخیوں میں میرے بارے میں یہ بات چھاپی کہ ان کی جان کو خطرہ لاحق ہے۔ اب جو بات میں عرض کرنا چاہتا ہوں مجھے یہ بتلایا جائے کہ جب میرے قتل کے فتوے شائع ہوئے اور میرے بارے میں شہ سرخیوں سے یہ بات شائع ہوئی کہ ان کی جان کو خطرہ ہے۔ حکومت بتلائے کہ انہوں نے میرے لیے حفاظتی انتظامات کیا کیے۔ اس کے برعکس میں بتلاتا ہوں۔ حفاظتی انتظامات کرنے کی بجائے پہلا کام یہ کیا کہ میرے گھر سے پولیس گارڈ ہٹا لی گئی۔ دوسرا کام یہ کیا کہ میرے ساتھ تین سال سے ڈسٹرکٹ سے ڈسٹرکٹ تک جو پولیس وین چلتی ہے وہ مجھ سے واپس لے لی گئی اور اس کے بعد تیسرا کام یہ کیا کہ اسلام آباد داخلے پر جو اسلحہ میں اپنا جائز اسلحہ' لائسنسی اسلحہ' انہیں کا دیا ہوا جو اپنے پاس رکھتا ہوں۔ وہ مجھ سے کہا آپ یہ لے کر نہیں آئیں گے۔ چونکہ مجھے پتہ تھا کہ اسلام آباد میں داخل ہوتے ہی اسلحہ رکھنا ہے۔ اس لیے واللہ میں

اپنا اسلحہ لے کر نہیں آ رہا تھا۔ اگر میرے پاس لائسنسی اسلحہ ہوتا تو یہ رزلٹ الٹا ہوتا اور لوگ دیکھتے کہ قاتل اس جگہ ڈھیر ہوتے۔ یہ ایک سکیم تھی ہمیں نہتا کیا گیا اور ہمیں نمبروار گھر سے گارڈ ہٹا لی' یہ پولیس کی وین تین سال سے میں پچھلے دور میں بھی حزب اختلاف میں رہا ہوں۔ میاں نواز شریف صاحب نے تو مجھ سے پولیس وین نہیں چھینی۔ اس وقت وائیں صاحب سے اختلاف تھے۔ انہوں نے میرے خلاف الیکشن بھی لڑا' انہوں نے تو پولیس گارڈ ہم سے نہیں چھینی' اگر یہ پولیس گارڈ میرے ساتھ ہوتی' میں کہتا ہوں کہ تین چیزیں ہیں۔ نواب زادہ نصر اللہ صاحب تشریف فرما ہیں۔ یہ اس بات کی تصدیق کریں گے کہ 5 جولائی کو جو وفد مظفر ہاشمی صاحب مختلف ممالک میں کشمیر کمیٹی کے ساتھ گئے ہیں۔ کیا میں اس وفد میں شریک نہیں تھا۔ اس وفد کے ساتھ جانے سے 12 گھنٹے پہلے مجھے کیوں روکا گیا۔ نواب زادہ صاحب نے مجھے بتلایا کہ آپ کے ویزے جان بوجھ کر نہیں لگوائے گئے جبکہ میرے ویزے لگ گئے تھے۔ مجھے اسی دن ایجنسیوں نے بتلا دیا تھا کہ حکومت تمہیں باہر اس لیے نہیں جانے دینا چاہتی کہ وہ تمہیں قتل کرانا چاہتی ہے۔ یہ پہلا موقع تھا۔ اس بات کی تصدیق کی جائے کہ مجھے ملک سے باہر جانے سے کیوں روکا گیا کیا وجہ تھی؟ ویزے میرے سارے کے سارے لگ گئے تھے۔ میں نے اس وجہ سے اپنی جماعت سے اجازت لی کہ ایسی کشمیر کمیٹی میں رہنے کا کیا فائدہ ہے کہ جس کشمیر کمیٹی کے چیئرمین کے پاس اتنے بھی اختیارات نہیں ہیں کہ وہ جو چاہیں وہ کریں۔ اب یہ کشمیر کمیٹی نہیں ہے' بلکہ حکومت کی ایک لونڈی بن کر رہ گئی ہے۔ حکومت جو چاہے کرے ان کا کوئی اختیار نہیں رہ گیا ہے۔ یہ چار باتیں ان چار باتوں کا جواب کشمیر کمیٹی سے روک کر مجھے باہر ملک جانے سے کیوں روکا۔ میرے گھر سے پولیس گارڈ کیوں ہٹائی۔ میرے ساتھ تین سال سے چلنے والی پولیس وین کیوں لی گئی۔ مجھے اسلام آباد داخلے کے وقت اسلحہ سے نہتا کیوں کیا گیا۔ یہ چار کام نہ ہوتے' تو یہ قاتلانہ حملہ کبھی نہ ہوتا اور دوسری بات جتنے قاتل ہیں۔ ان کا تعلق ٹھوکر نیاز بیگ سے ہے اور ٹھوکر نیاز بیگ کے وہ لوگ انہوں

Scanned with CamScanner

نے ہمارے 35 افراد شہید کیے۔ مسجدوں میں بموں کے دھماکے کیے۔ ہمارے نامزد پرچے تھے۔ جب ان کے خلاف اپریشن ہوا تو اسی ایوان میں کون لوگ ہیں۔ وزیراعظم ہاؤس میں کونسے لوگ ہیں؟ جنہوں نے ٹھوکر نیاز بیگ کے آپریشن کو ناکام بنایا اور ان ملزموں کو تحفظ دیا۔ اگر ٹھوکر نیاز بیگ کا آپریشن کامیاب ہو جاتا' ملزم گرفتار ہو جاتے تو یہ واقعہ کبھی نہ پیش آتا۔ اب میں عرض کرتا ہوں۔

جناب والا:-

میں جھنگ سے ٹھیک دو بجے چلا 4.05 منٹ پر جب میں ساہیوال سے شاہ پور کے راستے پر چلا تو وہاں پر ابھی ساہیوال سے چھ کلومیٹر پہلے ایک سابق ایم۔این۔اے جو اس وقت پی - پی کا ٹکٹ ہولڈر تھا اور میرے مقابلے میں جس نے 25 ہزار سے شکست کھائی تھی' وہ اس وقوعہ سے چھ کلومیٹر پہلے اپنی گاڑی میں مجھے جھنگ جاتا ہوا ملا۔ اس نے جیسے ہی میری گاڑی دیکھی۔ اس نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لیا۔ یہ بات میں نے اسی رات (President) صاحب جناب فاروق لغاری صاحب نے مجھے شاہ پور تھانے میں فون کیا انہوں نے کہا' کہ آپ اس سازش کو جانتے ہیں؟ میں نے کہا کہ بالکل جانتا ہوں کہ نواب امان اللہ سیال اس سازش سے چھ کلومیٹر پہلے وہاں سے آ رہا تھا۔ جب ہم ساہیوال پہنچے۔ وہ گاڑی ہمارا انتظار کر رہی تھی اور اس گاڑی والوں کی اور ہمارے گن مینوں کی آپس میں تھوڑی سی تلخ کلامی بھی ہوئی چونکہ اس گاڑی کا رخ جھنگ کی طرف تھا۔ ہم اسلام آباد کی طرف آ رہے تھے۔ ہم جیسے ہی شاہ پور کی طرف چلے ابھی ہم بمشکل چار پانچ کلومیٹر چلے تھے کہ پیچھے سے وہ گاڑی تعاقب کرتی ہوئی آئی بالکل نئی گاڑی تھی' اور اس کے اوپر سینیٹر کی نمبر پلیٹ لگی ہوئی تھی۔ ایک مہینے سے سینٹر کی نمبر پلیٹ لگا کر جعلی نمبر' نئی گاڑی جو زیرو میٹر تھی وہ میرے پیچھے گھومتی رہی۔ آپ کی پولیس کہاں ہے؟ آپ کی ایجنسیاں کہاں ہیں؟ آپ کے انتظامات کہاں ہیں؟ جو بھی چاہے وہ ایم۔این۔اے اور سینٹر کی نمبر پلیٹ لگا لے۔ یہاں پر محترم وزیر داخلہ صاحب نے فرمایا راکٹ لانچر نہیں تھا۔ میں نے بھی اپنی F.I.R میں راکٹ

لانچر کا ذکر نہیں کیا۔ کیونکہ میری گاڑی کو راکٹ لانچر نہیں لگا' لیکن راکٹ لانچر جہاں لگا ہے۔ میں وہ جگہ آپ کو دکھاتا ہوں۔ کیونکہ وزیر داخلہ صاحب خود ایک ریٹائرڈ فوجی ہیں اور میں نے راکٹ لانچر چلائے بھی ہیں۔ میں نے راکٹ لانچر دیکھے بھی ہیں۔ میں آپ کو دکھاتا ہوں کہ راکٹ لانچر تھا یا نہیں تھا۔

جناب والا:-

میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں۔ ایک مہینہ تک ایک گاڑی راکٹ لانچر لے کر اور دوسری بات یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ ان کے پاس رائفل گرنیڈ تھے جو گرنیڈ رائفل کے اوپر لگے ہوتے ہیں۔ رائفل گرنیڈ لے کر راکٹ لانچر لے کر جعلی سینٹر کی نمبر پلیٹ لگا کر چنانچہ جب وہ گاڑی بالکل ہمارے قریب آ گئی تو وہاں لکڑی کا 20' 25 فٹ کا عارضی سائپل ہے۔ ہم نے اس کے ساتھ اپنی گاڑی روکی اور اس نیت سے کہ ہم چیک کریں۔ ابھی جوتے بھی ہم نے نہیں پہنے تھے۔ ابھی گاڑی سے اترے ایک سیکنڈ نہیں ہوا تھا۔ ہم نے ان کی طرف منہ بھی نہیں کیا تھا کہ فوراً" انہوں نے راکٹ لانچر داغ دیا۔ جو ہمارے سروں سے ہوتا ہوا تقریباً" ہم سے 50 فٹ کے فاصلے پر زمین میں گرا اور آج بھی وہاں 10 فٹ کا گہرا گڑھا ہے۔ جو گرنیڈ سے نہیں پڑا کرتا۔ وہ تب ہی پڑے گا یا توپ کے گولے سے پڑے گا یا راکٹ لانچر سے پڑے گا۔ ابھی 2 سیکنڈ نہیں ہوئے تھے۔ ہمارے دو ساتھی گاڑی سے اتر گئے' تیسرا ساتھی ابھی اتر رہا تھا کہ انہوں نے فوراً" اس کے اوپر رائفل گرنیڈ فائر کیا۔ وہ اس کو لگا اور وہ گاڑی کے اندر ہی گر گیا۔ پھر تسلسل کے ساتھ مجھے نہیں معلوم کیا چیزیں انہوں نے گاڑی پر ماری۔ پوری گاڑی جل اٹھی اور ہمارا وہ ساتھی جو اس میں بے ہوش ہوگیا' وہ بھی اسی گاڑی میں جل گیا اور پھر جو ہمارے گن مین تھے میں نے فوراً" ان سے کہا آپ حیران ہوں گے کہ ہمارے پاس چار گن مین تھے' ایک شہید ہوگیا۔ باقی تین رہ گئے ورنہ چار پرمٹ کلاشن کوف کے ان حضرات نے دیئے ہیں۔ ایک 7mm ایک 222 اور اس کے علاوہ میرے پاس جائز لائسنسی اسلحہ ہے۔ میں اس لیے نہیں لا سکتا تھا کہ یہاں پر

Scanned with CamScanner

ان کے جلاد کھڑے ہوئے ہیں۔ وہ مجھے یہاں داخل نہیں ہونے دیتے اور میں یہاں اسلام آباد میں اسلحہ لے کر نہیں آ سکتا۔ یعنی خود بخود ہمیں نہتا کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ گاڑی جل گئی اور پھر ہم وہاں سے پوزیشنیں لے کر کافی دیر تک ان کا مقابلہ کرتے رہے۔ یہاں تک کہ اللہ کا فضل ہے کہ ہمارے ساتھیوں نے، سب نے مل کر اتنا مقابلہ کیا، وہ لوگ زخمی ہوئے اور وہ لوگ وہاں گاڑی بھی چھوڑ گئے، برقعے بھی چھوڑ گئے، جوتے چھوڑ گئے، اپنی ٹوپیاں چھوڑ گئے۔ ایک اور گاڑی پکڑی پھر ایک اور گاڑی پکڑی، اس طرح پھر وہ لوگ چلے گئے، وہاں چلے گئے وہاں کے کچھ لوگ یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ جن کی سرپرستی میں وہ علاقے ٹریننگ سنٹر بنے ہوئے ہیں۔ جھنگ کی پولیس سے آپ پوچھیں "موضع لو" کیا ہے۔ وہ آپ کو بتلائے گی کہ موضع لو دریائے جہلم کے کنارے پر ہے۔ جہاں لوگوں کو ٹریننگ دی جاتی ہے۔ جہاں انہیں ہتھیار چلانا سکھایا جاتا ہے تاکہ وہ علماء کرام کو قتل کریں۔ چنانچہ رات کو پولیس ان کے پیچھے چلی گئی۔ پھر پولیس واپس آئی وہ کشتی کے ذریعے دریا پار کر گئے۔

جناب والا:۔

میں آج اس عنوان پر یہاں صرف دو چار باتوں کی وضاحت چاہتا ہوں۔ وہ کون لوگ تھے؟ قاتل قوم نے پہچان لیے اور ہم نے F.I.R میں قاتل نامزد بھی کیے ہیں۔ قاتلوں کے نام Trace کر کے حکومت کو پہنچا دیئے ہیں۔ یہ وہ قاتل ہیں جنہوں نے نام نہاد ایک تنظیم بنائی اور خود اس تنظیم کے بانی بھی ہیں۔ ایک سالار اعلیٰ ہے اور ایک نائب سالار اعلیٰ ہے۔ جس طرح میں اپنی جماعت کا نائب ہوں اور میری تنظیم کے قائد ہیں جس تنظیم کے بانی، جس تنظیم کے قائد اور نائب قائد خود راکٹ لانچر لے کر کسی دوسری پارٹی کے لیڈر کو قتل کرتے چلے جائیں۔ آپ نے اس تنظیم کا کیا ایکشن لیا ہے؟ اور نہ صرف ایکشن لیا مجھے بتلایا جائے کہ انہیں گاڑیاں (Provide) کرنے والے کون ہیں، اور پھر

جناب والا:۔

شور کوٹ سے ان کا ایک ساتھی تھا۔ 22 کو مجھ پر حملہ ہوا ہے۔ 20 کو میں نے شور کوٹ میں تقریر کرنا تھی۔ شور کوٹ میں ایک سابقہ ایم-این-اے اور پچھلی مرتبہ ایم-این-اے کا پوتا P.P کے ایم-پی-اے کا ٹکٹ ہولڈر تھا۔ مظفر عباس اس شخص نے میرا پیچھا کیا۔ پولیس نے اس کو پکڑا اور آج اس نے انکشاف کیا ہے۔ اس نے کہا کہ 1 کڑور روپیہ ایران نے ہمیں ایڈوانس دیا تھا کہ اعظم طارق کو قتل کرنے کے لیے۔ ایران کی طرف سے ایک کڑور روپیہ ایڈوانس ملا ہے۔ باقی کی وصولی کے لیے اپنے پاسپوٹوں پر ویزے لگوا رہا تھا۔ کہ وہاں پر پکڑا گیا میں یہ بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ غیر ممالک ایران پاکستان میں علماء کرام کے قتل میں سپاہ صحابہؓ کے قتل عام میں اتنی دلچسپی رکھتا ہے کہ اس ایوان میں مولانا ایثار قاسمیؒ نے کھڑے ہو کر کہا تھا کہ مجھے ایرانی گورنمنٹ قتل کرانا چاہتی ہے۔ ایران کے تخریب کار پاکستان میں گھس آئے ہیں۔ میرا تحفظ کیا جائے ابھی وہ اجلاس دوبارہ شروع نہیں ہوا تھا کہ مولانا ایثار قاسمیؒ شہید ہوگئے۔ حکومت اس (Angle) سے کیوں نہیں دیکھتی۔ ہر ملک میں جانے کے لیے ویزے کی ضرورت ہے لیکن ایران سے لوگ آتے ہیں جاتے ہیں اور تباہی ہو گئی ہے۔ وہاں کے تخریب کار یہاں گھسے ہوئے ہیں۔ یہاں کے تخریب کاروں کو وہاں ٹریننگ دی جاتی ہے۔ کیا ہماری حکومت اتنی بے بس ہے۔ اتنی مجبور ہے کہ یہ اس کے سامنے احتجاج بھی نہیں کر سکتی۔ اور انہیں کہہ بھی نہیں سکتی کہ ہمارے ملک میں مداخلت کیوں کرتے ہیں؟ کہ آپ علماء کے قتل سے اپنے ہاتھ رنگین کیوں کرتے ہیں۔

جناب والا:۔

اس وقت تک صورت حال یہ ہے تمام ملزموں کے نام Trace ہو چکے ہیں۔ لیکن ملزموں کے پیچھے اتنی بھاری بھاری شخصیات اور اتنے بڑے بڑے سیاست دان' بڑے بڑے منصبوں پر فائز لوگ ہیں۔ جنھوں نے ملزموں کو پناہ دے رکھی ہے۔ جو ملزموں کے خلاف کارروائی نہیں ہونے دے رہے اور دو آدمی میں نے اپنے ایماء پر نامزد کیے ہیں وہ دندناتے پھرتے ہیں۔ انہیں کوئی گرفتار کرنے کے

Scanned with CamScanner

لیے تیار نہیں ہے۔ میں نے اسی رات (President) صاحب کو کہا تھا کہ میں نے اپنے مدمقابل امان اللہ سیال کو میں اب بھی قسم کھا کر کہتا ہوں میں نے خود دیکھا ہے۔ اسے کوئی گرفتار کرنے کے لیے تیار نہیں' جن کو میں جائے وقوعہ پر دیکھتا ہوں انہیں کوئی گرفتار نہیں کرتا' جنہیں میں نامزد کرتا ہوں انہیں کوئی گرفتار نہیں کرتا' جو مجھ پر حملہ آور ہوئے ہیں۔ انہیں کوئی گرفتار نہیں کرتا' تو آپ کیا چاہتے ہیں؟ اگر آپ ہمیں قتل کرانا چاہتے ہیں آپ اپنے ہاتھ سے قتل کر دیجئے۔ دشمن سے قتل کرانے کی کیا ضرورت ہے' لیکن میں ایک بات آپ کے توسط سے کہنا چاہتا ہوں۔ ہمیں جو نہتا کر کے ہاتھ پاؤں باندھ کر مروایا جا رہا ہے۔ خدارا آپ اس پالیسی پر نظر ثانی کیجئے۔ اس طرح مت ہمارے ساتھ کریں۔ آپ ہمارے ہاتھ باندھیں۔ آپ ہمارے پاؤں باندھیں اور دشمن کے سامنے پھینک دیں' اگر آج ہمارے ہاتھ پاؤں کھلے ہوتے میں دیکھتا کون تھا میرے مقابلے میں' ہم پھڑکنے بھی نہیں دیتے۔ اس لیے میں آپ کی وساطت سے یہ بات کہنا چاہتا ہوں چاہے کوئی ناراض ہو میں آئندہ ہفتے آ رہا ہوں۔ میں اپنا پورا جائز اسلحہ لے کر آؤں گا چاہے آپ مجھے داخل نہ ہونے دیں۔ میں کوئی بات نہیں مانتا نہ میں کوئی پابندی تسلیم کرتا ہوں۔

○ ○ ○

Scanned with CamScanner

موضوع: اہمیت قومی اسمبلی

شبیر ہاشمی صاحب کی بھوک ہڑتال کا یہ کمال ہے کہ آج ایوان کا بہت زیادہ وقت جو ہے۔ وہ فنڈ سے ہوتا ہوا ایک ایسی صورت حال سے دوچار ہو رہا ہے کہ جب دونوں طرف سے ایک مرتبہ پھر افہام و تفہیم پیار اور محبت کے جذبات پروان چڑھ رہے ہیں۔

جناب والا:-

میں اس ماحول کو خراب تو نہیں کرنا چاہتا۔ لیکن میں آج یاد دلانا چاہتا ہوں۔ حکومت وقت کو کہ میں پچھلے دور میں اپوزیشن میں تھا اور میرے ساتھ پی۔ پی بھی اپوزیشن میں تھی۔ اس وقت کھڑے ہو کر بھائی خورشید شاہ یہ کہا کرتے تھے کہ ہم نے اپنے دور میں غلطی کی۔ ہم نے اپنے دور میں زیادتی کی۔ خدا کے لیے آپ تو ہمارے ساتھ زیادتی نہ کریں۔ آپ تو ہمارے ساتھ فنڈ کے معاملے میں اس طرح نہ کریں اور آج وہ دن دیکھنا پڑ رہے ہیں کہ آج وہی بات ہم ان سے کہہ رہے ہیں۔ یہ بات میری سمجھ سے بالا تر ہے کہ جب ہم اپوزیشن کی کرسی چھوڑ کر حکومت کی کرسی تک جاتے ہیں تو ہمیں یکسر اپنا ماضی بھول کیوں جاتا ہے؟ ہم تھوڑی سی کرسی Change ہونے کے بعد اپنی سابقہ باتوں کو فراموش کر جاتے ہیں اور ہمیں اپنے اصول ضابطے' وہ اپنا رونا پیٹنا' اپنا واویلا وہ یکسر ہم کیوں فراموش کر جاتے ہیں اور میں تو اول روز سے یہ کہہ رہا ہوں کہ یہ مضیبت کیا ہے۔ ہم یہاں قانون ساز ادارے میں بیٹھے ہوئے ہیں اور قانون ساز ادارے میں بیٹھ کر ہماری تمام صلاحیتیں ہماری سوچ اور فکر کے سارے زاویے وہ اس بات پر صرف ہوتے ہیں۔ ہمیں نالی بنانی ہے' ہمیں سڑک بنانی ہے' ہمیں سکول بنانا ہے' اگر ہمیں معلوم ہو کہ یہ مقررہ فنڈ ہمیں ملنا ہی ملنا ہے اور پھر جو فنڈ ہے۔ اس کی صورت حال پہلے سے یہ ہے کہ جیسے اونٹ کے منہ میں زیرہ دے دیا جائے۔ مسائل اتنے ہیں' مشکلات اتنی ہیں اور اس کے مقابلے میں تھوڑا سا فنڈ اور پھر وہ

Scanned with CamScanner

بھی پریشان کر کے دینا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس ایوان کے ساتھ بہت بڑی زیادتی ہے۔

اور جناب والا:۔

لوگ تو یہ کہنے پر مجبور ہیں اور ہم یہ سوچنے پر مجبور ہیں کہ یہاں بیٹھ کر کوئی آدمی اگر کوئی بات کرتا ہے۔ وہ تو صرف اور صرف اس نیت سے کرتا ہے کہ کہیں اس کے مفادات پر ضرب نہ پڑے۔ وہ اپنے مفادات کو سامنے رکھتا ہے اور اس کے ہمارے پاس ہزاروں ثبوت ہیں۔ وجہ کیا ہے کہ جس عوام نے ان حضرات کو منتخب کیا ہے۔ آپ حضرات کو منتخب کیا۔ اسی عوام نے ہمیں منتخب کیا ہے۔ جب ہم ایک ہی جگہ سے آئے ہیں۔ ہم منتخب نمائندے ہیں۔ ہمارے منتخب نمائندوں کی موجودگی میں ہمارے علاقوں میں تبادلے کوئی اور کرواتا ہے۔ ہمارے علاقوں میں سکیموں کا افتتاح کر کے ٹی۔ وی پر کسی اور کو دکھایا جاتا ہے۔ آخر وجہ کیا ہے؟ ہمارا جرم یہ ہے کہ ہم منتخب ہو کر ایوانوں میں آئیں ہیں۔ ان کی خصوصیت یہ ہو گئی کہ ان کی پارٹی جیت گئی۔ دنیا میں کسی جگہ ایسا سلوک نہیں ہوتا کہ جو لوگ منتخب ہو کر آئیں۔ غیر منتخب لوگ ان کے سینئر ہو جائیں اور ان سے زیادہ اپنے علاقوں میں پاپولر Popular ہو جائیں اور یہاں تک کہ جہاں جہاں اپوزیشن سے تعلق رکھنے والے ایم۔این۔اے، ایم۔پی۔اے ہیں۔ وہاں جناب تھانے کے سپاہی سے لے کر S.P تک اور اسی طرح انتظامیہ اور جتنے بھی وہاں کے دفاتر ہیں۔ مجال ہے کہ کوئی پوچھنے والا ہو یہ کیا طریقہ جمہوریت ہے۔ یہ کیا منتخب نمائندوں کو ہم نے عزت دی ہے۔ یہاں بیٹھ کر ہم سوائے اس کے کہ ہمارے پاس بے شمار لوگ آ رہے ہیں۔ میں نے ان سے کہا کہ دیکھیں بھائی حکومت کے ساتھ ہماری بڑی تلخی چل رہی ہے۔ آج کل ہمارا کام نہیں ہو سکتا۔ اس لیے کام ہمارا اس وقت ہو گا جب ہم حکومت کی کسی بات کو لیس Yes کریں یا حکومت کی مرضی کے ساتھ ہماری مرضی چلے۔ یہ کب تک سلسلہ جاری رہے گا۔ بہت بہترین بات بھائی افتخار صاحب نے کہی ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ ہمیں اس ایوان کو

Scanned with CamScanner

اور اس نظام کو کیسے بچانا ہے۔ یہ بات مجھے کسی دوست نے کہی۔ اس نے کہا کہ جب ہم حکومت کی کرسیوں پر ہوتے ہیں تو ہمیں بھی یہ لگتا تھا کہ یہ نظام بڑا مضبوط ہے۔ یہ اسمبلی بڑی مضبوط ہے' یہ کرسی بڑی مضبوط ہے۔ لیکن کچھ پتہ نہیں چلا۔ وہاں تو 2 تہائی کی مالک تھی۔ پچھلی حکومت پر آج کی حکومت نے پکڑ دھکڑ کر گاڑی چلائی ہوئی ہے۔ اس لیے اتنے مضبوط ایوان نہ رہے۔ ہم یہ چاہتے ہیں اس نظام کو چلنا چاہیے۔ اس ایوان کو اپنی مدت پوری کرنا چاہیے' لیکن اس کے جناب اصول ہیں۔ کوئی ضابطے ہیں یہ تو نہیں ہے کہ جو کسی آدمی کے ہاتھ میں آئے اور وہ اس کو اپنے ہاتھ میں لے لے اور کہے کہ میں چونکہ حکمران ہوں۔ اس لیے آپ کو میرا کوڑا برداشت کرنا پڑے گا۔ اس لیے آپ حضرات نے جو صورت حال کو دیکھا ہے۔ یہ بات جو فنڈ سے شروع ہوئی ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ آیا جو شخص یہاں منتخب ہو کر آتا ہے۔ اس کا اتنا بڑا حلقہ ہے آپ اس لیے فنڈ دیتے ہیں اور ہو اتنا قلیل فنڈ ہوتا ہے۔ جو مسائل کے مقابلے میں بمشکل اگر 100 فیصد مسائل ہیں تو وہ ایک فیصد بھی نہیں ہوتا اور وہ بھی اس طرح دیا جاتا ہے کہ جس کی حد نہیں ہے۔

جناب والا:-

میری آپ سے التماس ہوگی۔ یہ جو قومی اسمبلی کے ممبران کے ساتھ امتیازی سلوک ہے۔ وہ آج کی حزب اختلاف کل کی حزب اقتدار ہوگی۔ کل کی حزب اقتدار آج کی حزب اختلاف ہے۔ ہم نے تو یہ ہی دیکھا ہے۔ ہم کل بھی اپوزیشن میں تھے۔ آج بھی اپوزیشن میں ہیں۔ جو کچھ آج ہم کہہ رہے ہیں۔ وہی کچھ کل وہ کہہ رہے تھے اور خدا نخواستہ کل پھر Change آئی تو کل پھر وہی کل کہیں گے جو آج ہم کہہ رہے ہیں۔

○ ○ ○

Scanned with CamScanner

موضوع :- کراچی کے حالات

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

شکریہ جناب سپیکر :-

مجھے آپ نے اس اہم مسئلے پر بولنے کا موقع فراہم کیا ہے۔ جناب سپیکر :- میں خوش قسمتی سے سندھ کراچی سے بہت مضبوط تعلق رکھتا ہوں اور میں پنجاب سے کامیاب ہوا ہوں۔ جناب والا سب سے پہلے میں حکومت کے اس اقدام پر کہ اس نے سندھ کی حالت پر بحث کرنے کے لیے یہ وقت نکالا' یہ بڑا مستحسن قدم ہے۔ میں اسے حزب اختلاف کے بنچوں سے خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

جناب والا :-

مسئلہ یہ ہے کہ ہمیں ایک دوسرے پر ہٹ کرنے کی بجائے حالات کی نزاکت اور حقیقت کو دیکھنا چاہیے۔ اس کے پس پردہ کیا تھا؟ کون لوگ تھے' جنہوں نے پاکستان کے بننے سے ہی پاکستان کو دل سے قبول نہیں کیا تھا' اور بدقسمتی سے وہ مسلمان بھی نہیں تھے۔ لیکن وہ سندھ میں تھے وہ سکولوں میں وہ پرائیویٹ اداروں میں شروع سے بچوں کو یہ پڑھاتے رہے کہ ہم پاکستان کے ساتھ نہیں رہ سکتے۔ یہ وہ سندھ ہے جس میں راجہ داہر کو خراج تحسین پیش کیا جاتا ہے اور محمد بن قاسمؒ کو لٹیرا کہا جاتا ہے۔

جناب والا :-

یہ بھی وہ تمام چیزیں ہیں۔ میں کہتا ہوں آپ پیچھے مت جائیں۔ آپ موجودہ حالات کو دیکھئے۔ ہماری موجودہ حکومت کو یہ مان لینا چاہیے کہ سندھ میں اس وقت دو طاقتیں ہیں۔ ایک شہری قوت ہے۔ جسے ہم MQM کے نام سے جانتے ہیں اور ایک دیہاتی قوت ہے' جس کی اکثریت پیپلز پارٹی کو حاصل ہے۔ I.J.I کی وہاں قوت تو آٹے میں نمک کے برابر ہے' اور اس وقت یہ دونوں طاقتیں اور

Scanned with CamScanner

قوتیں جو سندھ کی ہیں وہ دونوں آپ سے کہہ رہی ہیں کہ فوج کو استعمال نہ کیجئے۔ وہ دونوں آپ سے مطالبہ کر رہی ہیں کہ آپ فوج کے ذریعے سے سندھ کی عوام کو بلڈوز (Buildos) نہ کریں تو آپ کو وہاں کے نمائندوں کی رائے کو سامنے رکھنا چاہیے۔ اس وقت مسئلہ یہ نہیں ہے کہ یہ فوج کے ذریعے سے حل ہو جائے گا۔

جناب والا:-

فوج کی وجہ سے تو پہلے احساس محرومی وہاں زیادہ ہوا ہے۔ مارشل لاء کے دور میں فوج سے اتنی نفرت بڑھ گئی تھی کہ دیہاتوں کے لوگ فوج کو اپنا محافظ سمجھنے کی بجائے اپنا دشمن سمجھتے تھے۔ یہ احساس محرومی کی بات ایک حقیقت ہے' اور میں بھی چونکہ ایک جماعت سے تعلق رکھتا ہوں۔ سچ بات کہتے ہوئے آدمی کو عار نہیں ہونی چاہیے۔ جو بھی جماعتیں اور جو غریب کارکن ہیں۔ ان کے پاس کلاشن کوفیں کہاں سے آتی ہیں؟ ان کے پاس اسلحہ کہاں سے آتا ہے؟

جناب والا:-

ایک وقت ہوتا ہے۔ جب اس جماعت کو ضرورت ہوتی ہے۔ جب وہ اپنا دفاع کر رہی ہوتی ہے۔ جب اس نے اپنے دشمن سے نمٹنا ہوتا ہے۔ لیکن اس وقت اس کو دہشت گرد کہا جاتا ہے۔ کل تک MQM کو دہشت گرد کہتے رہے۔ آج وہ مجبوری بن گئی' تو آج کوئی دہشت گرد نہیں کہے گا۔ آج سپاہ صحابہؓ کو دہشت گرد کہتے ہو۔ کل ہم بھی مجبوری بن جائیں گے۔ کل ہمیں بھی کوئی دہشت گرد نہیں کہے گا۔

جناب والا:-

کچھ نا انصافیاں بھی ہوئیں ہیں۔ اس وقت مسئلہ یہ ہے کہ جس سے کلاشن کوف پکڑی جائے گی' اس سے پوچھا جائے گا کہ لی کس سے؟ وہ کہے گا فلاں سے۔ پھر پوچھا جائے گا' لی کس سے؟ پھر بات کارکن سے لیڈر تک پہنچے گی۔ جب

Scanned with CamScanner

بات کارکن سے لیڈر تک پہنچے گی تو پھر مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ تو پھر وہ لیڈرشپ آج آپ کو کہہ رہی ہے کہ فوج کے ذریعے سے حل نہ کریں۔ اسے افہام و تفہیم سے حل کریں۔ یہ مسئلہ بہت آگے ہے اور احساس کمتری کا شکار تو آپ دیکھئے۔ جناب ہمارے ساتھ یہ ہو رہا ہے۔ آج سندھ پر بحث ہو رہی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ کل جھنگ کے اوپر بحث ہوگی۔ آج جھنگ میں یہ حالت ہے کہ ہمارے نوجوانوں کو کرتا کوئی ہے بھرتا کوئی ہے۔ ایک سپرنٹنڈنٹ (Superintendent) کا قتل ہوگیا۔ میں نے جمعے میں کھڑے ہو کر کہا کہ فلاں نوجوان نے کیا ہے وہ اگر سپاہ صحابہؓ کا تھا۔ میں اسے نکالتا ہوں۔ میں اسے گرفتار کراتا ہوں۔ اسے کیفر کردار تک پہنچایا جائے، لیکن کیا ہوا، کہ جناب گرفتار کیا گیا ایک تیسرے محلے سے بچیوں کو بارہ بارہ سال کی بچیاں پچھلے بدھ کو گرفتار ہوئیں۔ ان بچیوں کو سگریٹ لگا لگا کر جلایا گیا۔ جناب جھنگ میں یہ حالت ہو رہی ہے۔ ان کا تعلق دور سے بھی نہیں ہے۔ تیسرے روز اس ڈر سے کہ ہائی کورٹ کا بیلف بڑھ جائے گا۔ وہ چھوڑ دی گئیں، میں کہتا ہوں کہ جس کی بہنوں کو تھانے میں لا کر کہا گیا کہ ان کی شلواریں اتار دو۔ اور ان کی کانوں کی بالیاں کھینچ کر ان کے کان کاٹ دیئے گئے۔ اور ان کے بازو جلا دیئے گئے۔ آپ ان سے کیا توقع کرتے ہیں کہ ان کے بھائی ان کے بیٹے ان کے ماں باپ ہاتھ اٹھا کر آپ کو دعائیں دیں گئے، وہ آپ کے لیے اچھی سوچ سوچیں گئے۔ یہی حالات وہاں سندھ کے ہیں اور دونوں حضرات کی فکر آپ بھی سن چکے ہیں۔ M Q M کے ساتھی پیپلز پارٹی کے ساتھی جو حقیقت میں وہاں کی طاقت اور قوت ہیں۔ ہمیں مان لینا چاہیے۔ یہ الگ بات ہے کہ اس وقت حالات کیا ہیں؟ اس لیے کہ دیہاتی اور شہری کی تفریق ہے۔ بات صرف اتنی سی ہے۔ شہری اور دیہاتی کے درمیان جو اختلاف ہے، جو تفریق ہے، آپ دونوں کو بٹھائیں۔ آپ کوشش کیجئے، آپ بے روزگاری کو ختم کرنے کے لیے ان کو روزگار دیجئے۔ آپ ان کو قریب لائیں، شہری دیہاتی کی تفریق ختم ہو جائے۔ آپس میں محبت شیر و شکر کی فضا بڑھے گی۔ یہ خودبخود چیزیں ختم ہو جائیں گی۔ آج سندھ کا

Scanned with CamScanner

دیہاتی شہر میں جاتا ڈرتا ہے۔ جو شہر کا باسی ہے وہ دیہات میں جاتا ڈرتا ہے۔

جناب والا!

فوج کے ذریعے مسئلے حل نہیں ہوتے' یہ دلوں کی دوریاں فوج سے زیادہ خلیج وسیع ہو جائے گی۔ یہ دلوں کی دوریاں اگر قریب کر سکتے ہیں۔ آج اگر احمد شاہ مسعود اور حکمت یار کو آپ بٹھا سکتے ہیں اور اتنا اچھا کارنامہ جناب اعجاز الحق صاحب سرانجام دے سکتے ہیں۔ سپیکر:۔ (مولانا صاحب آپ ایوان میں اخبار نہیں پڑھ سکتے) مولانا تو جناب آپ کو بھی یہ چاہیے کہ انہیں قریب قریب لائیں۔ ایک دوسرے کے قریب بٹھائیں۔ انشاء اللہ یہ ایک دوسرے کے قریب بیٹھیں گے' یہ نفرتیں محبتوں میں تبدیل ہوں گی۔

ورنہ جناب والا:۔

وہاں جو کچھ ہم دیکھ رہے ہیں' جو کچھ سن رہے ہیں۔ میں تو کہتا ہوں کہ آج فوج بھیجنے کی بات کرتے ہیں۔ انہیں ایک گاڑی میں سوار کریں اور انہیں کہیں کہ مغرب کے بعد آپ سکھر سے کراچی کا سفر کر کے دکھائیں۔ آپ کو پتہ چل جائے گا کہ کس طرح سناٹا ہوتا ہے۔ اس لیے میں آخری گزارش یہی کرتا ہوں کہ جناب والا جھنگ کے حالات بھی آپ کے منتظر ہیں۔ دو سال سے وہ آگ میں جل رہا ہے اور علماء کا قتل ہو چکا ہے' لیکن کبھی سنجیدگی کے ساتھ وہاں نہ P.M صاحب گئے نہ کوئی وفاقی وزیر گئے نہ وزیر اعلیٰ صاحب گئے۔ ووٹ لینے کے لیے تو سب چلے گئے' لیکن حقیقت میں کوئی سدھارنے نہیں گیا۔ آج سندھ پر بحث ہو رہی ہے۔ کل جھنگ پر ہوگی۔ آپ اس کو قابو میں لائیں' محبت کی دیواریں آپس میں استوار کیجئے۔ تاکہ یہ ملک مستحکم اور مضبوط ہو۔

○ ○ ○

Scanned with CamScanner

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

موضوع: کراچی کے حالات

شکریہ جناب سپیکر:

کراچی کے عنوان پر جو تشویش ناک صورت حال کی وجہ سے ایوان میں بحث شروع ہے۔ اس عنوان پر میں آج بہت ہی ضروری معروضات پیش کرنا چاہتا ہوں۔ جو میرے اپنے ذاتی خیال اور سوچ و فکر کے مطابق واقعی اس مسئلے کا حل ثابت ہو سکتے ہیں۔ مجھے کراچی رہنے کا ایک عرصہ دراز تک موقع ملا ہے اور میں جھنگ میں آج سے تین سال قبل ایسی صورت میں آیا تھا جب جھنگ کی صورت حال بعین ہی وہی تھی جو آج کراچی کی ہے۔ بلکہ لوگ یہاں تک کہتے تھے کہ کہیں کراچی جھنگ نہ بن جائے۔ لیکن میں نے اسے قریب سے دیکھا اور پھر الحمد للہ ہماری کوششوں کاوشوں سے آج جھنگ پاکستان کو وہ بہترین پر امن شہر ہے کہ باقی شہروں کی نسبت اگر آپ امن کے اعتبار سے سکون کے اعتبار سے کسی شہر کو منتخب کریں گے تو آپ کی نگاہ انتخاب جھنگ پر پڑے گی۔ گذشتہ دو سال سے میں بالکل سمجھتا ہوں جن کیفیات سے جھنگ دو چار تھا۔ بعین ہی انہی کیفیات سے کراچی کے عوام اس وقت دو چار ہیں۔ میں سر دست اتنا عرض کروں گا کراچی کی عوام اس وقت مایوسی کا شکار ہے۔ اور مایوسی کو کفر سے تعبیر کیا گیا ہے۔ کہ جب آدمی حالات سے مایوس ہو جاتا ہے۔ جب مسائل اس کی دسترس سے باہر ہو جاتے ہیں۔ جب انتقام کی آگ میں وہ جلنے لگتا ہے انسان تو انسان جانور تک بڑے بڑے شریف جانور گھریلو جانور لیکن وہ جب ہر طرف سے مایوس ہو جاتے ہیں تو وہ دیکھتے ہیں کہ اب ہماری جان کو آئی تو وہ اپنے مالک کے گلے کو پکڑنے جاتے ہیں۔ اور آج کراچی کی صورت حال یہ ہے کہ وہاں پولیس انتظامیہ عوام کے ہاتھوں سے قتل و غارت گری کا نشانہ بن رہی ہے۔ یہ دلیل ہے اس بات کی کہ کراچی کے عوام

Scanned with CamScanner

مایوسی کی اتھاہ گہرائیوں میں آہستہ آہستہ اترتے چلے جا رہے ہیں۔

جناب والا:

وہ مایوسی کیوں نہ ہو۔ وہ مایوسی بالکل واضح ہے کہ وہ سمجھ چکے ہیں کہ شہری عوام کا سندھ کے اندر رہنا موجودہ صورت حال میں بالکل ممکن نہیں رہا۔ آپ اپنی تقریر میں جو چاہیں کہہ لیں۔ میں اپنے نظریات اپنے خیالات پیش کرنا چاہتا ہوں۔ وہ اس بات کو یقیناً حالات و واقعات اور حقائق کی بنیاد پر یہ سمجھ چکے ہیں۔ کہ کبھی بھی وہ صوبے میں اپنی حکومت بنانے میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ ہر حکومت جو بھی بنے گی۔ وہ دیہاتیوں سے ووٹ لے کر منتخب ہونے والے ان ستر M.P.A پر بنے گی۔ جو شہر سے نہیں بلکہ دیہات سے منتخب ہو کر آتے ہیں اور یہ مطالبہ صرف M.Q.M کا نہیں ہر منصب اور انصاف پسند شہر کا ہے کہ آخر وجہ کیا ہے کہ صوبہ سندھ میں خصوصا اور باقی ملک کے شہروں میں عموما مردم شماری کے مطابق سیٹوں کی تقسیم کیوں نہیں ہے۔ کیا سیٹوں کی تقسیم علاقائی حدود پر اور جغرافیائی نقشوں پر ہوتی ہے۔ یا صوبائی یا قومی سیٹوں کی تقسیم مردم شماری اور افرادی تعداد پر ہوتی ہے۔ اگر مردم شماری صحیح معنوں میں ہو۔ اس کے بعد جو بھی سیٹیں شہروں کے حق میں آئیں یا دیہاتیوں کے حق میں آئیں ہر آدمی اسے قبول کرنے کے لئے تیار ہے۔ میں کہتا ہوں اللہ کرے یہ غلط ہو۔ اللہ کرے یہ صحیح نہ ہو۔ لیکن اگر واقعی شہری عوام اور دیہاتی عوام کی تعداد میں کوئی فرق نہیں ہے تو پھر ان کی سیٹوں میں اتنا واضح فرق کیوں ہے۔ کہ دیہاتوں سے منتخب ہونے والے 70 M.P.A ایک طرف ہوتے ہیں۔ اور شہروں سے بمشکل دیہات سے منتخب ہونے والا M.P.A پچیس ہزار ووٹ لیتا ہے شہر سے منتخب ہونے والا M.P.A ستر ہزار ووٹ لیتا ہے۔ آخر یہ ایک جائز بات تھی۔ لیکن وہ مایوس ہے کہ وہ کبھی بھی اپنے صوبے میں شہر سے نمائندگی لا کر حکومت بنانے میں کامیاب نہیں ہو سکیں گے۔ نتیجہ کے طور پر وہ ریاستی پالیسی کا شکار بنتے رہیں گے۔ ہمیشہ اپوزیشن میں رہنے کی وجہ سے ان کے شہر کھنڈرات میں تبدیل ہوتے رہیں گے ان کا جینا اجیرن

Scanned with CamScanner

ہوتا رہے گا۔ وہ مشکلات مسائل کی وادیوں میں بھٹکتے رہیں گے۔ صوبائی سطح پر ان کے لئے کوئی راستہ نہیں ہے۔ موجودہ حالات کی وجہ سے اگلی بات جو میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ بد قسمتی سے وہاں پر شہری اور دیہاتی کی تقسیم کا عمل رونما ہونے کے بعد اب وہ تفریق ذہنوں میں بیٹھ گئی ہے۔ کسی بات کو محض اخباری بیان کے ذریعے کسی بات کو محض ایک لمبی چوڑی سٹیٹ منٹ Statement کے ذریعے آپ رد نہیں کر سکتے۔ جو حقیقت ہے۔ وہ حقیقت ہے۔ کہ صوبہ سندھ میں دیہاتی اور شہری کی تقسیم ہو چکی ہے اسے تسلیم کیا جانا چاہئے اور اس تفریق کا ایک ہی حل ہے کہ مساوات اور برادری کی بنیاد پر دونوں کے حقوق ان کو دیئے جائیں اور جو تیسری بات ہے بدامنی کی' لوگ کہیں گے امریکہ نے یہ کرایا ہے۔ بھارت نے یہ کرایا ہے۔ میرا سوال یہ ہے۔ کیا امریکہ سے گورا انگریز آ کر کراچی میں بم چلا رہا ہے؟ کیا انڈیا سے کوئی سکھ نان مسلم کوئی ہندو آ کر کراچی کی مسجدوں میں داخل ہو رہا ہے؟ نہیں۔ امریکہ ہو انڈیا ہو جو بھی ہو گا۔ وہ آپ کے ملک کے افراد سے آپ ہی کے جوانوں سے آپ ہی کے طبقات سے بعض طبقات کو دوسرے طبقات کے خلاف استعمال کرے گا۔ وہ کوئی بھی ہو۔ وہاں سازش امریکہ کی ہو انڈیا کی ہو یا کسی اور ملک کی ہو۔ جو سازش عملی جامہ پہن رہی ہے۔ وہ بہرحال کراچی کے لوگوں پاکستانیوں کے ہاتھوں سے یہ سازش مکمل ہو رہی ہے۔ اور پھر کراچی کا معاملہ اس لئے بھی بڑا غمگین ہے۔

جناب والا:-

کہ دن دیہاڑے ایک ہے کہ کوئی آدھی رات کی تاریکی میں آئے خاموشی سے آئے جیب سے پسٹل نکالے کسی آدمی کو شوٹ کر دے۔ اور پھر بھاگ جائے۔ یہ بات تو سمجھ میں آتی ہے۔ لیکن کراچی کا معاملہ ایسا نہیں۔ چار چار گاڑیاں اسلحہ کی بھر کر دن دیہاڑے حکومت کے باوجود تمام ایجنسیوں کی موجودگی میں پولیس کی موجودگی میں وہ دندناتے ہوئے آتے ہیں۔ وہ ایک ایک گھنٹہ دو گھنٹے اپنے (Target) کا انتظار کرتے ہیں۔ جسے انہوں نے قتل کرنا ہوتا ہے۔ وہ اس

Scanned with CamScanner

کے انتظار میں اس کے گھر اس کے علاقے کے باہر اس کا پہرہ دیتے ہیں۔ اور پھر یہاں تک کہ وہ مسجدوں میں بھی اگر گھسے تو وہ 25- 25 منٹ تک فائرنگ کرتے رہتے ہیں گویا انہیں اس بات کا احساس ہے کہ ہمارے اوپر گرفت ڈالنے والا کوئی ہاتھ نہیں ہے ہمیں پکڑنے والی کوئی قوت نہیں ہے اور ہمیں ہماری اس دہشت گردی سے روکنے والی کوئی قوت نہیں ہے۔ اگر ان کے ذہن میں اور دل میں 100 میں سے 5 فیصد بھی یہ خوف ہو کہ اگر ہم پکڑے گئے ہمارے ساتھ کوئی برا حشر ہو گا۔ برا سلوک ہو گا۔

جناب والا:۔

میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں اگر کسی شہر کی پولیس کسی شہر کی انتظامیہ بلکہ کسی ملک کی ایجنسیاں بلکہ کسی ملک کے ایجنٹ بھی کسی شہر میں تخریب کاری کرانا چاہیں لیکن وہاں کی عوام اس دہشت گردی کو ناکام بنانا چاہے تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ دن دیہاڑے سب کے سامنے عوام کے سامنے کوئی آ کر یہ دہشت گردی کر کے چلا جائے۔ یہ ممکن ہی نہیں ہے۔ اگر عوام چاہے دہشت گردی کو روکنا تو نتیجتاً میں یہ نہیں کہتا کہ کراچی میں جو دہشت گردی ہو رہی ہے وہ عوام کروا رہی ہے۔ لیکن میں اتنا ضرور کہوں گا کہ عوام اب اس دہشت گردی کا مقابلہ کرنے کے لئے خود کو اتنی پاور میں نہیں سمجھتی عوام مایوس ہے۔ عوام کو اپنا تحفظ حاصل نہیں ہے۔ عوام کسی انداز میں بھی میں کہتا ہوں۔ بہت سارے ایسے شہر ہیں۔ شروع شروع میں جھنگ میں جب ہم دیکھتے تھے پولیس کے اوپر فائرنگ ہوئی بڑے بڑے افسر وہاں قتل ہوئے وہاں بکتر بند گاڑیاں اڑ گئیں۔ لیکن جب ہم نے اس پر محلہ کی سطح پر ایک ایک بلدیاتی سطح پر کمیٹیاں بنائیں۔ اپنے نوجوانوں کو بٹھایا کہ جو تمہیں ایسا آدمی نظر آئے اس پر کڑی نظر رکھوں تو آج جھنگ میں کوئی ایسا تخریب کار نہیں ایسا کوئی دہشت گرد نہیں۔

جناب والا:

وہاں کی عوام کی حمایت آپ کو حاصل نہیں ہے۔ وہاں کی عوام کا اعتماد

Scanned with CamScanner

حکومت سے اٹھ چکا ہے۔ وہاں کی عوام دہشت گردوں اور تخریب کاروں کے خلاف اب کھڑا ہونے کا حوصلہ نہیں رکھتی۔ اس کی وجہ کیا ہے۔ کہ وہ مایوس ہو چکی ہے۔ اسے مایوسی کی وجہ سے یہ دن دیکھنے پڑ رہے ہیں۔ اس سلسلے میں میں واضح طور پر کہوں گا۔ حکومت کی نیک نامی کا باعث ہو گا۔ اور اس کے لئے ایک بہترین ایوارڈ ہو گا۔ کہ وہ وہاں کی شہری آبادی کو اعتماد میں لے۔ اس کے لئے اسے جو قربانی دینا پڑے وہ اس قربانی سے دریغ نہ کرے۔ یہاں تک کہ شہری لوگوں کو یہ احساس ہو کہ صوبے کی حکومت ہو وہ بھی ہماری ہو گی۔ اور اس طرح مرکزی حکومت ہو گی۔ اس میں ابھی ہماری ایک حیثیت ہو گی۔ ہمارا ایک حصہ ہو گا۔ اور یہ ساری کی ساری گیند حکومت کے کورٹ میں ہے۔ کہ وہ سندھ کے شہریوں کی مایوسی کو کس طرح ختم کر کے انہیں اعتماد میں لے کر کس طرح انہیں سفر پر چلا سکتی ہے۔

سپیکر:- (مولانا آپ کا ٹائم ختم ہونے والا ہے۔)

جناب والا:-

ابھی تو دس منٹ نہیں ہوئے

جناب سپیکر:-

میں عرض کرتا ہوں اس سلسلے میں بعض بنیادی چیزیں ہیں۔ مایوسیوں میں سے ایک بڑی وجہ کون نہیں جانتا کہ شہر کے نوجوان شہر کی نسلیں نسبت دیہاتوں کے زیادہ تعلیم یافتہ ہوتے ہیں زیادہ تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ اور ان کے بچے تعلیم حاصل کرنے میں نسبت دیہاتیوں کے زیادہ آگے ہوتے ہیں۔ تو پھر سوال یہ ہے کہ صوبہ سندھ میں کوٹا سسٹم کا مرض کس وجہ سے اس عوام پر مسلط کیا گیا ہے۔ ان کے شہروں میں پڑھنے والے ہزاروں جوان ہاتھوں میں ڈگریاں لے کر پھر رہے ہیں۔ اور جب انہیں ڈگریاں لے کر در در کے دھکے کھانے پڑے ہر دروازے سے مایوسی ہوئی تو کل ڈگریاں پکڑ کر ملازمت حاصل کرنے والوں نے آج ڈگریاں رکھ

دی ہیں۔ اس کے مقابلے میں کلاشن کو فیں اٹھالی ہیں۔ آج وہ سمجھتے ہیں کہ اب ملازمت نہیں ملے گی اب زندگی گزارنے کا ایک ہی راستہ ہے کہ غاصبوں سے جابروں سے اپنا حق چھین لیا جائے اور اب وہ حق چھیننے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ اس لئے اگر آپ چاہتے ہیں کہ وہ لوگ پھر ایک مرتبہ امن و سکون کی زندگی گزاریں آپ گھر میں بیٹھے لوگوں کو ان کا حق دیجئے۔ آپ ان کو ان کے دروازے پر انصاف فراہم کیجئے۔ اور اس کے ساتھ میں تیسری بات یہ عرض کروں گا کہ حکومت نے مذاکرات کے لئے صوبائی حکومت کو کہا ہے کہ وہ مذاکرات کی تیاری کرے اس سلسلے میں ہماری آپ سے تجویز ہے کہ صوبائی سطح پر ان مذاکرات کو مت رکھئے۔ یہ مذاکرات کم از کم صدر کی سطح پر ہونے چاہئے۔ اور اس مذاکرات میں آپ کو تمام لوگ خاص طور پر جو درکار ہیں۔ خاص طور پر جو اس وقت وہاں کی عوام کے ایک مانے ہوئے مسلمہ لیڈر ہیں۔ چاہے ان کی کیسی حیثیت ہو۔ میں نہیں سمجھتا کہ یہ کوئی دانائی ہے۔ کہ ایک آدمی پر اگر قتل کا مقدمہ ہے۔ آپ کہتے ہیں ہم اسے منہ نہیں لگائیں گے لیکن آپ تو اسے مسترد کرتے ہیں۔ عوام اسے مسترد نہیں کرتی۔ آپ ایک سو قتل کے مقدمے کے پیچھے اس لیڈر کو پیچھے کرتے ہیں اور اس پر ہزار قتل کو برداشت کر لیتے ہیں یہ مذاکرات صدارتی سطح پر ہونے چاہیے اور اس میں خاص طور پر وہاں کی شہری عوام کی لیڈر M.Q.M کی لیڈر شپ کو اتنی اجازت دی جائے۔ وہ آئے آپ کے سامنے اپنے دکھ سکھ آ کر بیان کرے۔ اور آپ کے سامنے اپنا پروگرام پیش کرے۔ آپ حسن قلبی کے ساتھ باقی جماعتوں کے ساتھ مشورے کے ساتھ جو بات طے پائے۔ اس پر عمل کریں۔ مجھے اس بات کا اندیشہ ہے کہ جس طرح اپوزیشن نے صوبائی سطح پر ہونے والی کل جماعتی کانفرنس کا بائیکاٹ کیا ہے۔ مجھے اندیشہ ہے۔ کہ وہاں کی باقی جماعتیں بھی اس کا بائیکاٹ کریں گی۔ نتیجہ کے طور پر شاید جب آپ کا صوبائی سطح پر اجلاس ہو تو آپ کے وزیروں مشیروں کے سوا کوئی دوسرا بھی اس میں شریک نہ ہو سکے گا۔ لہٰذا اسکو اس انداز میں کل جماعتی کانفرنس بلائی جائے کہ ساری جماعتیں

Scanned with CamScanner

پورے اعتماد کے ساتھ اس میں شریک ہو سکیں۔

چوتھی بات جناب والا:۔

بد قسمتی سے اس وقت کراچی کے حالات میں مذہب کا عنوان میں شامل ہو گیا ہے۔ اور مذہبی بنیادوں پر بھی وہاں قتل و غارت گری کا بازار گرم ہو چکا ہے اور یہاں تک کہ لوگ مسجد میں داخل ہو کر نمازیوں کو بھی نشانہ بنانے سے باز نہیں آئے۔ میں پھر کہوں گا کہ یہ مسجد میں داخل ہونے والے غیر مسلم نہیں یہ مسجد میں داخل ہونے والے بھی یہیں کے پاکستانی ہیں۔ یہ بھی کلمہ گو ہیں لیکن حالات نے انہیں ایک دوسرے سے اتنا دور کر دیا ہے کہ وہ مسجد میں داخل ہو کر دوسرے گروہ کے نمازیوں کو قتل کرنا۔ عبادت بھی سمجھتے ہیں اور موجودہ حالات کا حل بھی سمجھتے ہیں اور جب ایک مسلک کے لوگ ایک مذہب کے لوگ مسجد کے اندر اس طرح گولیوں کا نشانہ بن جائیں گے تو کیا رد عمل نہیں ہو گا۔ تو کیا (Reaction) نہیں ہو گا۔ Reaction جب ہو گا تو دشمن تو پیچھے بیٹھا ہوا ہے لیکن جب یہ Reaction ہو گا تو میری آپ سے یہ بھی اپیل ہو گی کہ ہم تو بار بار کہتے ہیں کہ مذہبی معاملات کو ڈسکس Discuss کرنے کے لئے مذہبی فسادات کے خاتمے کے لئے صدارتی سطح پر یا کم از کم اور سب سے بہترین چیز یہ ہے کہ اس پارلیمنٹ کی سپیشل Special ایک کمیٹی بنائی جائے جو سندھ کے پورے حالات کو غور سے مطالعہ کرے مذہبی حالات جو پورے ملک میں ہیں وہ اس کو سنیں اور دونوں فریقوں کو سن کر چاہے وہ قومیت کا مسئلہ ہو۔ لسانیت کا مسئلہ ہو یا مذہب کا مسئلہ ہو وہ ایز اے ثالث دونوں کو سننے کے بعد پھر وہ فیصلہ دے اس کا فیصلہ حرف آخر ہو۔ اس کے فیصلے سے پہلے لیڈر شپ کے دستخط ہوں۔ کہ جو فیصلہ یہ کمیٹی کرے گی ہمیں وہ فیصلہ تسلیم ہو گا۔ اور خاص طور پر میں یہ کہتا ہوں اب جب کہ کراچی میں کراچی ڈویژن کے صدر قاری سعید الرحمن سپاہ صحابہؓ سے جو ہم سے تعلق رکھتے تھے۔ وہ مسجد میں آٹھ نمازیوں سمیت شہید ہو گئے ہیں اس مظلومیت کے باوجود میں یہ کہتا ہوں کہ مسائل کا حل قتل و غارت گری نہیں ہے۔ مسائل کا

Scanned with CamScanner

حل قتل کے بدلے میں قتل نہیں ہے۔ مسائل کا حل مذاکرات ہیں۔ مسائل کا حل ٹیبل پر بیٹھ کر اپنے آپ کو پیش کرنا ہے۔ آج میں اپنی طرف سے اس لئے کہ یہ بات واضح ہے۔ لاہور میں کراچی میں اور دیگر شہروں میں جتنی مسجدوں میں جن کی تعداد 13 ہے۔ 13 مسجدوں میں بم مارے گئے۔ 13 مسجدوں میں گولیاں چلائی گئیں۔ جتنی مسجدیں ہیں یہ سپاہ صحابہؓ سے متعلق ہیں۔ ہماری مسجدوں میں یہ بم چلے ہیں۔ تو میں اپنی طرف سے کچھ تجاویز پیش کرنا چاہتا ہوں۔ مذہبی فسادات کے خاتمے کے لئے پہلی میری تجویز یہ ہے۔ حکومت دونوں گروپوں کے لیڈروں کو اور ہم اپنے آپ کو رضاکارانہ طور پر پیش کرنے کے لئے تیار ہیں۔ دونوں گروپوں کے لیڈروں کو حکومت یہ کہے کہ رضا کارانہ طور پر وہ اپنے آپ کو حکومت کو پیش کریں۔ یا حکومت انہیں گرفتار کرے۔ یا اگر حکومت ایسا نہیں کرتی تو وہ کمیٹی کے سامنے آئیں کمیٹی کو پورا حق حاصل ہے۔ وہ ان کے اکاؤنٹ چیک کرے وہ ان کے جو غیر ملکی تعلقات ہیں اس کی جانچ پڑتال کرے اور وہ ان لیڈروں سے پوچھے کہ فلاں گروپ کے چند آدمی قتل ہوئے ہیں۔ انہوں نے آپ کو نامزد کیا ہے۔ اس لئے آپ کو اس سلسلے میں اپنی تفتیش کے لئے تیار رہنا چاہئے۔ اس سلسلے میں میں پہل کرتے ہوئے کہتا ہوں کہ ہم اپنے آپ کو رضاکارانہ طور پر اس کمیٹی کے سامنے اور حکومت کے سامنے گرفتاری کی شکل میں پیش ہو کر اپنے آپ کو تفتیش کے لئے پیش کرتے ہیں۔ آپ ہمیں چیک کریں۔ ہماری تفتیش کریں کہ یہ جو کچھ ہو رہا ہے اس میں اگر ہماری قیادت، ہماری ذات، یا ہماری جماعت ملوث ہے فیصلہ آپ کریں۔ ہم قبول کرنے کے لئے تیار ہیں۔

جناب والا:۔

دوسری بات یہ ہے

سپیکر:۔

مولانا صاحب آپ کا ٹائم ختم ہو چکا ہے۔ آپ اس کو ذہن میں رکھیں۔

Scanned with CamScanner

مولانا:۔ میں اس کو ذہن میں رکھتے ہوئے عرض کروں گا کہ آپ میری پوری تقریر میں دیکھیں گے کہ اگر ایک لفظ بھی موضوع سے غیر متعلق کہوں تو آپ کہیں کہ آپ فضول گفتگو کر رہے ہیں۔ اگر میں تجاویز دے رہا ہوں بلکہ میں اپنے آپ کو پیش کر رہا ہوں۔ تو میں سمجھتا ہوں آپ کو تو اسے Wel Come کرنا چاہئے۔ اسے خوش آمدید کہنا چاہئے۔

جناب والا:۔

دوسری بات ہر وہ تنظیم جس تنظیم کے بندے قتل ہوئے ہیں اس تنظیم نے اپنے مقتولین کے اندر جن لوگوں کو نامزد کیا ہے کہ ہمارا فلاں قاتل ہے۔ فلاں قاتل ہے۔ ان قاتلوں کا جن تنظیموں سے تعلق ہے۔ ہماری مخالف تنظیم نے اگر ہمارے نوجوانوں کو نامزد کیا ہے۔ ہم نے اگر ان کے نوجوانوں کو نامزد کیا ہے۔ دونوں کو پابند کیا جائے کہ نامزد قتل کے ملزموں کو حکومت کے سامنے پیش کریں اور ان کو عدل و انصاف اور عدالتوں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا جائے۔ اگر کوئی اپنے نوجوان پیش نہ کرے تو پھر اسے پابند کیا جائے۔ اگر ہم نے یہ قتل کے نامزد ملزم کبھی بھی آپ کے اداروں میں آپ کے جلسوں میں آپ کے پروگراموں میں شامل دیکھ لئے تو پھر ہم سمجھیں گے کہ آپ ملزموں کی سرپرستی کرتے ہیں اور آپ انہیں شلٹر Shelter دیتے ہیں۔ اور آپ ان کا تحفظ کرتے ہیں۔

جناب والا:۔

مذہبی فسادات پر چوتھی بات جو میں کرنا چاہتا ہوں ہو خصوصیت سے میری بات نوٹ کی جائے کہ یہ مذہبی فسادات اس وقت رونما ہوتے ہیں جب کسی ایک گروہ کی طرف سے دوسرے گروہ کے خلاف دل آزار تحریر اور تقریر کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ ایسی دل آزار تحریر اور تقریر جس سے کسی کے جذبات مجروح ہوں جس سے کسی کے مذہب پر آنچ آتی ہو چاہے وہ کسی کو کافر کہنے کی شکل میں ہوں۔ چاہے وہ کسی کے بزرگوں کو گالی دینے کی شکل میں ہو۔ اس سلسلے میں آپ

Scanned with CamScanner

ایسی قانون سازی کریں حکومت کو چاہئے کہ وہ ایسی قانون سازی کرے کہ اگر کوئی کسی کے بزرگوں کی توہین کرے اور گستاخی کرے اور کسی کو بلاوجہ طعن و تشنیع کا نشانہ بنائے تو قانون اتنا سخت ہونا چاہئے کہ اس کے منہ میں لوہے کی ایسی لگام چڑھا دی جائے کہ دوبارہ وہ شخص ایسی جرات کرنے کی جسارت اور کوشش نہ کرے

جناب والا:۔

سپیکر: (مولانا صاحب بہت سارے اور بھی اراکین ہیں) مولانا:۔ ٹھیک ہے جناب والا میں باقی جتنی بھی مذہبی فسادات کے خاتمے کے لئے میرے پاس تجاویز ہیں اور ہر تجویز میں میں اپنے آپ کو اور اپنی جماعت کو پیش کرتا ہوں پہلے عمل ہم کریں بعد میں اگر دوسرا کرنے کا پابند ہے۔ تو اس سے عمل کرایا جائے تو انشاءاللہ میں صدارتی تقریر پر بحث میں اپنی ان باتوں کو مزید وضاحت کے ساتھ عرض کروں گا۔ میرا اول و آخر نقطہ نظر کراچی کے مسئلے پر یہ ہے کہ کراچی کی عوام کی مایوسی جو ہر طرف سے مایوس ہیں ان کا کوئی مستقبل نہیں ہے۔ ان کا کوئی پرسان حال نہیں ہے۔ اور کوئی ان کی آہ و پکار کو سننے والا نہیں ہے۔ نتیجہ کے طور پر وہ آپس میں دست و گریبان ہیں۔ وہ سرکاری ایجنسیوں وہ یہاں تک کہ فوج اور پولیس پر بھی حملہ کرنے سے نہیں چوکتے۔ جب کوئی عوام حکومتی اداروں پہ حملہ آور ہوتیں ہیں تو وہ اس بات کی دلیل ہوتی ہیں کہ عوام کا حکومت سے اعتماد اٹھ گیا ہے۔ ہم حکومت سے کہیں گے وہ کراچی حیدر آباد اور سندھ کی شہری آبادی کے اعتماد کو بحال کرنے کے لئے جو بڑی سے بڑی قربانی دے سکتی ہو اسے اس سے گریز نہیں کرنا چاہئے۔ تاکہ یہ آئے روز کے فساد کا خاتمہ ہو سکے۔ شکریہ جناب سپیکر۔

○ ○ ○

موضوع: امام مہدیؒ کی اصلیت

سپیکر: مختصراً ایک منٹ میں اگر آپ بات کر سکتے ہیں کریں۔

جناب والا:۔

میں بات نہیں کرنا چاہتا لیکن ایک منٹ کے لیے مجھے (Respect) ہے اپنے ممبر کے لیے لیکن مجھے ایک منٹ کے لیے کہ میں نے حضرت مہدیؒ کے بارے میں جو تقریر میری طرف منسوب کی جارہی ہے۔ میں نے حضرت مہدیؒ کے بارے میں کوئی توہین آمیز جملہ نہیں کہا۔ وہ میرے مذہب کا حصہ ہیں۔ حضرت مہدیؒ کا تشریف لانا۔ لیکن میں نے اس فرضی کردار کو کہ جس کردار کے بارے میں یہ کہا گیا کہ جب وہ شخص آئے گا۔ تو وہ نبیؐ کا روضہ توڑے گا۔ صحابہ کرامؓ کو تختہ دار پر چڑھائے گا۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی قبر کھودے گا۔ اس فرضی کردار کو میں نے کہا ہے کہ میں اسکو نہیں چھوڑوں گا۔ جو نبیؐ کا روضہ توڑے گا میں اسکی ٹانگیں توڑوں گا۔ جو شخص شیخینؓ کو سولی پر چڑھائے گا میں اسکو بانس پر چڑھا دوں گا میں نے اس فرضی کردار کو للکارا ہے۔ اور میں آج بھی اس پر قائم ہوں۔ سپیکر (Thank youvery much)

○ ○ ○

Scanned with CamScanner

موضوع: بجٹ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

جناب سپیکر:۔

میں آپ کا بے حد ممنون ہوں۔ کہ آپ نے مجھے بجٹ کے عنوان پر بحث کا موقع دیا ہے۔ پاکستان کی برسرے اقتدار اس جماعت نے جو 1990 میں اسلام کے نام پر برسرے اقتدار آئی تھی۔ یہ تیسرا بجٹ پیش کیا ہے۔ اور بڑے دکھ سے یہ بات کہنا پڑ رہی ہے۔ کہ یہ تیسرا بجٹ بھی سود در سود پر مبنی ہے۔ اور اس تیسرے بجٹ کو پیش کرتے وقت بھی ہماری حکمران پارٹی نے یہ احساس نہیں کیا کہ وہ جس وعدے اور جس نعرے پر P.P کے مقابلے میں ٹھیک 18 ماہ بعد الیکشن جیت چکی تھی۔ انہیں ان وعدوں کی تکمیل کرنا چاہیے تھی۔ اسے اس نعرے کو پروان چڑھاتے ہوئے اپنے ملک کو سودی سسٹم سے پاک کرنے کی طرف عملی قدم آگے بڑھانا چاہیے تھا۔ یہاں پر ہمارے ممبران نے حکمران جماعت کا قبلہ درست کرنے کے لیے کبھی قائداعظمؒ اور کبھی علامہ اقبالؒ کے فرمودات کو سند کے طور پر پیش کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ میں اس سلسلے میں اس سے زیادہ اور کچھ نہیں کہہ سکتا۔ کہ آپ اسلام کے نام پر برسرے اقتدار آئے ہیں۔ اور جس سود پر مبنی آپ کا سارا بجٹ کا دارومدار ہے۔ یہ سود وہ سود ہے۔ جسے اللہ کی لاریب کتاب نے واضح طور پر فرمایا ہے کہ اے ایمان والو! سود کو چھوڑ دو۔ اگر تم سودی کاروبار سے باز نہ آئے (فاذنوا بحرب من اللہ ورسولہ) تو اللہ اور رسولؐ کے ساتھ جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ مجھے افسوس ہے کہ ہماری برسرے اقتدار جماعت اسلام کے نام پر برسرے اقتدار آئی اور اس نے تیسرا بجٹ بھی سودی بجٹ پیش کر کے قوم کو اللہ اور رسولؐ کے ساتھ لڑنے کے لیے کھڑا کر دیا ہے۔ بحیثیت مسلمان جب ہم اللہ اور رسولؐ کے ساتھ جنگ کے لیے کھڑے ہو جائیں۔ پھر ہم یہ سمجھیں کہ ہم اس بھنور سے اس مصیبت سے ہم اس پریشانی سے نکل جائیں بحیثیت مسلمان یہ بات ہمارے وہم وگمان میں بھی نہیں آنی چاہیے۔ آج بڑے دکھ

Scanned with CamScanner

کی بات ہے۔ کہ ہم دیگر اقوام کے حوالے دیتے ہیں۔ ہم دیگر حلقوں کے اپنی قوم کے سامنے نقشے پیش کرتے ہیں۔ افسوس کہ ہمارے سامنے جو ایک صحیح راستہ اور ہمارے سامنے جو ترقی کا صحیح ذریعہ ہے ہم اسکی طرف چلنے اور اس پر چلنے کی کوشش نہیں کرتے۔اور

جناب سپیکر:۔

یہ بات بھی بڑی عجیب ہے۔ کہ ہمارے ہاں اختلاف برائے اختلاف کی ایسی ایک ریت چل پڑی ہے۔ کہ ہم نے یہ طے کر لیا ہے۔ کہ ہم حزب اختلاف سے تعلق رکھتے ہیں۔ لہٰذا جو بھی اس بجٹ کے خلاف ہم سے ہو سکا ہمیں کہنا چاہیے۔ اور وزیر خزانہ صاحب کو جس طرح ہم کہہ سکیں۔کہ آپ نے یہ کر دیا ہے وہ کر دیا ہے۔ اور بالکل جو حزب اقتدار سے تعلق رکھتے ہیں۔ وہ فرمائیں گے کہ جناب آپ تو آسمانوں سے سورج اتار لائے آپ نے کمال کر دیا ہے۔ ایسا بجٹ تو کوئی پیش نہیں کر سکتا تھا۔ ایسا بجٹ تو جبرائیل بھی نہیں لا سکتا تھا۔ جیسا آپ لیکر آئیں ہیں۔ میرا خیال ہے۔ جب تک ہم اس بات سے اپنے آپکو جدا کر کے حقائق کا مطالعہ کرنے اور حقائق کی نشاندہی کرنے کی ریت نہیں ڈالتے اس وقت تک ہم صحیح سمت سفر نہیں کر سکتے۔ میں یہ عرض کروں گا۔

جناب والا:۔

ہماری ان تقریروں کا کیا فائدہ ہے۔ الحمدللہ جھنگ میں ہمارے پاس بلدیہ ہے۔ میں نے خود اپنی موجودگی میں بلدیہ کا بجٹ پاس کروایا اور ہمارے وہاں حزب اختلاف بہت تھوڑی ہے۔ میری موجودگی میں بعض کونسلروں نے کھڑے ہو کر کہا کہ اس بجٹ میں یہ یہ کمی ہے۔ میں نے کہا بالکل ٹھیک ہے۔ ہم چاہتے تو ہم اکثریت کے بل بوتے پر اپنا بجٹ پاس کرا لیں گے۔ لیکن ہم اپنا بجٹ اس وقت تک موخر کرتے ہیں۔ آپ ساری ترامیم دیں۔ ہم ترامیم کو لا کر بجٹ پیش کریں گے چنانچہ ہم نے متفقہ بجٹ پاس کروایا۔ میں نے عرض کیا کہ ہمیں یہاں تقریر

Scanned with CamScanner

کرنے کا کیا فائدہ ہے۔ کہ جو چیز آپ نے پیش کر دی ہے۔ اگر وہ وہی ہے۔ اگر وہ قابل تنسیخ ہے۔ اگر اس میں ردوبدل نہیں ہو سکتا۔ تو یہ ہمارا وقت ضائع کرنا ہے۔ اگر یہ سارا (House) روتا رہے چیختا رہے کہ پٹرول کی قیمت میں اضافہ ہو گیا ہے۔ خدا کے لیے اسے کم کر دیجئے۔ لیکن اگر بجٹ میں بالکل تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ اس کا دروازہ اگر وزیر خزانہ صاحب نے لاک کر دیا ہے۔ تو کیا ضرورت ہے ہمیں بولنے کی۔ اور پٹرول کے مسئلے پر مجھے ویسے بھی سمجھ نہیں آتی۔ کہ ہم سعودیہ عمرہ کے وقت گئے۔ تو وہاں جناب پاکستان کے حساب سے 2 روپے لٹر کے حساب سے پٹرول ملتا ہے۔ دو روپے لٹر۔ آپ کو تین روپے مل جاتا ہو گا۔ آپ 4 روپے لیٹر خریدتے ہوں گے۔ 4 روپے خرید کر 14 روپے قوم کو دیتے ہیں۔ ہمیں تو سمجھ نہیں آتی۔ پھر بھی ملک خسارے میں جارہا ہے۔ پھر بھی ہمارا خسارہ پورا نہیں ہوتا۔ کہ بیرونی ممالک میں یہ عالم ہے۔ اور ہمارے ہاں یہ حالت ہے۔ ٹیلی فون کی آپ نے یہ مہربانی کی۔ اور آپ مہربانی کرتے کہ آپ جتنے ان کے اوپر انکم ٹیکس ہیں وہ آپ سارے کے سارے واپس لیں۔ آج کل تو یہ حالت ہے۔ کہ آپ ایک کمرے میں بیٹھے ہیں۔ دوسرے کمرے میں آپ کا P.A بیٹھا ہے۔ آپ اس سے بھی فون پر بات کرتے ہیں۔ آپ اس وقت بھی ڈیڑھ دو روپے خرچ کرتے ہیں۔ چھوٹی چھوٹی بات پر اور بڑی مایوسی ہوئی۔ ہمارے ملازم طبقہ کو کہ وہ اس آرزو کے ساتھ یہاں آئے تھے۔ اور T.V. کے سامنے بیٹھے تھے۔ کہ ہمارے لیے تنخواہوں میں اضافہ ہو گا۔ لیکن ان کی تنخواہیں اتنی کی اتنی ہیں۔ بجٹ کے اعلان کے بعد وہ گھر سے نکلتے ہیں۔ انہیں استعمال کی چیزیں مہنگی مل رہی ہیں۔ رکشے کا کرایہ بڑھ چکا ہے گاڑیوں کے کرائے بڑھ چکے ہیں۔ اور ہمیں یہ بھی پتہ نہیں چلتا یہ بات ہماری سمجھ میں نہیں آتی۔ ابھی بجٹ پیش نہیں ہوتا۔ لوگوں کو پتہ ہوتا ہے کہ یہ چیز مہنگی ہونی ہے۔ آخر ہمارا یہ راز کیا راز ہے؟ کہ اسکو ہر آدمی جانتا ہے۔ بجٹ پاس اور پیش ہونے سے پہلے کسی بھی پٹرول پمپ سے پٹرول نہیں مل رہا تھا۔ مجھے دیکھ کر شک ہوا میں نے کہا کیا پٹرول کی قیمت بڑھ جائے

Scanned with CamScanner

گی؟۔ اس نے کہا بڑھ چکی ہے۔ یہ کیا آپ کا راز ہے؟ کہ جو آپ کے یہاں پیش کرنے سے پہلے پہلے فاش ہو جاتا ہے۔ لوگوں کو پہلے سے علم ہوتا ہے۔ فلاں چیز کم ہو رہی ہے۔ فلاں چیز زیادہ ہو رہی ہے۔

جناب والا:۔

میں خاص طور پر یہاں عرض کروں گا۔ کہ جو چیزیں حکومت کی طرف سے مثبت پیش کی گئی ہیں۔ ہم اسکی بھرپور تائید کرتے ہیں دھاگے پر ڈیوٹی کم کی گئی اور اسی طرح جو ٹیلی فون پر کم کی گئی۔ ہم اس کا خیر مقدم کرتے ہیں۔ ہم آپکی اس بہترین کوشش کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ لیکن آپ سے یہ مطالبہ کرتے ہیں۔ کہ جو آپ نے خاص طور پر پٹرولیم میں اضافہ کیااور باقی ٹیکس آپ نے زیادہ لگائے۔ خدا کے لیے آپ اس پر نظر ثانی کیجئے اور ہمارے ملازمین کی تنخواوں میں اضافہ کیا جائے اور اس کے ساتھ ساتھ اس بات کو بھی ضروری بنایا جائے۔ جن چیزوں کی قیمت بڑھی نہیں ہیں۔ بازار میں جائیں ان چیزوں کی قیمتیں بڑھ چکی ہیں۔ اس کا بھی تو کوئی سدباب ہونا چاہیے کہ جو کنٹرول ریٹ ہیں۔ ان کی کوئی پابندی کروانے والا ہو۔ ہمارے ہاں تو جناب حالت یہ ہے۔ کہ آدمی اگر رشوت دیتے ہوئے پکڑا گیا ہے۔ یہ معقولہ مشہور ہے۔ "کہ رشوت دیتے ہوا پکڑا گیا ہے تو رشوت دے کر چھوٹ جا" اگر کسی کو رشوت دیتے ہوا پکڑا گیا ہے تو آگے مزید رشوت دے دے۔ اور چھوٹ جائے۔ کنٹرول کمیٹیاں ہیں۔ وہ صرف اور صرف کیا ہیں۔ وہ اپنی کنٹرول کمیٹی کا رعب جما کر رشوت وصول کر رہی ہیں۔ بلکہ سہارا دیتی ہیں۔ وہ دوسرے آدمی کو شلٹر دیتی ہیں۔ کہ آپ جو چاہیں قیمتیں بڑھاتے چلے جائیں۔ آپ سے کوئی پوچھ گچھ نہیں ہو گی۔

جناب سپیکر:۔

یہاں پر بجٹ پر بحث کرتے کرتے عورتوں کی نمائندگی کی بات چلی تو میری بات اس سلسلے میں یہ ہے۔ کہ بے شک ہمارے انتخاب کے نظام میں عورتوں کو تو

نمائندگی دینی ہے۔ میرا مطالبہ ہے کہ مزدوروں کو نمائندگی دی جائے۔ جو الیکشن نہیں لڑ سکتے۔ کسانوں کو نمائندگی دی جائے جو الیکشن لڑ کر یہاں نہیں آسکتے۔ اور اس کے علاوہ وکلاء کو، دانشوروں کو، علماء کو بھی نمائندگی دی جائے جو پیسے کے ذریعے، دولت کے ذریعے، اور سرمائے کے ذریعے یہاں تو نہیں پہنچ سکتے۔ تاکہ وہ بھی یہاں آکر اپنے محروم طبقوں کی نمائندگی کر سکیں۔ اور پتہ چل سکے کہ وہ کس ظلم کی چکی میں پس رہے ہیں۔ کون سی مصیبتوں اور پریشانیوں کا شکار ہیں۔ اور اس طرح یہاں پر فرقہ واریت کی بات کی گئی _ میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں۔ ہمارے ہاں صرف فرقہ واریت کا ایک نام لیکر پھر اسکی ذد میں لوگوں کو پیسنے کا ایک رجحان پیدا ہوچکا ہے۔ کوئی آدمی یہ سمجھنے کے لیے تیار نہیں ہے۔ کہ فرقہ واریت کیا ہے؟ کوئی فرقہ واریت کا معنی تو کر کے بتائے۔ کسی کو پتہ نہیں فرقہ واریت کا معنی کیا ہے؟ بس جو جی میں آئے قومیت کے نام سے لسانیت کے نام سے سیاست کے نام سے دوسرے کا گلہ کاٹ دے۔ ملک کے ٹکڑے کر دیں۔ ملک کو تباہی کے دھانے پر لا کے کھڑا کر دے۔ یہ تو ہو گئی سیاست اور اگر مذہب کے لیے سنیں یہ بات آج آپ کے اس تین سالہ دور اقتدار میں پاکستان میں 300 سو کتابیں پاکستان کے مصنفین شائع کر کے آج عام مارکیٹوں پر وہ کتابیں دستیاب ہیں۔ جن کتابوں کے ایک ایک صفحے پر ایک ایک سطر اور ایک ایک ورق میں پیغمبر اسلامؐ کی شان میں وہ توہین کی گئی ہے۔ اور صحابہ کرام کی مقدس جماعت کے مقدس افراد کو نام لے لے کر معاذاللہ کافر اور کیا نہیں کہا گیا۔ اگر اس کے خلاف احتجاج کرنا آپ کی نظروں میں فرقہ واریت ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ آج کوئی لیڈر اپنی جماعت کی قیادت کی توہین برداشت نہیں کرتا۔ آج کوئی لیڈر قائداعظمؒ کی توہین برداشت نہیں کرتا۔ اور ہمیں کہا جائے کہ ہم صدیقؓ وفاروقؓ اور پیغمبرؐ کی جماعت کی توہین برداشت کریں۔ اور خاموش رہیں۔ اور اگر اس پر واویلا کریں۔ احتجاج کریں تو یہ فرقہ واریت، دہشت گردی ہے۔ اگر اصحاب رسولؐ کے ناموس کے تحفظ کا نام دہشت گردی ہے۔ تو میں کہہ دینا چاہتا ہوں کہ ہم سب سے بڑے دہشت گرد

Scanned with CamScanner

ہیں۔ جاؤ جس سے ہمارا کچھ بگاڑا جاسکتا ہے۔ بگاڑ کر دکھائے ہم اصحاب رسولؐ کے تحفظ کے لیے میدان میں آئیں ہیں۔ اتنی مظلوم ہے وہ جماعت 300 سو کتابیں پاکستان کے ظالم رشدیوں نے لکھ کر مارکیٹوں پر رکھی ہیں۔ جن کے ایک ایک صفحے پر پیغمبرؐ کے صحابہؓ کو گالیاں پیغمبرؐ کی ازواج مطہراتؓ پر الزام' ان کی توہین ہم نے اسکے صدباب کے لیے ناموس صحابہؓ بل پیش کیا۔ کہ جو صحابہ کرامؓ کو گالی دے۔ اسکو کوڑے لگائے جائیں۔ جو صحابہؓ کرام کی تنقیص کرے اسکو عمر قید کی سزا دی جائے۔ جو اس جماعت کو جس جماعت کو اللہ کے قرآن نے جنتی اور مومن کہا۔ معاذاللہ جو اس جماعت کو کافر کہے۔ وہ قرآن کا منکر ہے۔ مرتد ہے اسے موت کی سزا دی جائے۔ سوال یہ ہے۔ اس میں غلط کون سی چیز ہے۔ جس سے کسی کو اختلاف ہے۔ کوئی لیڈر اپنے قائد کی توہین برداشت نہیں کرتا۔ ہمیں یہ کہا جائے آپ صحابہؓ کی توہین برداشت کرلیں۔ صبر کرلیں۔ یہ بات خیال سے نکال دی جائے۔ ہم کبھی بھی اس مسئلے پر نہ سودے بازی کرسکتے ہیں۔ نہ مفاہمت کر سکتے ہیں۔ ناموس صحابہؓ بل اس مسئلہ کے لیے لائے ہیں۔ ہم اپنی مقدس شخصیات کی توہین قطعی طور پر برداشت نہیں کرسکتے۔ چاہے وہ پاکستان کے رشدی ہوں۔ تب بھی برداشت نہیں کرتے چاہے وہ یورپ کا رشدی ہو تب بھی برداشت نہیں کیا جائے گا۔

جناب والا:۔

خاص طور پر میں اس موقع پر یہ چیز ضرور آپکے سامنے رکھنا چاہوں گا کہ ہمارے ساتھ جو سلسلہ روا رکھا گیا۔ خاص اپوزیشن کے ساتھ اور آج بھی وہ سلسلہ مفاہمت کے دروازے پر آیا ہوا ہے۔ جہاں آپ اپوزیشن سے مفاہمت کررہے ہیں۔ بڑے دکھ سے کہنا پڑتا ہے۔ آج جبکہ اسمبلی ٹوٹنے کے بعد سنیں یہ بات مجھے اس وقت سیاسی صورت حال پر بحث کرنے کا موقع نہیں مل سکا ورنہ میں عرض کرتا ہم نے بے شک استعفے دے دیئے تھے۔ اور ہمیں آج بھی استعفے دینے پر شرمندگی نہیں ہے۔ کوئی ندامت نہیں ہے۔ ہم نے استعفے دیئے تھے۔ احتجاج

Scanned with CamScanner

کرتے ہوئے آپ کے جناب معاندانہ رویے پر آپکو یاد ہو گا میں آپ کے چیمبر میں آیا تھا آپ نے کہا آپ ایجنسیاں لیکر قومی اسمبلی کے درپے کیوں ہو گئے ہیں۔ میں نے کہا جناب قومی اسمبلی میں آنے کی وجہ سے ہماری عزتیں محفوظ نہیں ہیں۔ ہماری بچیاں محفوظ نہیں ہیں۔ بارہ بارہ سال کی بچیوں کو تھانوں میں لے جا کر سگریٹ سے جلایا جاتا ہے۔ پندرہ پندرہ سو شریف آدمیوں کو ایک دن میں پکڑ کر جیلوں میں ملزموں سے پٹوایا جاتا ہے۔ انہیں کہا جاتا ہے۔ اعظم طارق کو اور ووٹ دو جب یہ سلسلہ ہمارے ساتھ ہو گا۔ جب تین سال کے عرصے میں پورے جھنگ کے لیے صرف 50 لاکھ روپیہ دیکر وہ بھی روک لیا جائے گا۔ ہرے بھرے شہر کو کھنڈرات میں تبدیل کر دیا جائے گا۔ جھوٹے مقدمات کی بھرمار کر دی جائے گی۔ پھر آپ یہ سمجھیں ہم آپ کے لیے دعائیں کریں۔ پھر ہم یہ کہیں کہ اللہ آپ کا سایہ دراز رکھے یہ نہیں ہو سکتا۔ آپ نے ظلم کی حد کر دی۔ اور مجھے اس بات پر خوشی ہے۔ کہ ہمارے ساتھ وزیراعظم نے مفاہمت کا ہاتھ بڑھایا اور میں اس موقع پر کہنا چاہتا ہوں۔ کہ آپ کو 38 دنوں میں بہت کچھ احساس ہوا ہے۔ اور میں ایک شعر کو تھوڑی سی ترمیم سے عرض کرتا ہوں۔

اے شمع جس طرح تجھ پر کل کی رات بھاری تھی
ہم پر تو گزری اسی طرح عمر ساری تھی

آپ پر تو ایک رات گزری ہم تو ساری عمر مصیبتوں سے گزار رہے ہیں۔ وہ مشکلات ہم نے دیکھیں وہ پریشانیاں دیکھیں۔ آپکو بیان نہیں کر سکتے۔ آپ نے مفاہمت کا ہاتھ بڑھایا ہے۔ ہم اسے (Wel Come) کہتے ہیں۔ ہم تیار ہیں۔ لیکن میں ایک بات (House) میں کہنا چاہتا ہوں۔ کہ جسطرح اقتدار کی طرف سے حزب اختلاف کے ساتھ مفاہمت کا ہاتھ ہے۔ اسی طرح صدر محترم کے بارے میں جو ہرزا سرائی ہو رہی ہے صدر محترم کے خلاف یہ اشتہارات بازی ہو رہی ہے۔ اور جناب جو چاہتا ہے۔ بولتا چلا جاتا ہے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں۔ یہ بات بھی اچھی نہیں ہے آپ مفاہمت کے لیے بڑھیں آپکی طرف سے مفاہمت کی آواز آنی

چاہیے جس طرح اس ملک میں وزیراعظم کی ایک حیثیت ہے۔ اس طرح صدر محترم کی بھی ایک حیثیت ہے۔ ان ناعاقبت اندیش لوگوں کو روکیے۔ جو نہ سوچے سمجھے جو اس مخاصمت کی لڑائی کو طول دینا چاہتے ہیں۔ جو آپس میں شدت کرنا چاہتے ہیں۔ اور ایسے بد بخت لوگ پیدا ہو گئے جو یہاں پورے نظام کو تباہ کرنے کے لیے کبھی سپریم کورٹ میں جاتے ہیں۔ کہ جناب صدر پاکستان کا علاج کرایا جائے۔ بظاہر یہ بات تو تسکین دل کے ٹھیک ہو گی لیکن اسکے نتائج کیا نکلیں گے۔ اسکے نتائج بہت خوفناک ثابت ہوں گے۔ اس طرح آپ سے اپوزیشن کے لیے مفاہمت کا ہاتھ بڑھایا ہے ہم بھی اپنے دل کو صاف کر کے آپکے بڑھائے ہوئے ہاتھ میں ہاتھ دینے کے لیے تیار ہیں۔ اور میری آپ سے اپیل ہے۔ آپ صدر محترم سے مفاہمت کی کوشش کیجئے۔ اگر آپ کم از کم مفاہمت کے لیے آگے نہیں بڑھتے تو ان ناعاقبت اندیشوں کو روکیے جو اس سلسلے میں بے تکی چھوڑتے چلے جاتے ہیں۔ اور آپ کے درمیان اختلافات کی خلیج کو وسیع کرتے چلے جاتے ہیں۔ تاکہ ملک کی معیشت مستحکم نہ ہو سکے۔ غیر ملکی سرمایہ دار جب دیکھتا ہے۔ کہ آپس میں اتنا ٹکراؤ ہے۔ اتنی تسلسل ہے۔ اور اتنے اختلافات ہیں وہ سمجھتا ہے۔ یہ اسمبلی آج ہے کل نہیں ہے اس حکومت کا کیا بنے گا۔ جس کا صدر ایک طرف ہے وزیراعظم ایک طرف ہے۔ اپوزیشن کچھ کہتی ہے۔ اور حزب اقتدار کچھ کہتی ہے۔ تو یہی وہ وجوہات ہیں۔ جہاں ہماری معیشت تباہ ہو کر رہ جاتی ہے۔ شکریہ جناب سپیکر۔

○ ○ ○

Scanned with CamScanner

موضوع: کراچی میں شہادتیں

جناب سپیکر:۔

جناب یہ یوم آزادی ہے۔ کل میری مسجد میں فوج نے فائرنگ کر کے کراچی میں چار آدمی شہید کئے ہیں۔ مسجد کے اندر سے چار سو گولیوں کے خول ہم نے برآمد کئے ہیں۔ یہ کل فوج نے یوم آزادی جو جشن آزادی کی ریلی منا کر آئے تھے یہ حال ہے۔ یہ یوم آزادی ہے۔ یہ کل آپ نے آزادی دی ہے۔ کوئی انکار کرے یہ ہیں اخبارات چار آدمی مسجد کے صحن کے اندر کل خاک و خون میں لت پت ہوئے ہیں۔ چالیس آدمی زخمی ہیں۔ یہ کل یوم آزادی ہے۔ یہ یوم آزدی کی ریلی سے واپس آ رہے تھے۔ مجھے بتلاؤ میں پرچہ کس پر کٹواؤں اس لئے کہ گولی مارنے والی فوج ہے۔ مجھے بتلاؤ میں صبح کمشنر سے پوچھ کر آیا ہوں اس نے کہا کہ میں نے آرڈر نہیں دیا۔ ڈی سی کہتا ہے۔ میں نے آرڈر نہیں دیا۔ یہ جو چار آدمی شہید ہوئے ہیں مجھے بتلاؤ میں کس کے اوپر پرچہ کٹواؤں میں کس کے پاس انصاف مانگنے کے لئے جاؤں میری اس بات کو جذبات کی رو میں یا کوئی آدمی تنقید کے عنوان پر جج مت کرے۔ میری بات کو پی - پی یا مسلم لیگ کے عنوان پر مت دیکھا جائے۔ میں انصاف لینے آیا ہوں۔ آپ لوگوں سے یہ چار آدمی اس مسجد میں شہید ہوئے جس مسجد کی میں نے بنیادیں رکھیں۔ جو مسجد آج نارنگ کورنگی پر واقع ہے۔ مسجد کے صحن کے اندر یہ چار شہید ہو گئے ہیں۔ آزادی اس کا نام ہے۔ میں تو یہ کپڑے پہن کر آنا چاہتا تھا۔ یہ چار آدمی شہید کر دیئے گئے ہیں کسی شیعہ نے نہیں کئے۔ کسی سنی نے نہیں کئے۔ یہ فوج نے کئے ہیں۔ حکومت کے ایماء پر کئے ہیں۔ مجھے بتلاؤ یہ ہمیں آزادی دی جا رہی ہے۔

سپیکر:۔ مولانا صاحب تشریف رکھیں۔

کس کے اوپر F.I.R کاٹیں۔ وزیر داخلہ صاحب بیٹھے ہیں بتلائیں کس کے اوپر F.I.R کٹی ہے۔ ہماری کوئی بات سننے والا ہے۔ باوجود اس کے ہمیں مارا گیا

Scanned with CamScanner

ہے۔ آدمی بھی ہمارے گرفتار ہیں۔ قتل بھی ہمیں کیا گیا ہے کوئی پوچھنے والا بھی نہیں ہے۔ یہ آزادی کے اوپر ہمیں تحفہ دیا گیا ہے۔ یہ قوم کے نام تحفہ ہے۔ یہ لوگ کس جرم میں قتل کئے گئے۔ کس جرم میں یہ لوگ گولیوں کا نشانہ بنائے گئے۔ ایسے موقع پر اگر یہ بات نہ ہو۔ اخبارات گواہ ہیں کہ پولیس' فوج نے گولیاں چلائیں ہیں مستعفی ہو جانا چاہئے اس حکومت کو آج تک مسجد کے صحن میں کبھی گولیاں نہیں چلائیں گئیں۔ چار سو گولیوں کے خول (ٹھہریئے۔ آپ بابر صاحب تشریف رکھیے) یہ لوگ آزادی کی ریلی سے واپس آ رہے تھے یہ لوگ جشن آزادی کے عنوان پر مسجد صدیق اکبرؓ سے ریلی نکلی (اراکین کا شور) تکلیف کس کو ہے۔ کس نے قتل کیا ہے۔ میں اس کا گریبان پکڑتا ہوں۔ اگر کسی کو تکلیف ہے۔ وہ کہے۔ وہ میرے سامنے آئے اگر تم میں سے کسی نے گولی ماری ہے۔ ٹیں ٹیں کرتے ہو۔ (یہ لفظ سپیکر اسمبلی نے حذف نہیں کئے) تو تم بتلاؤ مجھ میں اتنی ہمت ہے۔ میں اس کا گریبان پکڑ کر انتقام لے سکتا ہوں۔ اگر یہ نہیں ہے تو پھر کیا ضرورت ہے۔ میری بات میں مداخلت کرنے کی میں کوئی معمولی بیٹا ہوں۔ خاموش رہیں۔ کسی کو بک بک کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ (یہ لفظ سپیکر اسمبلی نے حذف نہیں کئے) میرا یہ خون ہے۔ میں اپنے خون پر احتجاج کرتا ہوں تکلیف کسی کو کیا ہے؟ میں احتجاج کرتا ہوں۔ یہاں خاموشی سے سنیں میں احتجاج کرتا ہوں میری بات میں غلطی نکالیں میں احتجاج کرتا ہوں کوئی کہے کہ کوئی شہید نہیں ہوا۔ یہ مسجد میں لوگ ایڑھیاں رگڑتے رگڑتے شہید ہوئے ہیں۔ جرم کیا ہے۔ یہ آزادی ہے۔ 46 سال پہلے اس آزادی کے لئے ہم اس آزادی کے لئے تڑپ رہے ہیں۔ مجھے بتلایا جائے کیا یہ ملک آزاد نہیں ہوا گورا انگریز چلا گیا کالا انگریز ہم پر مسلط ہو گیا۔

سپیکر:۔

مولانا لوگ صرف ڈراما کر رہے ہیں مولانا نے فرمایا۔ کل شہید ہوئے ہیں چار تمہیں ہزار آدمی چاہیے۔

Scanned with CamScanner

نوٹ : مولانا کی یہ تقریر انتہائی درد انگیز تقریر ہے۔ یہ تقریر کیسٹوں میں عام مل جاتی ہے۔ ضرور سماعت فرمائیں۔

○ ○ ○

Scanned with CamScanner

موضوع: کراچی کے حالات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شکریہ جناب سپیکر:۔

میں بہت مشکور ہوں آپ کا اور اس House کا اور بالخصوص وزیر داخلہ صاحب کا کہ جنہوں نے آج کراچی کے خاص مسئلے کے پیش نظر کراچی کے عنوان پر آج یہاں پر ڈسکس Discuss کرنے کے لیے اپنی آمادگی کا اظہار کیا۔ جناب والا کراچی پاکستان کا ''عروس البلاد'' ہے۔ روشنیوں کا وہ شہر ہے کہ کراچی اپنے جغرافیائی صورت حال اور تمام قومیت کے مرکز اور محور ہونے کے ناطے سے منی پاکستان کہلا رہا ہے۔ ایک عرصہ دراز سے کراچی کو مختلف تعصبات اور مختلف عنوان پر نفرتوں کی آگ میں دھکیلنے کی کوشش کی گئی۔ یہ الگ بات ہے کہ کراچی میں صورت حال کیوں پیدا کی گئی۔ ساری دنیا جانتی ہے کہ کراچی کی یہ صورت حال پیدا کرنے کی ایک وجہ تھی۔ کراچی اور حیدر آباد یہ دو شہر تھے۔ جن دو شہروں سے ہمیشہ دینی، مذہبی اور اسلامی نمائندگی ایوان میں آیا کرتی تھی۔ یہ دینی، یہ مذہبی اور اسلامی نمائندگی ایوان میں آکر اپنا ایک اہم کردار ادا کرتی تھی۔ کراچی نے کتنے بڑے بڑے سیاست دان پیدا کیے۔ کیسے کیسے لیڈر پیدا کیے۔ ایک سازش کے ساتھ اس کراچی کو ایک قومیت کے عنوان پر اس کی آگ میں دھکیلا گیا اور مصنوعی طور پر آج بھی پورے کا پورا منصوبہ اگر سامنے لایا جائے کہ کس نے کس عنوان پر کس کو کتنے پیسے دیئے اور بلکہ میں یہ کہوں گا کہ اس وقت کی حکومت 85ء کے اندر جو حکومتیں آئیں۔ ان حکومتوں کے جو وزراء اعلیٰ تھے۔ ان وزراء اعلیٰ کی سرپرستوں میں پروان چڑھی ہوئیں کچھ جماعتیں ان جماعتوں نے جنت جیسے جنت نظیر شہر کو جہنم بنا کر رکھ دیا اور پھر

جناب والا:۔

یہ معاملہ آگے بڑھتا آیا۔ اس معاملے کو اس انداز میں ڈیل کرنے کی بجائے کہ بجائے اس کے کہ کسی صحیح مطالبے پر کان دھرا جاتا۔ کراچی میں تعلیم یافتہ لوگ جو ہاتھوں میں ڈگریاں لے کر مارے مارے پھرتے تھے اور ان کے لیے نوکری اور ملازمت کے دروازے بند تھے اور دیہاتوں سے جو لوگ ان پڑھ اور بہت معمولی قسم کے نہ ڈگری لے کر اور معمولی تعلیم لے کر شہر میں آتے تھے۔ کوٹہ سسٹم کے عنوان پر تعلیم یافتہ طبقہ کو میرٹ کی بجائے ان کا حق دینے کی بجائے۔ جب ان سے ان کا حق دور رکھا گیا تو پھر نتیجہ یہ نکلا کہ بے روزگاری نے وہاں ایک صورت حال اختیار کر لی اور جن لوگوں نے بے روزگاری کے خاتمے کے لیے نئے نئے منصوبے پیش کیے کہ یہ انداز ہے۔ بے روزگاری کے خاتمے کا کہ یہاں ایک نیا صوبہ بنا لیا جائے اور بے روزگاری کے خاتمے کا ایک یہ بھی طریقہ ہے کہ قومیت کو شہر سے نکال دیا جائے اور پھر تمام کے تمام وسائل ہمارے ہاتھ میں آ جائیں گے۔ یہ خوشنما نعرے تھے۔ جو ہم نے اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھے۔ وہاں باقاعدہ ایک الگ صوبے کے نعرے لگائے گئے۔ وہاں نعرے لگائے گئے کہ ان لوگوں کو یہاں سے نکالا جائے۔ اپنا صوبہ ہو گا' اپنا نظام ہو گا' اپنا سسٹم ہو گا۔ بے روزگاری کا خاتمہ ہو گا۔ یہ نعرے تھے۔ جنہوں نے دیکھتے ہی دیکھتے پذیرائی اختیار کر لی۔ ہم نے اس دور میں بھی کہا کہ یہ وہ چیزیں ہیں۔ جو اس انداز میں حل نہیں ہو سکتیں۔ اورنتیجتاً کراچی نے وہ دن بھی دیکھے جب قومیت کے عنوان پر لوگوں کا خون بہا۔ صرف ایک آدمی کا جرم یہ تھا کہ وہ رنگ و نسل اور اپنے علاقے کا لحاظ سے وہ مہاجر نہیں تھا۔ وہ اردو Language نہیں رکھتا تھا۔ وہ سندھی Language نہیں رکھتا تھا۔ انہیں مار مار کر وہاں سے نکالنے کی کوشش کی گئی۔ ہم نے بار بار اس بات پر کہا کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ لیکن وقت کے حکمران نے اس کی سرپرستی کی اس کو سپورٹ کیا۔ نتیجتاً وہ طاقتیں بڑھتی چلی گئی اور پھر جب انہیں اتنی اہمیت حاصل ہو گئی کہ وہ الیکشن میں منتخب ہو گئی تو اس وقت ہم نے کہا۔ اب چونکہ عوام نے انہیں منتخب کر لیا ہے۔ اب یہ عوام کے منتخب نمائندے

Scanned with CamScanner

ہیں۔ لہٰذا عوام کے منتخب نمائندے جس عنوان پر منتخب ہوئے ہیں۔ انہیں اس کا حق ملنا چاہئے۔ لیکن کیا ہوا ان کے ساتھ اس ایوانوں میں بھی زیادتی ہوئی اور انہیں نفرت کی نگاہ سے دیکھا گیا۔ ان ایوانوں میں اور صوبائی اسمبلی کے ایوانوں میں ان کے ساتھ وہ سلوک کیا گیا کہ جس کی وجہ سے ایک بات کا احساس ہونے لگا کہ اب آپس میں لڑائی شروع ہو گئی ہے۔ دیہاتیوں کی اور شہریوں کی دیہاتی اور شہری کی یہ لڑائی ہو گئی ہے اور اس لڑائی میں کتنی جانیں ضائع ہوئیں کتنے لوگ مارے گئے۔ جب حالات کنٹرول سے باہر ہو گئے تو اسی ایوان میں مجھے یاد ہے۔ بحث ہو رہی تھی۔ فوج کو بیجھے کی رائے لی جا رہی تھی۔ عوام سے اس وقت بھی ہم نے کہا تھا۔ اس مسئلہ کو فوج کے ذریعہ حل نہ کیا جائے۔ فوج کسی بھی مسئلے کا حل نہیں ہے۔ فوج تو یہ ہے کہ آپ بیمار کو فوری طور پر انجکشن لگائیں۔ اس کا بخار کم ہو جائے گا، لیکن دوا دی جائے۔ بیماری کا حل نہیں ہے۔ اس کا اگر آہستہ آہستہ علاج کیا جائے تو بیماری کی جڑ ختم ہو جائے گی یہ اس کا حل ہے۔ فوری طور پر فوج کو اسی ایوانوں میں ڈسکس Discuss کی مت بھیجا جائے فوج کو، لیکن فوج بھیجی گئی۔ نتیجہ کے طور پر کیا ہوا وہ حالات جو پولیس کے کنٹرول سے باہر ہوگئے۔ وہ حالات جو وہاں پر تمام تر قوانین کو بروئے کار لانے کے باوجود حالات قابو سے باہر ہو گئے تھے۔ جب فوج گئی شروع شروع میں فوج کی Respect ہوئی۔ شروع شروع میں فوج کو لوگوں نے Wel Come کہا۔ خوش آمدید کیا، لیکن جب حکمرانوں نے فوج کو اپنی مرضی سے چلانا چاہا اور حکمرانوں نے پاکستان کی اس اہم فورس کو اپنی مرضی کے مطابق اس سے ایکشن کروائے اور بڑے بڑے ایکشن اس سے رونما ہوئے اور نتیجہ کے طور پر وہ حالات فوج بھی کنٹرول نہ کر سکی اور آج صورت حال یہ ہے کہ جناب قومیت کا عنوان ابھی باقی ہے۔ آج وہ لوگ جو کبھی کسی عنوان پر لڑتے تھے۔ آج وہ کون سی ایجنسیاں ہیں جنہوں نے مہاجر کو مہاجر سے لڑانا شروع کر دیا ہے۔ حقیقی اور غیر حقیقی لڑنے لگ گئے۔ ابھی یہ سلسلہ ختم نہیں ہوا تو اب ایک سازش کے تحت وہاں شیعہ سنی فسادات کرائے جا رہے ہیں۔

Scanned with CamScanner

وہاں شیعہ سنی فسادات کا کوئی جواز نہیں تھا۔ کوئی وجہ نہیں تھی۔ میں ذمہ داری سے کہتا ہوں کراچی اور سندھ میں جو شیعہ سنی فسادات کرائے جا رہے ہیں۔ اس میں نہ شیعہ کے لیڈر انوال ہیں' نہ سنیوں کے لیڈر انوال ہیں۔ اس میں ایجنسیاں انوال ہیں۔ وہ چاہتی ہیں کہ قومیت کی جنگ کو اب مذہبی جنگ میں تبدیل کر کے قومیت سے انتقام لے لیا جائے تو جب بات مذہبی ہو جائے گی۔ میں نے پہلے بھی بجٹ کی تقریر میں ایوان میں کہا کہ جناب اب فرقہ ورانہ فسادات ہوں یا لسانی فسادات ہوں۔ میرا تو ہمیشہ سے موقف یہ ہے اگر حکومت چاہے یہ فسادات کبھی نہیں ہو سکتے۔ کیا وجہ ہے گھر میں دو بیٹے لڑ رہے ہیں۔ دو بھائی لڑ رہے ہیں۔ جب ان کا باپ موجود ہے۔ ان کا بڑا بھائی موجود ہے۔ وہ اپنے بیٹوں کو کیوں نہیں بٹھاتا۔ اپنے بھائیوں کو بٹھا کر کیوں نہیں پوچھتا آپ کیوں لڑ رہے ہیں۔ آپ کو تکلیف کیا ہے؟ اگر حکومت اپنے آپ کو باپ کی حیثیت سے یا بڑے بھائی کی حیثیت دینے کے لیے تیار ہو اور وہ قومیت کے عنوان پر لیڈروں کو ایک ٹیبل پر بٹھائے اور مذہب فرقہ واریت کے عنوان پر لیڈروں کو ایک پلیٹ فارم پر بٹھائے ان سے موقف سنے۔ کیا میں نے بجٹ کی [illegible] پوری تقریر میں نہیں کہا تھا کہ آپ نے 50 کرڑور روپیہ لاء اینڈ آڈر [illegible] مختص کیا ہے اور لاء اینڈ آڈر کا مسئلہ یا تو قومیت کے عنوان پر پیدا ہوتا ہے یا مذہب کے عنوان پر پیدا ہوتا ہے۔ میں نے آپ سے کہا تھا شیعہ سنی فسادات جتنے ہوتے ہیں۔ میری جماعت' میری ذات اس میں ایک فریق کی حیثیت رکھتا ہے۔ میں آپ سے کہہ رہا ہوں ہمیں ٹیبل پر بٹھاؤ۔ میں آپ سے کہتا ہوں یہاں کی ایوان کی کمیٹی بناؤ۔ میں آپ سے کہتا ہوں ہمیں کسی جگہ بلاؤ۔ ہم سے پوچھو آپ کو تکلیف کیا ہے؟ ہمارے فریق مخالف سے پوچھے اسے تکلیف کیا ہے؟ جو جو تکلیف ہماری صحیح ہو آپ اس کا ازالہ کریں۔ اب اس کے منصف بنیں یہاں نہ کوئی کسی کو نکال سکتا ہے۔ نہ کسی کو کوئی ختم کر سکتا ہے۔ ملک میں اختلاف ہو سکتا ہے۔ مذہب میں اختلاف ہو سکتا ہے۔ اختلاف باعث مذمت نہیں۔ اختلاف تو موجود ہے۔ اختلاف تو بھائیوں میں

Scanned with CamScanner

بھی ہے۔ اختلاف تو بیوی اور خاوند میں بھی ہے۔ اختلاف باعث مذمت نہیں۔ فساد باعث مذمت ہے کہ فساد کیوں ہو رہا ہے۔ پاکستان میں مسلمان بھی ہے، عیسائی بھی ہے، ہندو بھی ہے، سکھ بھی ہے، اختلاف بھی ہے۔ مذہب کا اختلاف ہے۔ شیعہ سنی مذہب کا اختلاف ہے، لیکن اختلاف برداشت ہے۔ اختلاف 14 صدیوں سے ہے۔ قیامت تک رہے گا۔ اختلاف کوئی نئی بات نہیں ہے بات فساد پر لڑائی کیوں ہوتی ہے۔ جھگڑا کیوں ہے، فساد کیوں ہے، وہ فساد کون کر رہا ہے، ابتداء کس کی طرف سے ہو رہی ہے۔ اس بات کی طرف کوئی توجہ نہیں دی گئی۔ میں سندھ کے بارے میں واضح طور پر کہتا ہوں کہ وہاں فرقہ ورانہ فسادات جو کراچی میں شروع کرائے گئے ہیں۔ وہ حکومت اور ایجنسیوں کی طرف سے کرائے گئے ہیں۔ اگر نہیں ہوئے تو حکومت مجھے بتلائے کہ اس نے فرقہ ورانہ فسادات کو ختم کرانے کے لیے کون سا قدم اٹھایا ہے۔ کیا میں نے صدر مملکت کو نہیں کہا۔ کیا میں نے وزیر اعظم کو نہیں کہا۔ کیا میں نے اس ایوان میں نہیں کہا۔ کیا میں نے گورنر پنجاب کو نہیں کہا کہ فساد کے لیے کہ اس فساد کی فضا کو ختم کریں۔ آپ ہمیں بلائیں، لیکن میں جانتا ہوں۔ حکومت وقت یہ چاہتی ہے کہ اگر فرقہ ورانہ فسادات ہوں گے۔ اس سے چار فائدے ہوں گے۔ پہلا فائدہ یہ ہوگا کہ فرقہ ورانہ فسادات میں بڑی بڑی لیڈر شپ کو راستے سے ہٹانے کا حکومت کو موقع مل جائے گا۔ دوسری بات ہوگی فرقہ ورانہ فسادات سے مذہبی اور دینی قوتوں کو بدنام کرنے کا حکومت کو موقع مل جائے گا اور تیسری بات فرقہ ورانہ فسادات سے حکومت وہاں کی بڑی بڑی مذہبی، سیاسی جماعتوں کو ختم کر کے ایک نئی Tention پیدا کر سکتی ہے اور فرقہ ورانہ فسادات کی آڑ لے کر حکومت مذہبی جماعتوں پر پابندی لگا سکتی ہے۔ چار فائدے ہیں حکومت کو اگر فرقہ ورانہ فسادات جاری رہیں اور موجودہ حکومت یہ چار فائدے حاصل کرنا چاہتی ہے۔ تاکہ لیڈر شپ کو راستے سے ہٹایا جائے اور اس کا یہ راستہ ہے۔ ہمیں خود پرمنٹ دیئے گئے ہمیں کہا گیا۔ اخبار کی شہ سرخیوں میں چھپا کہ جناب یہ چار آدمی ہیں۔ جن میں ایک میرا نام ہے۔ جناب

ان کی جان کو خطرہ ہے۔ ایک طرف یہ کہا گیا۔ ایک طرف ہمیں پولیس کی گاڑی دی گئی۔ لیکن اب کیا ہوا یہ نواب زادہ صاحب تشریف فرما ہیں۔ ان سے پوچھئے کہ مجھے کشمیر کا جو پارلیمانی وفد تھا۔ ایک دن پہلے کون شخصیت ہے۔ جس نے مظفر ہاشمی کی معیت میں مجھے ملک سے باہر جانے سے روکا۔ یہ سازش تھی کہ اعظم طارق کو یہاں رکھا جائے اور اسے قتل کرا دیا جائے۔

○ ○ ○

Scanned with CamScanner

موضوع: کراچی کے حالات

شکریہ جناب سپیکر:-

میرے نزدیک اگر غیر ملک بھی کسی ملک پر حملہ کر دیں یہ بھی چھوٹی ہے۔ چہ جائے کہ اپنے ملک کی عوام اپنے ہی ملک کی ایجنسیوں سے اپنے ہی ملک کے اپنے بھائیوں سے' اپنے ہی ملک کی اپنی قوم اور اپنی برادری سے غیر محفوظ ہو جائیں۔ آپ یہاں تک دیکھیں۔ کل جو لوگ ایک اسٹیج کی زینت تھے۔ ایک ٹیبل پر کھڑے ہوتے تھے۔ ایک جماعت تھی' ایک کاز تھی۔ آج وہ آپس میں لڑ رہے ہیں۔ آج تو وہ بات دور چلی گئی سندھی سے لڑیں گے' پنجابی سے لڑیں گے' پٹھان سے لڑیں گے۔ اب تو یہ ہے ایک کہتا ہے میں مہاجر ہوں' دوسرا کہتا ہے میں حقیقی مہاجر ہوں' اسی بنیاد پر لڑائی ہو رہی ہے۔

جناب والا:-

ایسی صورت حال میں یہ تیسری صورت حال پیدا کی گئی ہے۔ فرقہ واریت کی۔ میں اس اسمبلی میں کھڑے ہو کر پوری ذمہ داری سے کہتا ہوں کہ میں اپنی جماعت کا ایک ذمہ دار ہوں۔ کتنے آدمی قتل ہوئے اور جن کو ہمارے کھاتے میں ڈالا گیا ہے۔ خدا ہمیں غرق کر دے اگر ہم کسی ایک آدمی کے قتل میں بھی ہماری جماعت ملوث ہو اور ہماری جماعت نے یہ کچھ کیا ہو۔ لیکن کیا ہو رہا ہے بس جا رہی ہے۔ بس کے اوپر بم مار دیا گیا۔ میں نے اخبار میں پڑھا بم مار دیا' برسٹ مار دیا۔ مجھے یہ بتلایا جائے کہ دن کی روشنی میں آدمی برسٹ مار رہے ہیں' بم مار رہے ہیں۔ وہ آدمی گئے کہاں؟ وہ غائب کیسے ہوگئے؟ وہ کلاشن لے کر دن دیہاڑے کہاں چلے گئے۔ وہاں بہادر علی ایس ایچ او تھا۔ اس کو قتل کرنے کے لیے 25 آدمی جناب انہوں نے روٹ بلاک کیا' گھر بلاک کیے' لوگوں کو اغواء کر لیا اور اس کو قتل کر دیا۔ یہ 25 آدمی کہاں چلے گئے' کہاں چھپ گئے۔ جس شہر میں ہماری پولیس موجود ہے' ہماری ایجنسیاں موجود ہیں' ہماری فوج موجود ہے۔ وہاں اتنے

Scanned with CamScanner

قاتل 25 '25 قاتل چھپ گئے۔ میں کہتا ہوں اس کو استعفیٰ دے دینا چاہئے تھا۔ اس سے بڑھ کر کسی گورنمنٹ کی ناکامی کیا ہو سکتی ہے کہ دن دیہاڑے 25 '25 آدمی کلاشنوں سے پولیس افسروں کو بھون ڈالیں' بسوں کے اوپر برسٹ ماریں اور ہم سوچ رہے تھے کہ کیا ہو رہا ہے۔ لیکن بلی تھانے سے باہر آ گئی۔ کب آئی جب مسجد صدیق اکبرؓ میں۔ مسجد کے اندر جوتوں سمیت داخل ہو کر یہ بات ہے۔ میں اس پر تبصرہ نہیں کرتا۔ میں اپنی تلخ نوائی پر بھی معذرت چاہوں گا کہ یہاں کسی کا دل دکھے۔ میں کسی کا دل دکھانے کے لیے بات نہیں کرتا۔ لیکن اتنا ضرور کہتا ہوں کہ ابھی آزادی کے موقع پر ریلی چل رہی ہے۔ انچولی کے پاس سے گزری۔ ڈی - سی صاحب نے خود ہمارے ساتھیوں کو کہا کہ مجھے پہلے معلوم تھا کہ انچولی کے پاس کوئی گڑبڑ نہ ہو جائے۔ جب ڈی - سی کو معلوم تھا کہ یہاں گڑبڑ ہو سکتی ہے تو اس نے راستہ کیوں نہیں بدلوایا؟ اس نے روٹ کیوں نہیں تبدیل کروایا اور پھر اس نے انچولی سے باقاعدہ پرمشن لی کہ یہاں کچھ نہیں ہوگا۔ لیکن وہاں ہوا' نعرے بازی بھی ہوئی' گولی بھی چلی۔ لیکن آگے جو واقعہ پیش آیا وہ انچولی سے تین کلومیٹر دور پیش آیا۔ وہاں جا کر جب لوگ مسجد میں چلے گئے۔ اب ان پر فائرنگ ہوئی ہے' وہ نعرے لگا رہے ہیں' احتجاج کر رہے ہیں۔ لیکن اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کا گھیراؤ کر لیا جائے' نوائے وقت نے لکھا۔ لڑائی کی وجہ کیا بنی' فوج نے کہا کہ ہم تلاشی لینا چاہتے ہیں۔ مسجد کے لوگوں سے مسجد والوں نے کہا کہ ہم بیٹھے ہوئے ہیں آپ تلاشی لے لیں۔ تلاشی لینے کے لیے فوجی جوان جب اندر گئے تو جوتوں سمیت داخل ہوئے۔ کل کا نوائے وقت پڑھ لیجئے۔ جس پر وہاں کے موجود لوگوں نے احتجاج کیا کہ آپ بوٹ اتار لیں۔ اتنا کہنے کی دیر تھی بھون دیئے لوگ۔ ایک سو خول G - 3 گولیوں کا میں یہاں اسی ایوان میں پیش نہ کر سکوں مجھے گولی مار دیجئے۔ فوج نے ایک سو گولی چلائی۔ مسجد میں بیٹھے ہوئے لوگوں پر 3 آدمی شہید ہو گئے 28 آدمی زخمی ہو گئے اور پھر ہوا کیا جو لوگ زخمیوں کو ہسپتال لے کر گئے وہ پکڑ لیے۔ 40 آدمی پکڑے ہوئے ہیں اور تارچر ہو رہا ہے اور تارچر کئے ان کی

Scanned with CamScanner

آنکھوں پر پتھر رکھ کر پٹیاں باندھی ہوئیں ہیں۔ ان کا جرم کیا تھا کہ یہ زخمیوں کو لے کر جا رہے تھے۔ اب مجھے بتلائیں 40 آدمی گرفتار ہوئے۔ ان سے کیا چیز برآمد ہوئی ہے۔ ایک رائفل برآمد ہوئی۔ اگر آپ نے پکڑنا تھا پانچ آدمیوں کو پکڑو جن سے اسلحہ برآمد ہوا ہے۔ جن کے پاس اسلحہ نہیں ان کے اوپر 302 کی F.I.R کیوں کاٹی گئی۔ وہ چہرے کیوں چھپائے جا رہے ہیں۔ فوج کا جانا ہمارے لیے مقدس ہے۔ میں سمجھتا ہوں فوج کو بدنام کرنے کی یہ کوشش کی گئی۔ ورنہ فوجی جوان کوئی بھی ایسا نہیں ہے جو جوتوں سمیت مسجد میں داخل ہو کر اپنی ہی قوم پر گولی چلائے۔ وہ فوجی وردی میں ملک کا دشمن ہوگا اور مجھے افسوس ہے۔ چاہئے یہ تھا کہ جب فوج کے عنوان پر بات آئی تو فوج کے افسران کو چاہئے تھا کوئی اور کہتا نہ کہتا کہ بات فوج کی آئی ہے۔ ہم اس کی تحقیقات کرتے ہیں۔ لیکن اس طرف سے بھی کوئی جواب نہیں آیا۔ وہاں تو جناب ڈی - سی کمشنر اب کوئی بھی F.I.R نہیں لیتا کیوں۔ فوج مرکز نے بھیجی ہے۔ مسئلہ فوج کے ساتھ ہو گیا اور وہ فوج کے خلاف کہاں سے F.I.R لے میں مرکز میں کہتا ہوں یہ کہتے ہیں صوبائی مسئلہ ہے۔ وہ کہتے ہیں مرکز کا مسئلہ ہے' یہ کہتے ہیں صوبائی مسئلہ ہے۔ ہمیں بتلائیں ہم کدھر جائیں۔ یہ صورت حال جو اس وقت پیدا ہو چکی ہے۔

سپیکر:۔

مولانا صاحب Wind Up کریں۔

شکریہ جناب والا:۔

اب اور بات میں وہاں گیا۔ جس دن یہ واقعہ پیش آیا۔ اسی دن میں فیصل آباد سے سوار ہوا۔ میں رات کو سوا ایک بجے کراچی ائیرپورٹ پر اترا فوراً" جناب روک لیا کہ آپ کراچی میں داخل نہیں ہو سکتے۔ کراچی میرا گھر ہے' گھر میں میرے بچے ہیں۔ میں اس مسجد کا نائب خطیب ہوں۔ مجھے اپنے گھر میں جانے نہیں دینا تو کہاں جانے دینا ہے۔ اگر میں جاتا ہوں۔ وہاں کے لوگوں کے زخموں پر مرہم رکھتا ہوں۔ وہاں اپنے کارکنوں سے پوچھتا ہوں انہیں صبر و تحمل کا سبق دیتا

Scanned with CamScanner

ہوں تو یہ بات ملک و قوم کے مفاد میں تھی۔ مجھے روک دیا گیا۔ اور کہا کہ لاہور کی فلائٹ ہم نے روکی ہوئی ہے۔ چلو اس میں بیٹھو۔ میں رات کو تین بجے لاہور پہنچا اور کوئی پرسان حال نہیں جناب۔ سارے کے سارے V.I.P لاؤنج میں سوئے پڑے ہوئے ہیں۔ میں نے کہا کہ میں اکیلا کہاں جاؤں۔ میں 5 گھنٹے V.I.P لاؤنج میں ٹیبل پر سویا رہا اور نیند کہاں آتی ہے اور میں سوچ رہا ہوں کہ میں کہاں جاؤں، یہ صورت حال ہے۔ وہ شیخ سعدیؒ نے کیا خوب کہا۔ ایک آدمی چلا گیا، کسی گاؤں میں اور وہاں اسے ڈاکوؤں نے پکڑ لیا۔ اس کے کپڑے اتار لیے اور کپڑے اتار کر کہا کہ بھاگ جاؤ اور پیچھے کتے لگا دیئے اور جب اس نے کتوں سے بچنے کے لیے نیچے سے پتھر اٹھایا۔ تاکہ وہ کتوں کو مارے تو پتھر برف میں جما ہوا تھا۔ اس نے اس وقت کیا۔

چہ حرامزاد گانند کہ سنگہار را بندد و سگہار را کشادند

کیسے یہ بے وقوف لوگ ہیں۔ جنہوں نے پتھر باندھ دیئے ہیں۔ کتے کھول دئے ہیں یہ کیسی بات ہے۔

کہ جناب والا:۔

میں ترجمہ نہیں کرتا۔ لیکن جناب والا میں یہی کہتا ہوں کہ قاتل دندناتے پھر رہے ہیں اور آپ ہمیں روک رہے ہیں۔ سپیکر: پلیز Wind Up مولانا: بس میں اپنی بات ختم کرتا ہوں۔ جناب والا اس وقت ملک میں ایک اور بھی اشتعال ہے۔ وہ ہے ناموس صحابہؓ بل کے عنوان سے۔ ہماری یہاں حکومت کے بعض ذمہ داروں نے ناموس ناصحابہؓ بل کو متنازعہ بنایا اور یہاں House میں بیٹھے ہوئے لوگوں کو غلط Breif اور اس بل پر افراتفری کی کیفیت پیدا کی ہوئی ہے ملک میں کشیدگی پھیلی ہوئی ہے۔ اس کی ذمہ داری بھی یہاں سے اٹھتی ہے۔ ابھی بل کو میں نے پیش بھی نہیں کیا۔ اس بل کے خلاف ایک بیانات کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے - یہ ایک مسئلہ بھی ہے۔ جو فرقہ واریت کو ہوا دے رہا ہے۔ اب میری تجاویز یہ ہیں جناب سے کہ پہلے یہاں اس ایوان کے جو پارلیمانی لیڈر ہیں۔ ان پر مشتمل

Scanned with CamScanner

ایک کمیٹی بنائی جائے۔ اس کمیٹی کو یہ اختیار سونپا جائے کہ وہ کمیٹی Brief لے فوج سے۔ وہ صوبائی حکومت سے Brief کرے اور پھر اگر یہ کمیٹی محسوس کرے تو وہاں پر برسر پیکار گروپوں کے لیڈروں سے ملاقات کرے اور انہیں یقین دلائے اور میں یہ بات بھی کہنا چاہتا ہوں۔ اگر کسی لیڈر پر ایک قتل کا مقدمہ ہے' دو قتل کے مقدمے ہیں' تین قتل کے مقدمے ہیں اس بنیاد پر۔ وہ آپ سے دور ہٹتا ہے اور اس کے اوپر چار سو آدمی قتل ہو جاتا ہے۔ پہلے تو وہ چار آدمیوں کا قاتل تھا۔ اب چار سو کا قاتل بن گیا ہے۔ اگر ایسے کسی پر مقدمے ہیں۔ آپ اسے سنیں۔ اگر اس کے پیچھے قوم ہے اور کوئی لیڈر اپنے ہاتھ سے کسی کو قتل نہیں کرتا اور دوسری بات ہے کہ کم ازکم ملک کے ذمہ دار سیاست دانوں کی گول میز کانفرنس بلائی جائے اور ان سے آراء و تجاویز لی جائیں۔ تاکہ اس مسئلے کو صحیح طور پر حل کیا جاسکے۔ شکریہ۔

Scanned with CamScanner

موضوع: شمالی علاقہ جات کا مسئلہ

شکریہ جناب سپیکر:

شمالی علاقہ جات کا مسئلہ خاص طور پر امن و امان کے حوالے سے آج زیر غور ہے۔ جناب سپیکر وہاں کا مسئلہ دو طریقے سے ہے جیسا کہ مولانا نیازی صاحب مدظلہ العالی نے فرمایا ہے کہ ایک انتظامی اور ایک مذہبی اختلافات کے حوالے سے زیادہ اہم ہے۔ یہ علاقہ اپنی جغرافیائی اور علاقائی صورت حال سے بھی بڑا اہم ہے۔ اس لیے آپ کے علم میں ہونا چاہئے کہ یہاں اسرائیل یہودی لابیاں اور بھارت نواز لابیاں بھارت کے ایجنٹ اور افغانستان کا جب جہاد چل رہا تھا تو وہاں ایران کے ایجنٹ سرگرم عمل تھے اور وہاں بڑی بڑی مالدار مشنریاں۔ اس کے لیے تیار تھیں اور انہوں نے بڑے بڑے ادارے بنائے بڑے بڑے سکول کالج' بڑی بڑی سہولتیں فراہم کیں کہ جس سے مسلمانوں کی نسل نو کے عقائد و نظریات کو بگاڑنے کی کوشش کی جائے اور بلکہ یہ ایک پروگرام تھا کہ برصغیر میں بھی ایک نیا اسرائیل قائم کیا جائے اور اس کے لیے وہاں کوششیں عمل میں لائی جا رہیں ہیں۔ اصل مسئلہ جو وہاں شیعہ سنی کا ہے۔ مجھے اس بات پر بڑی حیرت ہے کہ ہم برائی کے درخت کی جڑیں نکالنے کی بجائے اس کی شاخوں کو تراشتے رہتے ہیں۔ جب تک اس برائی کے درخت کو ہم نہیں اکھاڑ پھینکتے۔ شاخ آج ایک کاٹیں گے پھر دوسری نکل آئے گی۔ کل دوسری کاٹیں گے۔ تیسری نکل آئے گی یہ مسئلہ شمالی علاقہ جات کا نہیں ہے۔ شیعہ سنی کا مسئلہ ایک بین الاقوامی مسئلہ ہے اور پاکستان کے اندر خاص طور پر یہ بڑا اہمیت کا حامل مسئلہ ہے۔ آج آپ شمالی علاقہ جات پر بحث کریں۔ کل آپ جھنگ کے اوپر کریں گئے۔ پرسوں کبیر والا پر کریں گے۔ ترسوں لاہور پر کرلیں گئے۔ یہ مسئلہ بڑا اہم ہے اور یہ بھی ایک حقیقت ہے اختلاف ہے۔ مذہب' سیاست کے ہر ملک میں اختلافات باعث مذمت نہیں۔ فسادات باعث مذمت ہے کہ فساد کیوں ہوتا ہے۔ لڑائی کیوں ہوتی ہے۔ اب

اختلافات مسلمانوں کے ہیں۔ مسلمانوں کے مقابلے میں عیسائی ہیں۔ ہندو ہیں، سکھ ہیں، یہ سب ہیں، سب بستے ہیں، کوئی اختلاف نہیں ہے، دوستی ہے۔ ایک دوسرے کا تعاون کرتے ہیں۔ لیکن کیا پاکستان میں یا دوسرے ملکوں میں شیعہ سنی اتحاد سے اتفاق سے کیوں نہیں بس سکتے تو اس میں اصل یہی بات ہے دیکھنے کی جو یہاں سرکاری اجلاسوں میں بھی زیر بحث آئیں کہ وہ کون سے عوامر ہیں۔ وہ کون سی وجوہات ہیں کہ جن کی وجہ سے یہ اختلافات فسادات کا راستہ اختیار کر لیتے ہیں۔

تو جناب والا:۔

وہ ایسی چیزیں ہیں کہ وہ واقعی ایسی ہیں کہ جب تک ان کا راستہ بند نہ کر دیا جائے اور جب تک فساد کا باعث بننے والی چیزوں پر پابندی عائد نہ کر دی جائے اور ہم سرکاری وسائل بروئے کار لا کر جب تک ہم قوت بازو سے اس چیز کو نہیں روکیں گے تو یہ فسادات کا دروازہ بند نہیں ہوگا۔ اب میں کہتا ہوں کہ جب سرعام لاؤڈ سپیکر پر ایک دن میں تین مرتبہ حضرت صدیق اکبرؓ، سیدنا فاروق اعظمؓ، سیدنا عثمان غنی رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ان کے بارے میں یہ کہا جائے کہ وہ کوئی خلیفہ نہیں تھے۔ وہ کوئی خلافت راشدہؓ نہیں۔ ہم نہیں مانتے بس خلیفہ پیغمبر اسلامؐ کے بعد ایک ہی تھے۔ وہ بھی بغیر فاصلے کہ جب تین صحابہؓ کی خلافت کو بلافصل کے لفظ سے کاٹ کر رکھ دیا جائے گا اور لاؤڈ سپیکر پر تین صحابہؓ کی خلافت کو جھٹلایا جائے گا تو پھر مسلمان مر تو سکتا ہے۔ لیکن اپنے پیغمبرؐ کے صحابہؓ کی خلافت کا انکار ہوتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا۔ اگر پاکستان میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ میں صدر محترم کی صدارت نہیں مانتا، وزیراعظم کو وزیراعظم نہیں مانتا، میں عدلیہ کو نہیں مانتا تو قانون حرکت میں آتا ہے۔ لیکن جہاں روزانہ ہر شہر، ہر گاؤں، ہر دیہات میں علی الاعلان یہ کہا جاتا ہے۔ "خلیفہ بلافصل" کیا مطلب حضورؐ کے تشریف لے جانے کے بعد بغیر فاصلے کے خلیفہ حضرت علیؓ تھے۔ اتنا کہنا یہ اتنا بڑا جھوٹ ہے۔ یہ اتنا بڑا دجل ہے۔

Scanned with CamScanner

سپیکر:۔
مولانا صاحب موضوع پر بات کریں متنازعہ باتیں نہ کریں۔

مولانا نے فرمایا:۔ یہ متنازعہ باتیں ہیں نعوذ باللہ تین صحابہؓ کی خلافت اگر متنازعہ ہے تو دنیا میں کسی چیز پر اتفاق نہیں۔

سپیکر:۔
دوسرے مسلک کے لوگ بھی بیٹھے ہیں تو بات بڑھ جائے گی۔

مولانا۔ میں بات بڑھانا نہیں چاہتا۔

سپیکر:۔ شمالی علاقہ جات کی طرف رہیں

مولانا:۔ آپ درختوں کی شاخوں کی طرف آئیں۔ آپ ایک دن بحث کا نکالیں اور میں یہاں تک کہتا ہوں۔ ساجد نقوی اور دوسرے جو اس اسمبلی کے ممبر نہیں ہیں۔ ان کو بھی اجازت دیں کہ کھلے عام اپنا موقف اسمبلی کے سامنے رکھیں کہ آپ کو اہل سنت کی طرف سے کیا تکلیف ہے؟ وہ جو تکلیف کہیں گے جو ان کے جذبات مجروح کرنے والی چیز ہو گی۔ ہم اس سے رک جائیں گے ہم کہیں گے کہ ہمارے جذبات فلاں چیز سے مجروح ہوتے ہیں۔

سپیکر:۔ مولانا صاحب ختم کریں۔

شمالی علاقہ جات کے بارے میں یہ عرض کروں گا کہ وہاں ہمارے محترم وفاقی وزیر مذہبی امور حضرت مولانا عبدالستار نیازی صاحب مدظلہ العالی کی قیادت میں ایک وفد آپ روانہ کریں۔ وہ وفد جائے وہاں جا کر ان کے کچھ معاشی مسائل ہیں۔ مذہبی مسائل بھی ہیں۔ ان کو وہ جمہوری حقوق حاصل نہیں ہیں جو پاکستان میں مجھے اور آپ کو حاصل ہیں اور ان کے ساتھ بھی بہت سی Problems ہیں۔ جب تک وہ تمام کی تمام نہیں سنیں جاتیں اس وقت تک ان کے مسائل حل کرنے میں کوئی پیش رفت نہیں ہو سکتی اور پھر خاص طور پر اس علاقے میں ایک بات تو طے کر لی جائے کہ غیر ملکی مشنریاں جو سرگرم عمل ہیں۔ جو کروڑوں

Scanned with CamScanner

روپیہ خرچ کر رہی ہیں اور جہاں مسلمان بچے جائیں تو ان کو مفت تعلیم ملتی ہے۔ اتنی سہولتیں ملتی ہیں وہ جائیں گے اپنا عقیدہ اور نظریہ بیچ کر چلے آئیں گے۔ اس کے لیے تو یہ طے کر لینا چاہیئے کہ غیر ملکی مشنریاں جو سرگرم عمل ہیں۔ ان پر فوری طور پر پابندی لگائی جائے۔ ہمارے بچے غریب سکول میں پڑھ لیں' ہمارے بچے چٹائی پر بیٹھ کر پڑھ لیں۔ لیکن ایسا نہیں ہونا چاہیئے کہ وہ ایئرکنڈیشن سکولوں میں جائیں اور وہ دولت ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھیں۔ پھر کل وہی غیر ملکی مشنریاں اس کو دوسرا اسرائیل بنا دیں اور پھر وہ پاکستان کی سالمیت کے لیے ایک بہت بڑا مسئلہ بن جائے۔ شکریہ جناب سپیکر۔

○ ○ ○

Scanned with CamScanner

موضوع: سانحہ بونیر

محترم جناب سپیکر:۔

میں آپکا بے حد مشکور ہوں اور حزب اقتدار کا بے حد ممنون ہوں جنہوں نے اسلام کے نام پر جانیں دینے والے ان بارہ شہیدوں کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لیے اور آج ان پر ظلم و ستم کے ذریعے سے گولیاں چلانے والوں کے خلاف جو قرار دار ہم نے پیش کی تھی اس پر بحث کی ہے جو تحریک ہم نے پیش کی تھی جب اس پر بحث کا موقع آیا مجھے بڑا دکھ ہوا ہے کہ آدھا گھنٹہ ہم نے ضائع کیا ہے۔

جناب والا:۔

بونیر میں جو لوگ شہید ہوئے ہیں سب سے پہلے میرا سوال یہ ہے کہ ان لوگوں کا قصور اور جرم کیا تھا؟ اس ملک میں کسی ایک شخص یا کسی ایک جماعت کا کھڑے ہو کر یہ کہنا کہ ہمیں اپنے شب و روز شریعت کے مطابق گزارنے کا موقع دیا جائے۔ کیا یہ پاکستان میں جرم ہے؟ اگر یہ بات جرم ہے تو یہی جرم ہماری قوم آج سے 46 سال قبل کر چکی ہے اسی جرم کیوجہ سے آپکو یہ ملک حاصل ہوا ہے پھر آپ کو یہ بات تسلیم کر لینی چاہیے کہ پاکستان کا بنانا اسلام کے نام پر قربانیاں دینا اسلام کے عنوان پر تحریک کا کامیاب ہونا۔ یہ ہماری قومی سطح پر ایک بہت بڑی مجرمانہ کاوش تھی لیکن اگر آپ کو اور ہمیں اس بات پر ناز ہے کہ کائنات کے اس خطہ پر واحد مملکت پاکستان ہے جو اسلام کے نام پر حاصل کی گئی تو کیا آج اس ملک کے ایک خطہ میں اگر وہاں کے مسلمان یہ کہتے ہیں کہ ہمیں عدالتوں میں اپنے ماحول اور معاشرے میں اسلام کا نفاذ چاہیے تو پھر آخر کونسی وجہ ہے کہ ان پر گولیاں چلائی گئیں۔ اور بارہ افراد کو شہید کیا گیا اور درجنوں کی تعداد میں وہاں لوگ زخمی ہوئے اور پھر دوسری بات اگر ان کا یہ مطالبہ غلط تھا تو پھر بارہ افراد شہید ہوئے اور شہادت کے بعد ان کا یہ مطالبہ کیسے صحیح ہو گیا؟ ناجائز بات جائز کیسے ہو گئی اور ہماری حکومت نے اس کا کیا نوٹس لیا کہ جن لوگوں نے ان بے گناہ افراد پر جو اسلام کے عنوان پر مطالبہ کر رہے تھے ان پر گولی

Scanned with CamScanner

چلائی اور ان کے ساتھ زیادتی کی ان کا ہماری حکومت نے کیا تدارک کیا میں آج یہ
بات کرنے پر مجبور ہوں کہ ہماری گورنمنٹ کو یہ بات محسوس کرنی چاہئے کہ کیا کوئی
ایسی سازش تو نہیں ہے کہ جس کے ذریعے سے ملک میں یہ تاثر عام طور پر قائم ہو چکا
ہے کہ پیپلز پارٹی کا دور جب بھی آتا ہے تو پیپلز پارٹی کے دور میں لاٹھی گولی کی سرکار
حرکت میں آتی ہے تو وہ بھی ان لوگوں پر جو تحریک نظام مصطفیٰؐ کے نام سے میدان میں
آتے ہیں تو ان پر یہ گولی چلتی ہے لاٹھیاں ان کے خلاف استعمال ہوتی ہیں جو تحفظ
ناموس رسالتؐ کے لیے رشدی کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے میدان میں آتے ہیں تو
گولیاں ان کے خلاف چلتی ہیں شریعت کا مطالبہ کرتے ہوئے اگر کوئی میدان میں آتے
ہیں تو گولیاں ان کے خلاف چلتی ہیں کیا آخر پیپلز پارٹی کے دور اقتدار میں اس کے حق
پر بھی کوئی روایات ڈالنے کا آئندہ کے لیے پروگرام ہے یا یہ وہی پرانی روایات کو قائم
رکھنا مقصود ہے اور میں یہ بات بھی کہنا چاہوں گا کہ کچھ لوگوں نے اسلام کا لیبل لگا کر
اسلام کا نام استعمال کر کے پاکستان بننے کے بعد ایک مرتبہ اسلام کے نام پر اس ملک
میں حکومت حاصل کی تین سال انکو بھی حکومت کرنے کا موقع ملا۔ اگر انہوں نے
اسلام کے نام پر حاصل ہونے والی حکومت میں اسلام کے عنوان پر کوئی خاطر خواہ کام
کیا ہوتا تو آج قوم کو یہ دور دیکھنا کبھی نصیب نہ ہوتا۔ جہاں ہم یہ کہتے ہیں کہ پیپلز
پارٹی کے بارے میں ہمارے اختلافات اپنی جگہ پر ہیں لیکن میں اتنا کہوں گا کہ پیپلز پارٹی
پاکستان میں کبھی بھی اسلام کے نام پر نہیں آئی اور اس طرح جس نے اسلام کے نام پر
آتے ہی شریعت بل کا حلیہ بگاڑا اور شریعت بل میں یہ ترمیم کی کہ پارلیمنٹ کو قرآن
وسنت پر بالادستی حاصل ہو گی اور قرآن وسنت کو تمام قوانین پر بالادستی حاصل ہو گی۔
بشرطیکہ پارلیمنٹ کے آئینی ڈھانچے سے نہ ٹکرائے۔ وہ سابقہ دور تھا جس میں سود کا
تحفظ کرتے ہوئے سپریم کورٹ میں اپیل کی گئی وہ سابقہ دور تھا جہاں اس وقت عورتوں
کو سفیر بنا کر امریکہ بھیجا گیا اور لیڈی ڈیانا کی شکل میں عورتوں کے استقبال کرائے گئے
اور نور جہاں پانیزئی کو ڈپٹی چیئرمین بنایا گیا مجھے اس بات کا جواب بھی چاہیے کیا یہ
اسلام تھا اگر یہ اسلام تھا تو آج یہ کچھ کبھی نہ ہوتا یہاں اسلام کے نام پر بھی اسلام کا

Scanned with CamScanner

نام استعمال ہوا ہے اور سوشل ازم کے نام پر بھی اسلام کا نام استعمال ہوا ہے ہم اس اسلام کو بھی نہیں مانتے جو اسلام کے نام پر سوشل ازم کا تحفظ کرے اور اسلام کے نام پر شریعت کا مطالبہ کرنے والوں پر گولیاں چلائے جو اسلام کے نام پر تحریک نظام مصطفیٰ کے لیے نکلنے والوں پر گولیاں چلائے جو اسلام کے نام پر رشدی کے خلاف مظاہرہ کرنے والوں پر گولیاں چلائے یہ کیسا عجیب ماحول ہے ایک طرف چہرہ دکھاتا ہوں تو شیم کی آواز ادھر سے آتی ہے جب آئینہ ادھر سے دکھاتا ہوں تو شیم کی آواز ادھر سے آتی ہے گویا کہ میں یہ بھی کہتا ہوں اس سلسلے میں اگر مولویت کا کردار غلط ہے تو میں ہزار بار اس مولویت پر لعنت کرنے کو تیار ہوں جو مولویت اسلام چھوڑ گئی ہو جو مولویت دین چھوڑ گئی ہو جو مولویت پیغمبرؐ کی شریعت چھوڑ کر عورتوں اور مردوں کے درمیان والی قوم کے ساتھ سجدہ ریز ہوگئی ہو ہم اس مولویت سے نفرت کا اظہار کرتے ہیں اور ہم کل بھی اپوزیشن میں تھے علی کلمہ الحق کا جذبہ بیدار رکھتے ہوئے کل بھی حق کہتے تھے آج بھی کہتا ہوں نہ کل اسلام تھا نہ آج اسلام ہے کل بھی اسلام کے ساتھ زیادتی ہوئی اور آج بھی اسلام کے ساتھ زیادتی ہوئی۔ سپیکر: مولانا صاحب ذرا ٹھنڈے مزاج سے تقریر ہو۔

جناب والا:۔

ٹھنڈا مزاج اگر اسلام کی بات آئے تو ٹھنڈا مزاج اور جب ذاتیات کی بات آئے یہاں لوگ ذاتیات کے لیے کیا نہیں کرتے آج مجھے دکھ ہوا جب اسلام کی بات چلی تو یہاں واک آوٹ ہونے لگا تھا کیوں کر اسلام کی بات چلی ہے اسلام کی جب بات آئے گی تو پھر آدمی کا گریبان پکڑا جائے گا پھر مہران بینک کے سکینڈل سردخانوں میں نہیں جائیں گے پھر موٹروے کی بحث سردخانوں کی نظر نہیں ہوگی یہ ملک ہے جسے گورا انگریز چھوڑ گیا اور بد قسمتی سے کالے انگریز اس پر مسلط ہو گئے۔ جنہوں نے گورے انگریز کے جانے کے بعد اس ملک کی بچی کچھی ہڈیوں کو نوچ ڈالا اور اس ملک کو تباہی وبربادی کے دھانے پر لا کھڑا کر دیا آج وڈیرے دولت مند جاگیردار اور سرمایہ دار اس ملک کے اندر دولت اور پیسے کے ذریعے اس قدر اپنی جڑیں مضبوط کر چکے ہیں کہ کوئی مخلص

Scanned with CamScanner

محب وطن کوئی غریب شخص اپنی خدمات کے بل بوتے پر اس ایوان میں نہیں آ سکتا۔
جناب والا:۔

میں عرض کر رہا تھا کہ بونیر کے لوگ جن پر گولی چلائی گئی ہماری حکومت بتلائے ان کا قصور کیا تھا اگر قصور یہ تھا کہ وہ شریعت کا مطالبہ کر رہے تھے تو پھر جواب دیا جائے ان کا مطالبہ منظور کیوں کیا اگر مطالبہ منظور کیا گیا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ جرم نہیں اور اگر اس ملک میں اسلام کا نام لینا جرم ہے جیسے کہ اکبر آلہ آبادی نے کہا۔

رقیبوں نے رپٹ لکھوائی ہے جا جا کے تھانے میں
خدا کا نام لیتا ہے اکبر اس زمانے میں

اگر بونیر میں اسلام کے نفاذ کا مطالبہ کرنا جرم ہے ہم یہاں بھی مطالبہ کرتے ہیں ہم سڑکوں پر بھی جائیں گے ہم چوکوں چوراہوں میں جائیں گے۔ اگر جمہوریت کے ذریعے اسلام نہیں آیا تو ہم انقلاب کے ذریعے اسلام لائیں گے اگر کوئی لاٹھی گولی کی سرکار راستہ روکنا چاہتی ہے وہ ہمارا راستہ روک دکھائے اس لیے اسلام کے عنوان پر جناب والا (اسمبلی میں پہلی مرتبہ نعرہ تکبیر کی گونج) نعرہ تو لگایا جا سکتا ہے آپ کو جواب نہیں مل سکتا سپیکر: (آرڈر پلیز آرڈر) اور ویسے بھی اس ملک میں نعروں کے ذریعے سے سیاست شروع ہوئی ہے آج تک وہ سیاست کبھی بھی کامیابی سے ہمکنار نہیں ہوئی نعروں کے ذریعے سے ہی یہ کام چلتا گیا۔ آج تو کچھ لوگ کہتے ہیں۔ پاکستان کا مطلب کیا لاالہ الا اللہ۔ یہ بھی صرف ایک نعرہ تھا اور پھر کسی نے کہا روٹی کپڑا مکان وہ بھی ایک نعرہ تھا پھر کسی نے کہا معاشی استحکام وہ بھی ایک نعرہ تھا پھر سوشل کنٹریکٹ وہ بھی ایک نعرہ ہے یہاں سوائے نعروں کے اور کچھ نہیں ہے اور نعروں سے نہ قوم کے پیٹ بھرے جا سکتے ہیں نہ مظلوموں کی دادرسی ہو سکتی ہے۔ نعروں سے نہ ظلم کے طلسم توڑے جا سکتے ہیں نعروں کے ذریعے نہ اپنے دشمنوں پر قابو پایا جا سکتا ہے نعرہ لگانے والی قومیں تباہی و بربادی ان کا مقدر رہتی ہے۔ ہمیشہ وہی قومیں سربلند و سرفراز ہوتی ہیں جو نعروں کی بجائے عملی میدان میں کام کرے۔ سپیکر: (مولانا صاحب تحریک التوا میں

Scanned with CamScanner

پندرہ منٹ سے زیادہ تقریر نہیں ہو سکتی)

جناب والا:-

ابھی تو پانچ منٹ بھی نہیں ہوئے سپیکر نہیں دس منٹ ہو گئے ہیں مولانا۔ آپ جتنی دیر بول رہے ہیں میں اتنی دیر بھی نہیں بولنا چاہتا مجھے احساس ہے کہ میرے جیسے جذبات ہمارے بہت سے ساتھیوں کے سینوں میں موجزن ہیں میں تمام باتوں کو اسی بات پر ختم کرنا چاہتا ہوں میں اپنی بات ختم کررہا ہوں تاکہ دوسرے ساتھی گفتگو کر سکیں لیکن میرا مطالبہ ہے جو بارہ مسلمان شہید ہوئے ہیں ہمیں ان شہیدوں کا انصاف چاہیے ہم اپنے شہیدوں کے لیے پانچ لاکھ کا مطالبہ نہیں کرتے۔

جناب سپیکر:-

میرا اس ہاؤس میں اس مسئلہ پر آخری مطالبہ ہے ہمیں پانچ پانچ لاکھ نہیں چاہیے ہم قصاص لیں گے کہ وہ کونسے ہاتھ ہیں جنہوں نے ہمارے مسلمان بھائیوں کو ذبح کرایا ہے ہمیں قصاص چاہیے ہمیں مقابلے میں وہ سر چاہیے ہمیں مقابلے میں دھڑ چاہیے ہم اس کو اسی طرح کیفر کردار تک پہنچانا چاہتے ہیں اسلام کے اصول کے مطابق (ان النفس بالنفس والعین بالعین) جان کے بدلے میں جان لی جائے گی آنکھ کے بدلے میں آنکھ لیں گے کان کے بدلے میں کان لیں گے جن لوگوں نے ہمارا خون پیا ہے ہم ان لوگوں سے قصاص لیکر چھوڑیں گے۔

○ ○ ○

Scanned with CamScanner

موضوع : متناسب نمائندگی

جناب سپیکر:۔

متناسب نمائندگی پر بحث گزشتہ اجلاس سے چلی آرہی ہے حقیقت واقع یہ ہے کہ آج جو دن ملک کو دیکھنا پڑ رہے ہیں اور جو حالات اور سیاسی فضا ہمارے ملک میں اس وقت موجود ہے اور بدامنی کی کیفیت اور دنیا بھر میں پاکستان کے وقار کو جس انداز میں دھچکا لگا ہے یا لگ رہا ہے اگر صحیح معنوں میں اس کا جائزہ لیا جائے تو یہ ساری کی ساری غلطی کی بنیاد ہمارا موجودہ الیکشن سسٹم اور الیکشن کا نظام ہے جہاں الیکشن میں اور بڑی خامیاں اور بڑی ایسی چیزیں ہیں کہ جسے ہم صرف نظر کر کے الیکشن کا انعقاد عمل میں لاتے ہیں یہ کس قدر ستم ظریفی اور عجیب بات ہے آج ایک آدمی عام چپڑاسی کی بھرتی کے لیے اس وقت تک سلیکٹ نہیں ہوتا جب تک اس کی (باضابطہ) کوئی تعلیم نہ ہو اس کے پاس کریکٹر کی اسناد نہ ہوں اور اس کا کریکٹر واقعی بے داغ نہ ہو لیکن یہ عجیب بات ہے کہ جو شخص ممبر اسمبلی بن کر ملک کا وزیر اعظم بنتا ہے یا ملک کی باگ دوڑ ہاتھ میں لیتا ہے ہمارے ملک میں ایسے آدمی کے لیے کوئی ضابطہ نہیں کوئی چور رہے ڈاکو ہے لٹیرا ہے جاہل ہے کچھ ہے ہمارے ملک میں اگر کوئی دولت مند ہے سرمایہ دار ہے چاہے اس نے دولت کسی بھی انداز سے کسی بھی طریقے سے جمع کی ہے وہ قومی اسمبلی کا ممبر بننے میں آسانی کے ساتھ کامیاب ہو سکتا ہے جبکہ اس کے علاوہ اگر کوئی آدمی تعلیم کے اعتبار سے حب الوطنی کے اعتبار سے یا اور اپنی خدمات کے اعتبار سے یا اسی طرح وہ آدمی پاکستان میں کسی نمایاں کارکردگی کے اعتبار سے اپنا ایک مقام رکھتا ہے ہمارا الیکشن سسٹم ایسا سسٹم ہے کہ وہ اس سسٹم کے تحت پاکستان کی نیشنل اسمبلی میں پہنچنے میں کامیاب نہیں ہو سکتا اور خصوصیت کے ساتھ جو الیکشن 93ء میں ہوا اس میں "الیکشن آور" میں مجھے موقع ملا تو میں نے اس وقت بھی کہا کہ یہ جو ہمارا طرز انتخاب ہے اس طرز انتخاب سے ایک مخصوص طبقہ اور ایک مخصوص گروہ کو فائدہ پہنچتا ہے

Scanned with CamScanner

اور ہمارا موجودہ نظام انتخاب سوائے جاگیرداروں' سرمایہ داروں' وڈیروں کے اور کسی کے لیے اسمبلی کے دروازے کھلنے نہیں دیتا' اور یہی وجہ ہے کہ جب ایسے وڈیرے سرمایہ دار چور ڈاکو قسم کے لوگ پیسے کے بل بوتے پر اسمبلیوں میں آتے ہیں تو وہ اپنی وفاداریاں تبدیل کرتے ہوئے ہارس ٹریڈنگ کا مظاہرہ کرتے ہیں اور اس بات کا احساس بھی نہیں کرتے کہ ہمارے ملک ہماری قوم اور ہماری ملت کی بے عزتی اور توہین اس میں کس قدر ہوتی ہے اور ہمارے اس کردار کے اثرات کہاں تک بڑھ جاتے ہیں چونکہ وہ ایک کاروباری ذہن رکھتے ہیں انہیں بس اپنی دولت اور سرمایہ داری سے مطلب ہے' آج الیکشن ایک کاروبار بن کر رہ گیا ہے بلکہ ایک نفع بخش تجارت بن کر رہ گیا ہے۔ وزیر اور سرمایہ دار یہ سوچتا ہے کہ آج الیکشن میں پچاس' ساٹھ لاکھ روپے خرچ کر دیئے جائیں تو کل الیکشن میں جیتنے کے بعد یہ پچاس ساٹھ لاکھ روپے تو بڑی آسانی سے جمع ہو جائیں گے بلکہ اگر سال دو سال مل گئے تو صرف پچاس ساٹھ لاکھ روپے نہیں بلکہ اربوں روپے قومی خزانے سے لے اڑے گا اور یہی وجہ ہے کہ جو لوگ پیسے کے بل بوتے پر اسمبلیوں میں آتے ہیں ان کی پہلی کوشش یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنی خالی جیب کو پر کرلیں اور اپنا اثرورسوخ عوام کے اندر پیدا کرلیں تاکہ آئندہ الیکشن میں انہیں آسانی کے ساتھ کامیابی ہو جائے تو

جناب والا:۔

آج اس سسٹم پر بحث ہو رہی ہے اور بدقسمتی سے قریباً قریباً پاکستان کے عوام اس بات پر متفق ہیں کہ یہ جو سسٹم انتخابات کا ہے اس سسٹم کے ذریعے کوئی بھی محب وطن شخص اور کوئی بھی صلاحیتوں والا شخص اپنے علم اور اپنی صلاحیتوں اپنے عمل اور اپنے کردار کی بدولت اسمبلی میں نہیں آ سکتا۔ اور پھر خاص طور پر یہاں جو سیاسی جماعتیں بھی باضابطہ ٹکٹ دیتی ہیں تو وہ یہ نہیں دیکھتیں اس علاقے کے عوام میں کونسا شخص اپنے کردار کی وجہ سے نمایاں حیثیت رکھتا ہے اور اپنے علاقے کے عوام کی خدمت کرنے کا جذبہ رکھتا ہے اور سیاسی جماعتیں بھی یہ دیکھتی ہیں بلکہ یہ پوچھتیں ہیں' کہ آپ یہ بتلائیں آپ ٹکٹ لینے کے لیے ہماری جماعت کو کتنی رقم دیں گے۔

Scanned with CamScanner

گویا بڑی جماعت سے ٹکٹ لینے میں بھی وہی کامیاب ہو سکتا ہے جو اپنی جماعت کو لاکھوں روپے پہلے چندے کے نام سے رشوت دے پھر یہ چندے کے نام سے رشوت دیتے ہیں۔ پھر ان سے پوچھا جاتا ہے آپ کتنا خرچ کریں گے وہ کہتا ہے جناب میں دو کروڑ روپے خرچ کروں گا تو آج یہ ٹکٹ جماعتیں صرف دولت اور سرمائے کے بل بوتے پر اسے پہلے دیتی ہیں کہ وہ جماعتیں بھی سمجھتی ہیں کہ یہ آدمی تقویٰ وپرہیز گاری اور حب الوطنی کی وجہ سے الیکشن میں کامیاب نہیں ہو سکتا یہ کامیاب ہو گا تو سرمائے کے بل بوتے پر ہو گا اور آج ہماری قوم کا یہ مزاج بن چکا ہے آپ اور یہ سارا ہاؤس الیکشن کے ذریعے سے کامیاب ہو کر آیا ہے عوام کا ذہن بن چکا ہے بجلی دو سڑک دو، اور فلاں چیز دو ووٹ لو اب ایک آدمی جو کے بہت بڑا قانون دان ہے بہت بڑا حب الوطنی کا جذبہ رکھنے والا ہے اس کے پاس پیسہ نہیں ہے دولت نہیں ہے سرمایہ نہیں ہے نہ وہ بجلی دے سکتا ہے نہ ووٹ لے سکتا ہے نہ وہ الیکشن سے پہلے پہلے سڑک دے سکتا ہے نہ وہ الیکشن سے پہلے پہلے سکول دے سکتا ہے اور ہم نے وہ سرمایہ دار بھی دیکھے ہیں آج وہ سرمایہ دار ان اسمبلیوں میں بیٹھے ہوئے ہیں جنھوں نے الیکشن سے پہلے گاؤں میں جا کر کہا سڑک پر کتنا خرچ آتا ہے انہوں نے کہا سات لاکھ روپیہ اس نے کہا یہ دس لاکھ لے لو یہ دس لاکھ اپنے پاس رکھو اگر میں کامیاب ہو گیا تو سڑک بنادوں گا اور اگر میں کامیاب نہ ہوا تم اس دس لاکھ روپے سے سڑک بنا لینا گویا کہ ووٹ عوام سے خریدے جارہے ہیں اور عوام کا ذہن بنا دیا گیا ہے کہ ووٹ کیا ہے؟ ووٹ ایک پرچی ہے جسکی ہم نے قیمت وصول کرنی ہے اور وہ چھوٹی سی قیمت وصول کر کے اس ملک و قوم پر ڈاکوؤں کو مسلط کرتے ہیں صرف اس لیے کہ انہیں پیسے سے سروکار ہے وہ جانتے ہیں کہ اگر کوئی آدمی حب الوطنی کے جذبے سے منتخب ہو کر چلا بھی گیا تو وہ آگے جا کر کرپشن نہیں کرے گا اول تو وہ خود کہتے ہیں جب اس کے پاس سرمایہ نہیں دولت نہیں یہ جیت کیسے سکتا ہے؟ یہ ساری کی ساری ہمارے نظام کی خرابیوں کی جڑ غلط طریقہ سے الیکشن ہے جب تک ہم اس سسٹم کو صحیح کرنے کی طرف قدم آگے نہیں بڑھاتے پھر اس سسٹم میں اور خرابیوں کے علاوہ ایک خرابی

یہ بھی ہے کہ وڈیروں نے اپنے مخصوص حلقے بنا رکھے ہیں ان کی حلقہ بندیاں اس انداز میں کرائی ہیں کہ حلقہ بندیوں میں صرف اور صرف ان کے مزارعے ان کی رعیت ان کے ہاری وہی ہوتے ہیں اور جب وہ چاہیں یہاں ہاؤس میں کتنے لوگ ہیں جو اپنے علاقے میں اپنے مدمقابل کو کھڑا ہونے کا حق نہیں دیتے جو اپنے علاقے میں اپنی رعایا کو کسی اور کو ووٹ دینے کا حق نہیں دیتے جو اپنے علاقے میں اپنی زمین پر جو لوگ محنت کرتے ہیں کاشت کاری کر کے اپنا پیٹ پالتے ہیں انہیں یہ حق نہیں دیتے کہ وہ کسی اور کو اپنے گاؤں میں داخل ہونے دیں' یہ نظام کی خرابی ہے وہ سمجھتے ہیں ان لوگوں نے اگر تھوڑا سا بھی ہماری مرضی سے ہٹ کر فیصلہ کرنا چاہا تو یقیناً یہ لوگ ہمارے جیسے سفاک ہمارے جیسے ڈاکو ہمارے جیسے لٹیرے کو کبھی بھی اپنا منتخب نمائندہ نہیں بنائیں گے تو جہاں اس الیکشن کی اور خرابیاں ہیں ایک خرابی یہ بھی ہے یہ ایک چال ہوتی ہے کہ دو آدمی آپس میں مدمقابل ہیں تو کوشش ہوتی ہے کہ ایک آدمی کو پیسے دے دیئے پچاس ساٹھ لاکھ روپیہ دے دیا کہ تو بھی کھڑا ہو جا اور ایک کو کھڑا کردیا مخالف امیدوار کے ووٹ تقسیم کرائے ایک طرف ایک لاکھ میں سے پچھتر ہزار ووٹ چلا گیا دوسری طرف 25 ہزار ووٹ لیکر یہ چوتھے صاحب کامیاب ہو گئے گویا کہ اب اس علاقے کا نمائندہ وہ ہے جس نے 25 ہزار ووٹ لیا ہے اور اس کے برعکس جبکہ اس کے خلاف 75 ہزار ووٹ استعمال ہوا ہے اب مجھے یہ بات سمجھ نہیں آتی کہ 25 ہزار ووٹ لینے والا شخص ایک لاکھ افراد کا نمائندہ کیسے بن سکتا ہے؟اور یہ کرپشن یہ انداز یہ اس وقت ختم ہو سکتا ہے جب کوئی اپنی صلاحیتوں کے بل بوتے پر حب الوطنی کے جذبے کی بنیاد پر عوام کے ساتھ میل جول اور اپنے تعلقات کی بنیاد پر منتخب ہو کر اسمبلی میں آئے اور یہ کب ہو گا جب ہم اپنے الیکشن کے طریقے کار پر نظر ثانی کریں گے آج اس ہاؤس کے ہاتھ میں اللہ کے فضل سے یہ موقع ہے اگر آج یہ ہاؤس چاہے تو وہ نظام انتخاب کو اس انداز میں اس سانچے میں ڈھال سکتا ہے کہ آج ہمارے منتخب ہو کر آنے والے اسمبلیوں میں نہ ہارس ٹریڈنگ کا شکار ہوں نہ اللہ کے علاوہ کسی سے ڈرنے والے ہوں نہ محض اپنی پارٹی کی بنیاد پر صحیح کو غلط اور غلط کو صحیح قرار دینے والے ہوں بلکہ انہیں

Scanned with CamScanner

اس انداز میں اسمبلیوں میں آنا چاہئے کہ وہ حق اور سچ کی بات کریں اگر ان کی پارٹی کا لیڈر غلط بات کہتا ہے اور وہ کہیں کہ میں اختلاف کرتا ہوں اپنے لیڈر سے اگر ان کی پارٹی کا حکمران یا وزیر کوئی غلط فیصلہ دیتا ہے وہ اس پر کہے کہ میں اسے رد کرتا ہوں کیوں کہ وہ سمجھتے ہیں کہ ہم اپنے کردار کی بنیاد پر جیت کر آئے ہیں ہم اپنی پارٹی یا ٹکٹ کے مرہون منت نہیں۔

جناب والا:۔

دنیا میں اس وقت انتخابات کے جو رائج الوقت طریقے ہیں ان طریقوں میں سے ایک طریقہ جو اس وقت آئیڈیل کے طور پر سامنے ہے جسے متناسب نمائندگی کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اگرچہ اس میں بھی کچھ اصلاحات کی ضرورت ہے اس میں بھی ترمیمات کی ضرورت ہے لیکن اتنا ضرور ہے اگر متناسب نمائندگی کے عنوان پر الیکشن ہوں تو پاکستان میں ہر پارٹی اس کا جتنا ووٹ ہے جتنا ووٹ اس کا پورے ملک میں ہے وہ اپنا ووٹ لیکر چاہے اس کا ایک نمائندہ ہو وہ اسمبلی میں پہنچے گا اور ہر پارٹی اپنے بہترین سے بہترین دماغ اسمبلی میں بھیجے گی یہاں کیا ہوتا ہے کہ پارٹی کے لیڈر ہار جاتے ہیں پارٹی کے بانی ہار جاتے ہیں پارٹی کے ورکر ہار جاتے ہیں اور رشوت دے کر پارٹی کا ٹکٹ لینے والے جیت جاتے ہیں۔ اور وہ آکر اپنی پارٹیوں کو بلیک میل کرتے ہیں اور آکر اپنی پارٹیوں کی بدنامی کا باعث بنتے ہیں۔ لیکن اگر متناسب نمائندگی کے تحت الیکشن ہوں تو پارٹی کا بہترین ذہن پارٹی کے پڑھے لکھے لوگ پارٹی کا تعلیم یافتہ طبقہ پارٹی کے بانی ارکان ان اسمبلیوں میں پہنچیں گے تو پھر یہ اسمبلیاں سینما گھر کے ٹکٹ گھروں کا منظر پیش نہیں کریں گی۔ پھر یہ اسمبلیاں لڑائی جھگڑے کا میدان نہیں بنیں گی۔ پھر اس میں ملک کی پالیسیوں پر بحث ہو گی پھر ان اسمبلیوں میں ہم اس انداز میں سوچ وبچار کرنے کے عادی ہو سکیں گے جس انداز میں دنیا اپنے قدم تیزی سے آگے بڑھاتی چلی جارہی ہے۔ آج آئے دن جو کچھ آپ دیکھ رہے ہیں وہ ہم نے سابقہ دور میں دیکھا جو اس دور میں دیکھ رہے ہیں شاید آنے والا دور اس سے بھی زیادہ برا ہو اس ساری کی ساری برائی کا سبب اور وجہ یہ ہے کہ ہمارا نظام انتخاب اتنا برا اور اتنا غلط اور اتنی نادرشت

Scanned with CamScanner

بنیادوں پر ترتیب دیا گیا ہے جو محض جاگیرداروں محض وڈیروں محض ہیروئن کے بڑے بڑے ٹھیکیداروں اور محض ڈاکوؤں کو سپورٹ کرتا ہے یہ کاروبار ملک وملت سے وابستہ لوگ اور ملک وملت سے محبت رکھنے والے لوگوں کو ہرگز سپورٹ نہیں کرتا آج جس آدمی کے گھر میں ایک کروڑ روپیہ نہیں ہے چاہے وہ قائداعظمؒ کا بھائی کیوں نہ ہو علامہ اقبالؒ کا رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو میں کہتا ہوں آج ایک طرف علامہ اقبالؒ آ جائیں اور دوسری طرف قائداعظمؒ آ جائیں اور وہ لوگوں سے کہیں کہ ہمیں ہمارے کردار کی بنیاد پر ووٹ دو۔ موجودہ نظام انتخاب میں لوگ قائداعظمؒ علامہ اقبالؒ کو چھوڑ دیں گے۔ وڈیروں اور سرمایہ داروں کو ووٹ دیں گے نظام اتنا غلط ہے لوگوں نے جب ذہن بنا لیا بجلی دو ووٹ لو سڑک دو ووٹ لو سکول دو ووٹ لو۔ تو کہاں سے قائداعظمؒ صاحب ہیروئن کے پیسے علامہ اقبالؒ چوری کے پیسے اور ڈکیتی کے پیسے کہاں سے دیں گے وہ کہیں گے کردار پر ووٹ دو وہ کہیں گے ہماری سوچ پر ووٹ دو لوگ کہیں گے کردار والا دور چلا گیا سوچ والا دور چلا گیا اب تو سرمایہ کی بات ہے دولت کی بات ہے ہمیں چاہیے کہ جب تک ہم اس الیکشن کے غلط سسٹم سے نجات حاصل نہیں کر لیتے اس وقت تک ہم دوسرے ایشو (ISSUE) کو نہ اٹھائیں جب تک ہم صحیح الیکشن کا نظام ترتیب نہیں دیتے اس وقت تک صحیح نمائندگی نہیں ہو سکتی اور جب تک صحیح نمائندگی نہیں ہو سکتی قوم کا کوئی بھی مسئلہ حل نہیں ہو سکتا۔ اللہ کرے ہماری سوچ کے دھارے بدلیں ہماری فکر کے زاویے تبدیل ہوں ہم اس بنیاد کو سمجھیں اور اس بنیاد کو صحیح طور پر استوار کرنے کی کوشش کریں تاکہ ملک وملت کے لیے صحیح نتیجہ آ سکے جو ملک کو باعزت طور پر اکیسویں صدی میں داخل کرا سکے اللہ ہمارا حامی وناصر ہو۔

○ ○ ○

Scanned with CamScanner

موضوع: حقوق کی جنگ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

شکریہ جناب سپیکر:۔

میں اہم مسئلہ کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں میں عرض کر رہا ہوں۔ کہ اسی عنوان پر اس بات کا رونا ہر شخص روتا ہے۔ ہمارے ملک میں کرپشن عام ہو گئی۔ رشوت ستانی کا دور دورہ ہے۔ اور نئی نسل جو ہے بے راہ روی کا شکار ہے اور ہمارے ملک میں اس وقت جو حالات ہیں۔ ہر شخص اس سے پریشان ہے اور یہ جتنے ہمارے مسائل ہیں یہ سب انہیں چیزوں کا شاخسانہ ہے لیکن میں اس طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ جب تک ہم اپنی قوم کی اخلاقی روحانی تربیت نہیں کرتے جب تک ہم اپنی قوم کے اندر آہستہ آہستہ ان کے ذہنوں میں پیدا ہونی والی کرپشن اور ان کے ذہنوں میں لوٹ مار کا جذبہ قتل وغارت گری کا جنون اور اسی طرح ڈکیتی اور چوری کے عنوان سے ہماری نئی نسلیں تباہ وبرباد ہو رہی ہیں یا ہماری نسلوں کے اندر ہیروئن اور دیگر نشہ آور چیزوں کا رجحان بڑھ رہا ہے۔ ہم جب تک ان کے علاج کی طرف توجہ نہیں دیں گئے۔ ہم کوئی بھی اپنا مسئلہ کسی بھی انداز میں حل نہیں کرسکتے۔ اور وہ ہے اپنی قوم کی روحانی تربیت جس قوم کی روحانی تربیت خراب ہو۔ اور نہ ہوسکے اور اس کے ذہن جو ہیں۔ وہ یکسر مفلوج ہوجائیں۔ جو قوم سادگی' ایمانداری صداقت خوف خدا حب الوطنی کے جذبے سے محروم ہو جائے آپ اس قوم کو دولت کے بل بوتے پر پیسے کے بل بوتے پر آپ اس قوم کو کسی اور عنوان پر ترقی کی راہ پر گامزن کرنا چاہیں۔ تو یہ بات قطعی طور پر ناممکن ہے سوال یہ ہے کہ ہماری حکومت نے اپنی قوم کی روحانی تربیت کے لیے کیا کیا ہے اگر ہم اس طرف نظر اٹھاتے ہیں تو ہمیں یہ بات شدت کے ساتھ محسوس ہوتی ہے۔ کہ قوم کی روحانی تربیت کے لیے قوم کو ایمانداری دیانت سادگی ایثار حب الوطنی کے جذبے سے سرشار کرنے کے لیے ہماری گورنمنٹ نے عملی

Scanned with CamScanner

طور پر قدم آگے بڑھانے کی بجائے اس کے برعکس اس کی مخالف سمت میں بڑی تیزی کے ساتھ دوڑ لگائی ہے۔ آج ہماری نسلیں ڈش انٹینا اور ریڈیو کے زریعے جس طرح بے راہ روی کا شکار ہے اور پھر ہمارے لوگ ٹی-وی پر اس لئے بیٹھتے ہیں کہ ہم دیکھیں کہ ہماری محترمہ نے کس انداز میں لباس پہنا ہے۔ تاکہ دوسرے دن عورتیں اپنے خاوندوں سے ویسے ہی لباس کا مطالبہ کریں۔ اور کچھ لوگ دیکھتے ہیں جب قوم میں یہ جذبہ پیدا کیا جائے نیا سوٹ نیا انداز اور پھر جناب آج تو آپ چھوٹے سے بچے سے پوچھیں آپ کو کھلونا چاہیے وہ اپنے والدین سے گڈی وغیرہ نہیں مانگے گا وہ کہے گا مجھے پسٹل چاہیے کیونکہ ہمارے ڈش انٹینا کے ذریعے یا ہمارے ہاں جو ایک گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ انگریزی فلمیں دکھائی جاتیں ہیں وہ سوائے اس کے کچھ نہیں ہے کہ بڑی بڑی کلاشن کوفیں ان سے آدمی کا جذبہ جہاد نہیں ابھرتا۔ بلکہ ان سے ہر نوجوان یہی چاہتا ہے بچے بھی چاہتے ہیں کہ ان کے پاس پسٹل ہو اور بڑے بھی چاہتے ہیں کہ ان کے پاس کلاشن کوف ہو اور جو کچھ انہیں دکھایا جاتا ہے صبح کو آپ ویسے ہی مناظر گلیوں میں بازاروں میں دیکھ سکتے ہیں تو میں اس طرف بھی توجہ دلانا چاہتا تھا کہ قوم کی روحانی تربیت کے لیے ضروری ہے کہ تربیت کرنے والے جو عناصر ہوں ان کی بھی پہلے تربیت کی جائے۔ اور پہلے یہ جو کرپشن کا خاتمہ ہے یہ اوپر کی سطح سے شروع ہوتا ہے سادگی کو غریب ہی کیوں اپنائے۔ ایثار کا جذبہ صرف غریب کے اندر ہی کیوں آئے۔ ہم چاہتے ہیں جان دینے کے لیے غریب ہو حب الوطنی سے ملک کی سرحدوں کی حفاظت ہو تو غریب کرے ہمارے مکانوں اور پلاٹوں کو بنائے تو غریب مزدور بنائے دفتر کا کام ایمانداری سے کرے تو غریب کرے لیکن ہمارے لیے کوئی ایمانداری نہیں ہے۔ ہمارے لیے کرپشن ہی کرپشن ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ہمارا جو بڑا مسئلہ ہے

جناب والا:۔

وہ بے روزگاری ہے بے روزگاری کا بھوت اس طرح برہنہ ہو کر گلیوں میں

Scanned with CamScanner

آچکا ہے کہ اگر اس پر قابو نہ پایا گیا۔ تو آپ یہ جو سارے کے سارے حالات دیکھ رہے ہیں کہ نوجوان بے روزگاری سے تنگ آکر ایم۔ اے کی ڈگریاں ڈاکٹری کی ڈگریاں انجینئرنگ کی ڈگریاں ہاتھوں میں لیکر میرے پاس کل نوجوان آئے کہ آپ میرج ہوٹل میں فون کردیں کہ ہمیں وہاں جھاڑو دینے کے لیے رکھ لیں جبکہ وہ میرے پاس .B.Sc اور اس طرح F.A کی ڈگریاں لے کر پھرتے تھے۔ یہ بے روزگاری کس کی سردرد ہے یہ حکومت کی سوچ اور ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے ملک میں روزگار کے مواقع پیدا کرے۔ وہ بیرون ممالک میں اپنے روزگار کے مواقع پیدا کرکے اپنے نوجوانوں کو وہاں لگانے کی کوشش کرے ایک چھوٹی سی خبر ہمارے سننے میں آئی ہے کہ ہماری حکومت تھوڑی سی اس طرف توجہ کر رہی ہے۔ لیکن وہ توجہ ایک خاص طبقہ کے لیے اور چند جیالوں کے لیے نہیں ہونی چاہیے۔ وہ توجہ اگر ہے تو پھر خدا کے لیے میرٹ ہونا چاہیے اور اگر ہر علاقے سے نوجوانوں کو بیرون ملک بھجوانے کی کوشش ہے تو اس پر عمل درآمد ہونا چاہیے۔

جناب والا:۔

ہمارا سب سے پسا ہوا طبقہ کسان کا ہے آج کسان باوجود اس کے کہ وہ سارا سال محنت کرتا ہے سارا دن کوشش کرتا ہے ایک سال کے بعد اس کے پاس اتنی بھی آمدن نہیں ہے۔ کہ وہ اپنی بچی کا جہیز تیار کرسکے۔ ایک سال کے بعد اس کے پاس اتنا بھی پیسہ نہیں ہے۔ کہ وہ اپنے بچے کو تعلیم دلوا سکے آج کسان جن حالات سے دوچار ہے وہ ہر آدمی جانتا ہے وقت پر اسے پانی نہیں ملتا۔ بلکہ ہمارے ہاں تو یہ حالات ہیں جو چھوٹے چھوٹے کسان ہیں ان کی زمینیں بنجر ہوگئیں ہیں بڑے بڑے جو زمیندار ہیں۔ وہ ان کا پانی پی لیتے ہیں زمینداروں کے پیٹ اتنے بڑے بڑے ہیں کہ وہ نہروں کی نہریں پی جاتے ہیں

جناب والا:۔

ایسے بڑے پیٹ والوں سے بچا کر کچھ اس کسان کو بھی دیجئے۔ جو سارا دن

Scanned with CamScanner

محنت کرتا ہے ایک کنال دو کنال پر وہ چھوٹی چھوٹی سبزیاں لگا کر اور صبح رات کو اٹھ کر وہ سبزیوں کو دھو کر بازار میں لاتا ہے میرے اور آپ تک وہ چیزیں پہنچاتا ہے تو مہربانی کیجئے۔ اس کسان کے پاس تو اتنے وسائل نہیں ہیں۔ کہ وہ اپنی سبزی شہر تک لا سکے۔ ٹوکریاں سر پر اٹھا کر لاتا ہے۔ اس کے لیے کوئی سڑک نہیں بڑے افسوس کی بات ہے ہمارے ہاں مخالف ایم۔ این۔ اے کو گرانٹ ملتی ہے اور اگر مل بھی جائے تو اس کا انداز یہ ہے کہ افتتاح دوسرے کررہے ہیں اور یہ بھی بڑے دکھ کی بات ہے کہ پوری کی پوری غریبوں کی بستی ہے وہاں بجلی نہیں ہوگی غریبوں کی بستی ہے وہاں سڑک نہیں ہوگی۔ غریبوں کی بستی ہے وہاں پانی کا انتظام نہیں ہے لیکن ایک چودھری کا ڈیرہ ہے اس پر بلب بھی روشن ہے چودھری کا ڈیرہ ہے وہاں پکی سڑک بھی بنی ہوئی ہے چودھری کا ڈیرہ ہے پیسہ تو حکومت کا ہے سوال یہ ہے کہ یہاں سے کیوں قید نہیں لگائی جاسکتی کہ یہاں سے جتنا پیسہ بھی خرچ ہو وہ تعمیر وطن کے عنوان سے ہو۔ یہ پیسہ صرف اور صرف مستحقین کے عنوان سے لگنا چاہیے۔ لیکن ہمارے ہاں جناب اس کے لیے کوئی پابندی نہیں ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ مجھے ہی کچھ کہنا چاہیں گے اور مجھے وقت کی تنگ دامنی کا بھی احساس ہے

لیکن جناب والا:۔

میں آپ سے خاص طور سے یہ عرض کروں گا۔ کہ ہمارے ہاں جھنگ میں بڑا یہ اہم مسئلہ ہے 30 سال قبل لوگوں نے زمینیں آباد کیں بنجر زمینیں آباد کیں۔ لیکن انہیں مالکانہ حقوق نہیں دیئے جارہے بلکہ بارہا ایسا ہوا ہے کہ کھڑی فصلیں بلڈوز (Biuldose) کردی جاتیں ہیں اور جب فصلیں تیار ہوتیں ہیں اور کہا جاتا ہے کہ تم چھوڑ کر چلے جاؤ اور انہیں مالکانہ حقوق نہیں دیئے جارہے اور اس طرح جھنگ میں سوئی گیس کا کام سابقہ حکومت کے دور سے شروع ہوگیا تھا اور ہماری حکومت کو نہ معلوم کن بنیادوں پر اس کام کو بند کرنا پڑھ رہا ہے اور اس کام میں جو ہے کوئی خاطر خواہ اضافہ نہیں ہورہا تو اس سلسلے میں بھی اور اس کے ساتھ

Scanned with CamScanner

ساتھ پنشنوں کے مسئلے ہیں کہ ان میں اضافہ کیا جائے اور 17 گریڈ سے جو اوپر آفیسر ہیں ان کی تنخواہوں میں 20% کی بجائے اس طرح اضافہ کیا جائے جس طرح چھوٹے گریڈ کے آفیسروں کی تنخواہوں میں ہوا ہے

OOO

Scanned with CamScanner

موضوع۔ کراچی کے حالات

شکریہ جناب سپیکر۔

نقطہ اعتراض مولانا اعظم طارق:۔ جناب سپیکر رات میرے یہاں سے جانے کے بعد عدم موجودگی میں وفاقی وزیر قانون صاحب نے کچھ تفصیلات ایوان کے سامنے پیش کیں ۔ اور اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے ہماری جماعت پر دہشت گردی کا الزام بھی اس ایوان میں لگایا۔ جب کہ میں یہ بات سمجھنے سے قاصر ہوں کہ جو چیز ان کی ذمہ داری نہیں بنتی وہ اسے خواہ مخواہ اپنے ذمے لے کر ایوان کا ماحول خراب کرنے کی بلاوجہ کوشش کیوں کرتے ہیں ۔ وفاقی وزیر داخلہ صاحب کا جب یہ ذمہ تھا اور پھر میں نے دیکھا کہ وہ اس سلسلے میں معلومات لے رہے ہیں تو مجھے انتظار تھی ۔ آپ کی RULING کے مطابق کہ وہی آج یہاں پر اس عنوان پر کوئی بیان دیتے رات جو کچھ بیان کیا گیا ہے میں نے تو اخبارات میں پڑھا ہے میرے پاس آج کا روزنامہ جنگ کراچی کا میرے ہاتھ میں ہے ۔ جس میں وہاں کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ یعنی کراچی سنٹرل کے D.C صاحب کا پریس نوٹ شائع ہوا ہے ۔

میں یہ پڑھ کر سنانا چاہتا ہوں ۔ کہ کراچی ڈپٹی کمشنر کا جو پریس نوٹ ہے ۔ وہ سن لیا جائے اور اس کے مقابلے میں جو بیان یہاں دیا گیا ہے وہ سن لیا جائے اگر دونوں بیانات متضاد ہوں تو پھر یہ فیصلہ HOUSE کرے ۔ اور یہ قوم کرے کہ ہم کس بات کا اعتماد کریں یا ہم یہاں پر دی جانے والی تفصیلات پر اعتماد کریں یا ڈسٹرک مجسٹریٹ کے بیان پر کراچی سنٹر کے پریس کے مطابق ایک مذہبی تنظیم نے 14 اگست کو بغیر اجازت کے ریلی نکالی یہ الگ بات ہے کہ 14 اگست کو آزادی کی ریلیاں نکالنے کے لئے اجازت بھی ضروری ہو گئی ہے حالانکہ کوئی اجازت کی ضرورت نہیں جب یہ ریلیاں انچولی سوسائٹی کے قریب پہنچی تو چند شرپسندوں نے ریلی سے اشتعال انگیز نعرے لگائے جس کی وجہ سے علاقے کے لوگوں اور ریلی کے شرکاء کے درمیان فائرنگ کا تبادلہ ہوا جلوس کے شرکاء میں سے ایک شخص زخمی ہوا۔ اس کے بعد NEW کراچی انچولی سے چار کلو میٹر دور کی بات ہے۔ NEW کراچی میں مسجد کے قریب لوگ جمع ہو

Scanned with CamScanner

گئے ۔اس ہجوم نے ایک بس کو آگ لگائی کچھ کو نقصان پہنچایا ۔ٹائر جلائے اس دوران اچانک مسجد کے قریب فلیٹوں سے فائرنگ شروع ہوئی ۔جس کے نتیجے میں دو افراد ہلاک ہوئے گیارہ افراد زخمی ہوئے جس میں چار پولیس اہلکار بھی شامل ہیں ۔وہ فلیٹوں سے چلنے والی گولی سے بقول ان کے ہمارے آدمی شہید بھی ہوئے پولیس والے بھی زخمی ہوئے ان گولیوں سے جو فلیٹوں سے چلیں ۔اب بات یہ ہے کہ یہاں پر کہا گیا کہ سپاہ صحابہ نے پولیس پر گولی چلائی جب کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کہتا ہے کہ سپاہ صحابہ نے گولی نہیں چلائی پولیس پر وہی گولی چلی ہے جو فلیٹوں سے آئی ہے میں نے جو یہاں کہا تھا اور میں آج اسی پر اصرار کرتا ہوں کہ فلیٹوں سے گولی نہیں چلی یہ بات اگر آپ کے پاس اتھارٹی ہے ۔کوئی ضابطہ ہے ۔آپ عدالت عالیہ کے ججوں کی موجودگی میں انکوائری کرائیں ۔اگر ہم کم از کم ایک ہزار آدمی عینی شاہد پیش نہ کریں جو یہ کہیں کہ قانون نافذ کرنے والے ادارے بوٹوں سمیت مسجد میں داخل ہوئے مسجد کے اندر گولیاں چلائی اور ایک سو سے زیادہ G-3 کو گولیوں کے خول سمیت فوج، پولیس اور رینجر کا داخل ہونا اگر یہ بات ہم ثابت نہ کر سکیں آپ ہمیں دہشت گرد بھی کہیں ۔آپ ہمیں قاتل بھی کہیں ۔اور جو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ یہ کہتا ہے کہ فلیٹوں سے فائرنگ ہوئی تو سوال یہ ہے کہ ہمارے آدمی کیوں گرفتار کیے گئے ابھی جب کہ ہمارے آدمی شہید ہوئے ہیں ۔تو ہماری F.I.R وزیر داخلہ صاحب کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ آج ہماری F.I.R ابھی تک نہیں کٹی ۔50 گھنٹے ہونے کو ہیں اور کوئی ایف آئی آر لینے کو تیار نہیں ہے ۔آدمی ہمارے شہید، مسجد میں ہمارے آدمی زخمی ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے مطابق آئی فلیٹوں سے فائرنگ، تو جب ہمارے ہی آدمی شہید ہوئے ہیں تو ہمیں حق دیا جائے کہ ہم ایف آئی آر کٹوائیں ۔ہم سے F.I.R لینے والا کوئی نہیں اور یہاں یہ بیان دیا گیا ہے کہ پولیس پر بھی ہم نے فائرنگ کی اور پولیس پر بھی ہماری ہی جماعت نے فائرنگ کی ۔ایک بات، دوسری بات میں ضرور اس بات کی وضاحت چاہوں گا کہ یہاں پر یہ ایوان ہے ۔یہاں پر اگر وزیر قانون صاحب نے میری جماعت پر دہشت گردی کا الزام لگایا ہے تو وہ دہشت گردی ثابت کریں ۔ورنہ اگر یہ محض زبانی ہے تو آپ کو

پتہ ہے اللہ کے فضل سے زبان کے اعتبار سے بولنے کے اعتبار سے ہم سے کوئی زیادہ نہیں ۔ ہمیں بہت اچھے انداز میں بھی بولنا آتا ہے اور بہت زیادہ جذبات کے ساتھ بھی بولنا آتا ہے ۔ تو دوسری بات جو میں عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ F.I.R نہیں کاٹنے دی جا رہی ۔ ناجائز گرفتاریاں ہو رہی ہیں اس اپنے جرم پر پردہ ڈالنے کے لئے وہاں پر مزید الٹا شہید بھی ہمارے آدمی زخمی بھی ہمارے آدمی گرفتار بھی ہمارے آدمی خوف وہراس کا یہ عالم ہے ۔ کوئی شنوائی نہیں ۔ کوئی پوچھنے والا نہیں ا۔ اگر وزیر قانون صاحب یہ اعلان کریں کہ وہاں ہائی کورٹ کے جج کی نگرانی میں ایک ٹربیونل کا قیام عمل میں لائیں ۔ آج پارلیمنٹ کی کمیٹی بنائیں یں اخبارات میں مسجد کے مینار کی تصاویر آئیں ہیں ۔ کہ مینار پر گولیاں لگی ہیں ۔ یہ پہلا واقع ہے ۔ آپ کی حکومت میں جس مسجد میں آدمی شہید ہوئے ہیں چاہے وہ آدمی کسی نے گولی سے شہید کیے ۔ آپ اسے پارلیمنٹ کی کمیٹی کے ذریعے تحقیق کرائیں ۔ کسی اور ذریعے سے تحقیق کرائیں ۔ تاکہ لوگوں کے سامنے حقائق آسکیں اور انہیں پتہ چل سکے کہ یہ اتنا بڑا سانحہ کیوں پیش آیا شکریہ

حبِ صحابہ ایمان ہے

بغضِ صحابہ لعنت ہے

یا اللہ مدد

عظمتِ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اصحابؓ کے متعلق قرآن کہہ رہا ہے
حضراتؓ کے متعلق قرآن کہہ رہا ہے

وہ ہیں نبیؐ کے اپنے وہ ہیں نبیؐ کے پیارے
خود آپؐ کہہ رہے ہیں اصحابؓ ہیں ستارے

درجات کے متعلق قرآن کہہ رہا ہے
اصحابؓ کے متعلق قرآن کہہ رہا ہے

سہے ظلم ہر طرح سے کھائی کبھی نہ ہار
اک دوسرے سے بڑھکر کرتے تھے اتنا پیار

جذبات کے متعلق قرآن کہہ رہا ہے
اصحابؓ کے متعلق قرآن کہہ رہا ہے

Scanned with CamScanner